شاہنامۂ اسلام

جلد دوم

حفیظ

جلد دوم

پہلی طباعت سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق سنہ ۱۹۳۳ء

دوسری طباعت سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق سنہ ۱۹۳۷ء

کتابت حسب دستور پیر عبد الحمید صاحب وزیرآبادی نے فرمائی

لیکن چونکہ گذشتہ مرتبہ طباعت کے معاملے میں بہت تلخ تجربہ ہوا تھا

اسلئے

اس ایڈیشن کی طباعت باہتمام لالہ گوپال داس مینیجر مرکنٹائل پریس ہوئی

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

یادِ ایّام

المعروف بہ

شاہنامۂ اسلام

جلد دوم

اردو نظم میں تاریخِ اسلام کے زریں واقعاتِ پُرنم کا ولولہ انگیز بیان

جنگِ بدر میں تین سو تیرہ مجاہدین کے سرفروشانہ کارنامے، مدینے میں یہودیوں اور منافقوں کی شرارتیں، مکّے میں جوشِ انتقام، غزوہ سویق غزوہ احد وغیرہ

از خامہ

ابوالاثر حفیظ جالندھری

پیشکش

ہر اُس فرزندِ توحید کی خدمت میں

جو

کلمۂ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پر

ایمان رکھتا ہے

فہرستِ مضامین

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
دیباچہ از آنریبل جسٹس شیخ سر عبدالقادر صاحب مدظلہ	۱۳	سخنہائے گفتنی در پیرایۂ سرگزشتِ مصنف	۲۹
معیار از ڈاکٹر محمد دین تاثیر ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی	۱۹	مسجد و مکتب	//
عرضِ حال مصنف بتقریب طبع اول	۲۵	سیلاب الحاد و کشتیٔ ملت	۳۶
شکریہ طبع ثانی	۲۸	ٹوٹی ہوئی کشتی کا ملاح	۳۸

باب اوّل

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
معرکۂ بدر	۴۳	رات کا منظر	۵۳
لشکرِ اسلام کا ورود	۴۵	تصویر کے دو رُخ	۵۴
حدت کی شدت	۴۶	رسول اللہ کی شب بیداری	//
صحرا کی ہوا	۴۷	صبح کاذب اور لشکر کفار	۵۵
		ضمیر کی آواز اور صلح کی ایک کوشش	
بارش کا نزول	۴۹	جنگ کا فتنہ	۵۶
جستجوئے غنیم	۵۰	عتبہ کا جواب	۵۸
ارشادِ ہادی	۵۱	حکیم کا ابوجہل کو سمجھانا	۵۹
کفار کے جاسوسوں کا بیان	۵۲	ابوجہل کی ضد اور فتنہ انگیزی	//
ابوجہل کا نازو غرور	//	لشکرِ کفار کی آمادگیِ جنگ	۶۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
صبح صادق - مجاہدینِ اسلام	۶۲	بہادرانِ بنی ہاشم کا میدان میں نکلنا	۸۵
نتیجہ جنگ کے متعلق پیمبر کی پیشگوئی	۶۳	مبارزین کی نوک جھوک	۸۶
مجاہدینِ اسلام کی صف بندی	۶۴	انفرادی جنگ کا منظر	۸۷
معرکۂ نور و ظلمت	۶۶	حضرت حمزہؓ اور عتبہ کا مقابلہ	؍؍
استعارہ از طلوعِ آفتاب	۶۷	حضرت علیؓ اور ولید کا مقابلہ	۸۹
میدان بدر میں صفِ مجاہدین کا منظر	۶۸	حضرت عبیدہ کا شیبہ کے ہاتھ سے زخم کھانا	۹۰
لشکرِ مشرکین کی دھوم دھام	۷۰	حضرت عبیدہ کی شہادت پر رسول اللہ کی مہرِ تصدیق	۹۱
دشمنوں کا سراپا	۷۱		
صفِ اسلام	۷۳	فوجِ دشمن کا خوفزدہ ہونا	۹۲
تلقینِ ہادی	۷۴	ابوجہل کی تقریر	۹۴
رسول اللہ کی دعا بہرِ مجاہدینِ بدر	۷۵	قریش کا عام دھاوا	۹۶
دشمنوں کی آہنیں صفیں	۷۷	مسلمانوں کا ربط و ضبط اور فرمانِ پیغمبر	۹۶
نور و ظلمت آمنے سامنے	۷۸	مسلمانوں کی تیر اندازی	۹۸
رحمۃ للعالمین کا تاثر اور نصرت حق کی طلب	۸۰	جنگِ مغلوبہ	۱۰۰
فوجِ دشمن میں طبلِ جنگ	۸۱	مجاہدینِ اسلام کی شجاعت	۱۰۱
قریشی سپہ سالار کی مبارز طلبی	۸۲	حضرت زبیر اور ابوکرش کا مقابلہ	۱۰۳
انصار کا اقدام میدان اور قریش کا غرورِ نسب	۸۴	ہنگامۂ کارزار	۱۰۶

مضامین	صفحات
گرمیٔ جنگ اور ساقیٔ کوثر کا فیض	۱۰۷
حوض پر کفار کی چیرہ دستی	۱۰۸
مسلمانوں کا ثبات و استقلال	۱۰۹
اصلِ اصول جہاد	۱۱۰
حبِ رسول ؐ	۱۱۲
میدانِ کارزار میں ابوجہل کی سرگرمیاں	״
قتلِ ابوجہل کی کہانی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی زبانی	۱۱۳
دو انصاری نوجوان اور ابوجہل کی جستجو	۱۱۵
حضرت عبدالرحمٰن کی نشان دہی	۱۱۶
نوجوانوں کی غیرت مندی	۱۱۷
انصاری نوجوانوں کا حملہ اور ابوجہل کا حشر	۱۱۹
ایک نوجوان کی شہادت	۱۲۱
دوسرے نوجوان پر ابوجہل کے بیٹے کا وار	۱۲۲
غازیوں اور شہیدوں کی شان	۱۲۳

مضامین	صفحات
کشمکش کی انتہا اور نصرتِ حق کی طلب	
پیغمبر اپنے خدا کے حضور	۱۲۶
پیغمبر عرصۂ کارزار میں	۱۲۸
معجزے کا ظہور	۱۲۹
جنگِ بدر کا انجام	
قریشی فوج کی شکست	۱۳۱
رحم کی تلقین کا اثر	۱۳۳
بدر میں کفار کے مقتولوں پر ایک نظر	۱۳۵
ابوجہل کی نگاہ واپسیں	۱۳۶
فتح کے بعد آنحضرت اور غازیوں کی مصروفیات	۱۴۰
مشرکین کی لاشوں سے آنحضرت کا خطاب	۱۴۲
بعد فتح غازیانِ اسلام کی حالتِ قلب	۱۴۳
بدر سے غازیانِ اسلام کی واپسی	۱۴۶
واپسی کی پہلی منزل	۱۴۷

باب دوم

مضامین	صفحات
جنگِ بدر اور جنگِ اُحد کا درمیانی وقفہ	
مکّے اور مدینے کے حالات	
منافقین اور یہود کی شرارتیں	۱۴۹
مدینہ میں مسلمانوں کی حالت	۱۵۰
منافقین اور یہودِ مدینہ کی طنز آمیز افواہیں	۱۵۱
حضرت رقیہ کی وفات کا دن	۱۵۲
فتح کی خوشخبری	۱۵۳
فتح کی خبر پر منافقین و یہود کی رائے زنی	۱۵۵
حضرت اسامۂ ابنِ زیدؓ کا جوش	۱۵۶
رسول اللہ اور غازیانِ اسلام کی مراجعت	۱۵۷
عمِ نبی حضرت عباس بطور اسیرِ جنگ	۱۵۹
مکے میں شکست کی خبر	۱۶۱
صفوان بن امیہ کا شک و شبہ	۱۶۳
شکست خوردہ مشرکین کی عام واپسی	۱۶۴
مکے میں کہرام	۱۶۵
شکست کی رُوداد۔ اور ابولہب کی مایوسی	۱۶۶

مضامین	صفحہ
ماتم کرنے والوں کو ابوسفیان کی فہمائش	۱۶۷
ہند جگرخوار کا غم و غصہ	۱۶۹
مکے میں انتقامی جنگ کی تیاریاں	۱۷۰
انتقام کی تدبیریں	۱۷۲
ابولہب کی مرگ مایوسی	۱۷۳
بعد جنگ بدر مدینے کی صورتِ حالات	
قیدیانِ جنگ کا مسئلہ	۱۷۴
پیمبر اسلام مشورہ طلب فرماتے ہیں	۱۷۵
صدیق اکبرؓ کی رائے	۱۷۶
حضرت عمر فاروقؓ کی رائے	۱۷۷
رحمۃ للعلمین کی امت کا فیصلہ	۱۷۹
ارشادِ پیغمبر دربارۂ اسیرانِ جنگ	۱۸۰
اسیروں کے لئے اس عہد کے عام قوانین	۱۸۳
قیدیوں سے مسلمانوں کا سلوک	۱۸۴
عمِ نبی حضرت عباس اور فدیۂ جنگ	۱۸۵
حضرت عباس کا فدیہ دینے میں تامّل اور آنحضرت کا معجزہ	۱۸۶

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
حضرت عباس کا ایمان لانا	۱۸۸	یہودیوں کا گستاخانہ جواب	۲۰۰
حضرت ابوالعاص کا فدیہ اور آنحضرت کی رقت	۱۸۹	ایک شاعر کعب بن اشرف کی شرارتیں	۲۰۲
مدینے میں مسلمانوں کی مشکلات	۱۹۱	حضرت سیدة النسا فاطمۃ الزہرا کی شادی	۲۰۵
منافقین کا گروہ	۱۹۲		
مدینے کے یہود	۱۹۵	مسجد میں اجتماع صحابہ اور نکاح	۲۰۶
ایک لڑکی سے اوباشانہ مذاق	۱۹۷	حضرت فاطمۃ الزہرا کی رخصت	۲۰۷
ایک مسلمان کا پاسِ غیرت	۱۹۸	حضرت فاطمۃ الزہرا کا جہیز	۲۰۸
حمایت کرنے والے مسلمان کی شہادت	۱۹۹	رحمۃ للعلمین بیٹی کے گھر میں	۲۱۰
یہودیوں کو آنحضرت کی فہمائش	۲۰۰	عذرِ مصنف	۲۱۳

باب سوم

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
مکے والوں کے انتقامی حملے	۲۱۹	جنگِ اُحد	۲۲۵
مدینے پر ابوسفیان کی دستبرد	۲۱۹	قریش کی آتشِ انتقام	۲۲۷
غزوۂ سویق	۲۱۹	شاعروں کا دوسرے قبائل کو بھڑکانا	۲۲۷
ابوسفیان کی قسم	۲۲۰	مکے میں فوج کا اجتماع	۲۳۱
ابوسفیان کی دستبرد	۲۲۱	قریشی عورتیں	۲۳۳
آنحضرتؐ ابوسفیان کے تعاقب میں	۲۲۳	آنحضرت کی اطلاع یابی	۲۳۴

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
شہر کی حفاظت کے ضروری سامان	۲۳۵	کفار کی چھاؤنی	۲۵۸
مسجد نبوی میں مجلسِ شوریٰ	۲۳۷	کفار کے جاسوس کا بیان	۲۵۹
آنحضرتؐ کا خطبہ	۲۳۸	ابوسفیان کی تدبیریں	۲۶۰
عبداللہ بن ابی منافق کی رائے	۲۴۱	ابو عامر راہب	۲۶۳
مسلم نوجوانوں کا جوشِ جہاد	۲۴۲	خفیہ سازش	۲۶۴
جوش و تحمل	۲۴۴	زنانِ قریش کی تیاریاں	۲۶۵
پیغمبر کا فیصلہ	۲۴۶	حضرت حمزہ کو شہید کر ڈالنے کی سازش	۲۶۶
رحمۃ للعالمین لباسِ جہاد میں	۲۴۷	لشکرِ قریش میں تیاریوں کی رات	۲۶۸
جوشیلے مجاہدین کا احساسِ ندامت	۲۴۸	آشوبِ شب	۲۷۰
پیغمبر کا جواب	۲۵۰	لشکرِ اسلام اور خیر الانام	۲۷۵
مجاہدین کا مدینے سے خروج جانبِ اُحد	۲۵۱	مجاہدین کا اقدام	۲۷۶
لشکرِ اسلام میں منافقین کی شمولیت	۲۵۲	نمازِ صبح	״
وہ نوجوان جن پر جہاد فرض نہ تھا	۲۵۳	مومنوں کی صف آرائی	۲۷۷
مجاہدینِ اسلام کا قیامِ شب	۲۵۵	اور منافقین کی بے وفائی	
راس المنافقین اور اُس کے ساتھی	۲۵۷	قطعۂ تاریخ	۲۷۹

شاہنامۂ اسلام

جلد دوم

از آنریبل جسٹس شیخ سر عبد القادر صاحب بالقابہ

"شاہنامۂ اسلام" کی پہلی جلد کو اگر حفیظ کی رزم نگاری کا نقش اوّل کہیں تو دوسری جلد جو اب شائع ہو رہی ہے لفظی اور معنوی طور سے نقش ثانی کہلانے کی مستحق ہے۔ ہر صاحب فن کا نقش ثانی نقش اوّل سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جلد دوم میں اشعار کی آمد اور روانی پہلے سے زیادہ زورِ جوانی دکھا رہی ہے پہلی جلد کو جو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد دوسری جلد کے لئے کسی تمہید یا تقریب کی حاجت نہیں مگر مصنّف کی محنت اور جگر کاوی مستحق اعتراف ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ دوسری جلد کا خیر مقدم بھی اسی جوش سے ہو جس کا اظہار پہلی جلد کی اشاعت کے وقت کیا گیا تھا۔

کامیابی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ "شاہنامۂ اسلام" کو خدا نے ہر طرح سے کامیابی دی۔ کتاب اگر مقبول ہو اور بکثرت اشاعت پائے تو یہ اُس کی پہلی اور سب سے بڑی فتح ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد جتنی چھپی تھی ایک سال کے اندر فروخت ہوگئی اور دوسری اشاعت کی نوبت آئی۔ اس کی خوبی کا دوسرا ثبوت یہ ملا کہ قرنِ اولیٰ کے رہبرانِ اسلام کے کارناموں کو نظم کا لباس پہنانے کی جو طرز حضرت حفیظ نے اختیار کی تھی۔ اس کی تقلید جا بجا ہونے لگی اور کئی اور لکھنے والوں نے اسی طرز پر اسلامی نظمیں شائع کیں۔ قبولِ عام اس تصنیف کو اس قدر حاصل ہوا کہ قومی مجالس میں جب کسی نے اُسے پڑھ کر سنایا تو لوگوں نے انتہائی توجہ اور شوق سے سنا۔ اور جہاں کہیں لوگوں

کو خود مصنّف کی زبان سے شاہنامۂ اسلام کے کچھ حصّے سُننے کا موقعہ ہوا وہاں جلسے پر محویت طاری ہو گئی۔ عام قدر دانی کچھ تو کتاب کی فروخت کی کثرت سے ظاہر ہوئی۔ مگر زیادہ تر اس امر سے کہ بہت سے شائقین نے بہتر قسم کے مجلد نسخے فی نسخہ بارہ بارہ روپے کو خریدے۔ حالانکہ معمولی نسخوں کی قیمت تین روپے فی نسخہ تھی۔ ہمارے رؤسا میں سے ایک فیاض طبع اور نیک دل قدر دان نے جن کے نام نامی کے اعلان کی اجازت نہیں شاہنامۂ اسلام جلد اوّل کا ایک نسخہ ایک ہزار روپے میں خریدا۔ یہ سب باتیں حوصلہ افزا ہیں۔ ان سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنّف کے کلام کو بجا طور پر ملک میں قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان ابھی زندہ قوم ہیں اور اسلام کی سچی خدمت کو پہچاننے اور خادموں کی ہمت بڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

پہلی جلد میں مصنّف نے یہ کوشش کی تھی کہ جو روایات نظم کی جائیں وہ ایسی ہوں جن کی صحت تاریخی اعتبار سے مسلّمہ ہو۔ یہی احتیاط دوسری جلد میں ملحوظ رکھی گئی ہے بلکہ جا بجا ایسے نوٹ دیئے گئے ہیں جن سے روایات کے ماخذ کا پتہ چلتا ہے۔ اس احتیاط کے متعلق کچھ اشعار اس جلد میں "عذرِ مصنّف" کے عنوان سے درج ہیں۔ اُن میں سے چند بطورِ نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔ مصنّف نے کیا خوب لکھا ہے:-

مجھے ملحوظ ہے اس تذکرے میں راست گفتاری	وگرنہ شاہبازِ فکر اُڑنے سے نہیں عاری
جو موضوعِ سخن مجھ کو اجازت اِک ذرا دیتا	زمینوں کو اُٹھا کر آسمانوں پر بٹھا دیتا
مجھے گر یاد ہیں قطرے کو طوفاں کر دکھانے کے	کسی ذرّے کو وسعت میں بیاباں کر دکھانے کے
میرے دامن میں ہے ابرِ خزانی بھی بہاری بھی	کہ ہے آتش فشانی بھی نفس میں برفباری بھی
تخیّل پر نہیں بنیاد میرے شاہنامے کی	صداقت کی طرف جاتی ہے لَے رہ راست خامے کی
نہ کوئی داستاں ہے جس میں لطفِ داستاں کھو دوں	نہ افسانہ ہے جس کو جس طرح چاہوں بیاں کر دوں

پہلے مجھے موتیوں سے [illegible] کہا کیونکہ [illegible] میرے [illegible] اور [illegible]

تم ترا ہم کس قدر [illegible] ہوئی ہے"

[illegible] گھر [illegible] گاڑی [illegible]

کیا پرواہ ہے [illegible]

کلکتے کے کپڑے [illegible]

کسی [illegible]

[illegible] اللہ کی [illegible] ہے [illegible]"

دونوں اس [illegible]

[illegible] مگر [illegible]

گاڑی [illegible]

[illegible] گاڑی [illegible]

[illegible] گاڑی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] گاڑی سے پاس [illegible]

[illegible] مگر [illegible]

کہاں سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا نام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہلے مجھے مومن نے سمجھا کر کہا "دیکھو [illegible]
[illegible] ہم کس قدر [illegible] ہوتی ہے"

[illegible] گاڑی [illegible]
[illegible]
[illegible]
کسی [illegible]
[illegible]

دونوں [illegible]
[illegible]

گاڑی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
کہاں [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سو میں نے کہا، راستہ کا نام آپ کو یاد ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باوجود سمجھانے کے میری سمجھ میں نہ آیا۔

موہن نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ آپ کلکتے میں نہیں رہتے میاں"

—"ہاں میں گاؤں کا رہنے والا ہوں"

—"آپ کا گاؤں کہاں ہے؟"

—"میرا گاؤں ——"

گاڑی کے اندر سے مدھم لہجہ میں کسی نے پکارا "بابا"۔

ضعیف کسی قدر چونک اٹھا۔ گاؤں کا نام بتاتے بتاتے رہ گیا۔

موہن کی سمجھ میں دو باتیں آئیں — پہلی بات تو یہ کہ گاڑی کے اندر جو بیٹھی ہے، وہ ضعیف کی لڑکی ہے۔ اور دوسری یہ کہ جس گاؤں کا نام بتانے میں اتنا پس و پیش ہے۔ تو ضرور اس میں کوئی نہ کوئی اسرار ہے۔ گاڑی کے اندر سے لڑکی اتر کر مکان میں داخل ہوئی۔ [illegible] آنے لگا۔ عین اسی وقت رم جھم بارش ہونے لگی۔

موہن نے کہا "اچھا مہاشے نمسکار!" — یہ کہہ کر وہ جلدی جلدی مکان کی طرف واپس ہوا۔

ضعیف نے اس کا فوراً ہاتھ پکڑ کر کہا "آپ اس قدر عجلت سے کام کیوں لیتے ہیں۔ بغیر چھاتہ کے ایسی بارش میں کیونکر جائیں گے۔"

موہن نے کہا "یہاں کھڑے کھڑے بھی تو بھیگنا ہوگا"

ضعیف نے کہا "واہ! بھیگنے کی کیا ضرورت۔ چلئے میرے گھر چلئے۔ محض میری خاطر تو آپ اس مصیبت میں پڑے ہیں۔ اس لئے —"

اس وقت شام کی تاریکی نے اچھی طرح اپنا اقتدار جما لیا تھا۔ موہن کو اپنے گھر لے جا کر ضعیف نے پکارا "بیٹی سرلا! ذرا ایک لالٹین تو دینا۔"

ایک ہری کیپ لالٹین ہاتھ میں لئے ہوئے بوڑھے کی لڑکی نے اندر سے باہر آتے آتے کہا "بابا! وہ شریف شخص ہیں! آگئے؟ تو —" "ہاں —"

ماں کے ساتھ موہن کو اندر دیکھ کر الیشٹی زمین پر رکھ کر سرجا وہاں سے فوراً بھاگ گئی ۔

مگر موہن کی متلاشی نگاہوں میں سرجا کا جلوہ اچھی طرح محفوظ ہو گیا اس کی آنکھیں جیسے چوندھیا گئیں۔ یہ تو سچ ہی کی شکر بار نگاہیں ہیں ایسا حسن تو عام طور پر نظر نہیں آتا۔

منست موہن کی کسی بات پر توجہ نہ دیکر بولے "یہاں حلوائی کی دکان کہاں آج تو کھانا نہیں بک سکتا بازار سے ہی الرکھانا ہوگا اس لئے ـــــ"

خدمت کرنے کا ایک اچھا موقع پاکر موہن نے جلدی جلدی کہا۔ "آپ مجھے ایک چھاتا دیجئے میں ابھی سب کچھ لا کے دیتا ہوں"۔

سیٹھ نے تکلف میں دو چار بار انکار کرنے کے بعد بالآخر ایک چھاتا دیا۔ موہن چھاتہ لے کر چلا گیا

سرجا نے باہر آکر کہا "بابا تم اس شریف شخص کے ساتھ بے ادبی کر رہے ہو۔ ایسی برسات میں تکلیف اٹھا کر وہ کھانا لینے گئے ہیں"۔

"کیا کروں بیٹی۔ انہوں نے تو میری ایک بھی نہ سنی"

ـــ ویسے تو وہ بھلے ہیں

ـــ "اُف میری عقل پر تو پتھر پڑ گئے"۔ کسیقدر مسکرا کر قصوروار ملزم کی طرح ضعیف نے سر کھجلاتے کھجلاتے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

سرجا نے ہنسکر "بابا دن دن معلوم تمہاری عقل کیسی ہوتی جا رہی ہے میں تو دیکھ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہوں۔ خیر جو ہو۔ ان کے واپس آنے پر حساب کر کے سب کچھ دے دینا" ازاں بعد کسیقدر ٹھہر کر معلوم کیا سوچ کر کہا "اچھا بابا ہمیں ایک نوکرانی کی ضرورت پڑیگی اس کے بغیر تو کام نہیں چلیگا۔ کیا وہ مہربانی فرما کر ہمارا یہ کام بھی کر دینگے ۔

ـــ "اچھا بیٹی کہہ دوں گا"

اسی طرح [illegible] ہوں گی [illegible] کو [illegible] کرتی [illegible]

[illegible]

ب

[illegible]

"[illegible] کا کیا مطلب؟"

[illegible]

موہن نے [illegible] تمام حالات [illegible] سنا دئیے۔

پھر [illegible] موہن کی پیٹھ ٹھونک کر کہا "تم پڑھے [illegible] سب ہونے کے بعد [illegible] کچھ پتہ چلا؟"

"[illegible] ہزاری بابو"

"[illegible] ذات؟"

"ہم تو [illegible] ہیں"

[illegible]

[illegible]

اور سادگی [illegible]

[illegible]

[illegible]

"مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی موقع ہے نوکرانی سے لپٹنے کا، وہ شاید کوئی عورت [illegible] کر لائے گی، اُسے ساتھ لیکر بیٹھ گرا ہی ہو گا، گھر جا رہا ہو گا۔"

"اس حالت میں تو میرا گھر سے نکلنے میں کوئی مناسب ہے یہ [illegible] تم بھی چلو، [illegible] کے ساتھ [illegible] کرائینگے۔"

"[illegible] تو [illegible] کبھی جا سکے گی لیکن [illegible] میں [illegible] ہو گی۔"

[illegible]

"[illegible] کہ [illegible] کی [illegible] کہا تو [illegible] [illegible] اگر وہ [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] کا [illegible] ہوگا اس لئے [illegible]۔"

[illegible] وہ باہر [illegible] طاؤس کا [illegible] تھے

[illegible] کر دیا اس [illegible] طاؤس [illegible] باہر [illegible]

[illegible]

[illegible] کام [illegible]

[illegible]

کہ مُراری بابو گانے بجانے کے بڑے شوقین ہیں اس سے اُسے بہت خوشی ہوئی کیونکہ وہ بھی بچپن سے گانے بجانے میں بہت دلچسپی لیتا تھا اُس کی آواز قدرتی طور پر نہایت شیریں تھی احتیاط اور مستانی سے اسوقت میں نہایت دلکشی آگئی تھی۔

مُراری بابو کمرے میں آئے موہن اُن تمام باجوں کی طرف اُنگلی دکھا کر کہا "آپ کو گانے بجانے کا شوق بہت معلوم ہوتا ہے۔"

مُراری بابو نے ہنستے ہنستے سر ہلاتے ہوئے کہا "شوق معمولی ہے۔ [illegible] یہی وقت کا بیت [illegible] ہے اسوقت میں [illegible] اپنے دل کو تسکین دینے کی کوشش کرتا ہوں [illegible] صرف [illegible] کا [illegible] ہوں [illegible]"

موہن نے کہا "کیا آپ یہاں اکیلے ہی رہتے ہیں اور کوئی بھی [illegible]"

مُراری بابو کچھ [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے [illegible] بولے "نوکر ہیں [illegible] اور کوئی" تھا [illegible] ایک ایک کرکے سبھی [illegible] اسوقت صرف ایک لڑکی ہے مگر [illegible] کا [illegible] دونوں برابر ہے۔"

"کیوں؟"

"سر [illegible] ہوا ہے۔"

موہن نے نہایت [illegible] سے اپنے کو سنبھال لیا اسوقت [illegible] دل ہی دل میں [illegible] ساتھ تھا۔ اُس کو معلوم ہوا [illegible] ایک [illegible] سر [illegible] ہے

[illegible]

مُراری بابو [illegible] بیٹھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اگر آج میں [illegible] [illegible] کا کھانا [illegible]

[illegible] کھینگا [illegible]

[illegible]

[illegible] والوں میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کچھ نہیں [illegible]

[illegible] قراری [illegible]

[illegible]

[illegible] بیٹھے ہیں ۔

[illegible] سے گفتگو کر رہا تھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سکتا [illegible]

[illegible]

ادب برابر کر رہا ہوں۔ آپ کی ایک ہی بہن تھی۔ اسی وجہ سے آج کل کے نوجوان لڑکیوں سے دور بھاگتے رہتے ہیں۔"

موہن کو بھی یہ سمجھ رہا تھا کہ مراری بابو اس سے کوئی ایک بات چھپا رکھنا چاہتے ہیں۔ پہلی ملاقات کے وقت مراری بابو نے صرف اپنے گاؤں کا نام بتلایا تھا۔ اس وقت بھی اُن کی لڑکی نے انہیں خفا کر دیا تھا۔ انہیں تمام وجوہات سے مراری بابو کے حالات جاننے کے لئے موہن کے دل میں نہ معلوم ایک ایسی خواہش جاگی ہوئی تھی مگر اس نے منہ پر کوئی الفاظ نہ لا کر روک کر کہا "میں نمسکار کر کے اس وقت آپ سے اجازت لینا چاہتا ہوں۔"

نمسکار کرنے کے بعد موہن نے اٹھنا چاہا مگر مراری بابو نے ہاتھ پکڑ کر کہا "موہن بابو! مجھ سے ایک بڑی غلطی ہو گئی۔"

"کیا؟"

"تمہارا شکریہ ادا [illegible] سلام اُنہوں نے لیے [illegible]"

"کیوں؟"

"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو کچھ [illegible] دو۔"

"[illegible] مراری بابو [illegible]"

"کل میں نے آپ کو [illegible] دی ہے آج اگر آپ [illegible] اس کا بدلہ لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔"

موہن کسی قدر بیٹھتے بیٹھتے پھر اٹھ گیا۔ مراری بابو [illegible] مسز [illegible] کی اکیلی [illegible] دیکھ کر خاموش [illegible] کیا فائدہ اس لئے [illegible] انہوں نے پھر [illegible] شروع کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] لگی۔

ج

اُس دن مراری بابو کے مکان میں ناشتہ کرتے ہوئے موہن کے دل میں جو رنج آمیز مسّرت کا جذبہ پیدا ہُوا تھا۔ آج اُسے وہیں بھُولا گھونگھٹ کی آڑ سے لئے کھانا ضرور لا رہی تھی۔ مگر پیچھے سے کاکل عمدار کی سیاہ لٹیں چھپا کے پھول کی مانند جسم کا آدھا ہی رنگ جھکی ہوئی بادۂ شباب سے سرشار آنکھوں کی تکمل بند نگاہوں کی جھلک — کپڑے کے پردہ میں یہ سب باتیں پوشیدہ نہ رہ سکیں اور وہ جو دونوں چھوٹے چھوٹے نرم و نازک ہاتھ جن دونوں ہاتھوں سے کھانے کا تھال لاکر اس کے سامنے رکھا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ کیسے سڈول اور خوبصورت تھے اُن کا رنگ پھولوں کی پنکھڑی کی طرح اور ملائم ملائم انگلیاں انگلیوں کے کنارے کنارے گلابی رنگ کے ناخن۔ یہ تمام باتیں موہن کے صفحۂ دل پہ یکبارگی تصویر کی طرح منعکس ہو گئیں سامنے ڈاکٹری کی کتاب کھلی ہوئی تھی کتاب کے حرفوں کی آڑ میں اُس دُلہن کی تصویر نے موہن کی نگاہوں میں اپنا گھر بنا کر ایک عجیب و غریب سماں پیدا کر دیا تھا۔ اس کے دل پر لطف گدگدی ہونے لگی۔ اسی درمیان میں کب ہرن کمرے میں آ گیا۔ موہن کو ذرا بھی پتہ نہ ملا

ہرن نے مطلب خیز نگاہوں سے کچھ دیر تک اُس کی جانب دیکھتے ہوئے دھیمے سروں میں گانا شروع کیا۔

کس کا دھیان لگائے موہن!

— "کیوں جی موہن! معلوم ہوتا ہے تمہارے تپ کو دور کرنے کے لئے۔ دُلہن کی تلاش میں سفر کرنا پڑے گا؟"

موہن نے منہ پھیر کر تحیر آمیز نگاہوں سے دیکھا ہرن نے ہنس کر کہا "ارے تم کب آئے میں نے تو تمہیں آتے نہیں دیکھا"

— "یہ تو ظاہر ہے اب مجھ پر نگاہ لطف کہاں پڑنے لگی!"

—"کیوں؟ کیوں؟"

—"کیونکہ عشق کا دیوتا کیوپڈ اندھا ہے۔ تم اسوقت اُسی کے زیرِ اثر ہو!"

—"بھائی اجنب السوبے آنکھ دی ہے۔ واش کی طرف سے چشم پوشی کیسے کیجا تم پیچھے سے آ رہے ہو۔ اگر میں نہیں دیکھ سکا تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

—"تمہارے دلائل بہت زبردست ہوتے ہیں خیر یہ بات جانے دو۔ اسے یہ بتاؤ۔ کہ تم دکھائی کیوں نہیں دیے۔ کالج بھی نہیں جاتے کیا معاملہ ہے؟"

—"طبیعت اچھی نہیں تھی"

—"اچھا۔ تو بتاؤ۔ ادھر کی کیا خیر خبر ہے کچھ اُمید پائی جاتی ہے؟"

موہن نے جھنجھلا کر کہا بھائی ان سب باتوں کے سوچنے کی ضرورت نہیں۔"

—"کیوں؟"

—"میرا یہ ہوا ہے [illegible] صاف صاف کہدیں۔

ہربن کچھ دیر تک چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ازاں بعد بولا "جانے دو اب کیا ہو گا! شادی سے پہلے انسان انسان رہتا ہے مگر شادی کے بعد وہ بہت سی بلاؤں کا غلام ہو جاتا ہے۔ تم اس خرابی سے بچ گئے یہی کیا کم ہے!"

موہن جھنجھلا کر کسی گی سے ڈاکٹری کی کتاب کے صفحے اُلٹنے لگا

کچھ دیر بعد یہ معلوم کیا سوچ کر ہربن نے کہا "اچھا! مرزا جی ابو کس جماعت کے شخص ہیں کچھ کہہ سکتے ہو؟"

—"تمہارے اس سوال کا مطلب؟"

—"وہ قدامت پسند ہندو ہیں۔ یا نئی تہذیب کے دلدادہ شخص ہیں؟"

—"یہ میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا تاہم یہ ضرور ہے کہ اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی، اور معمولی ملاقات میں اُن کی لڑکی میرے سامنے آتی جاتی ہے۔ ہاں اسے پر گھونگھٹ ضرور تھا۔"

—"اس سے تو صاف صاف کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسے کتنے ہی لوگ ہیں۔ جو عورتوں

کے شرم و لحاظ کو صرف گھونگھٹ سے محفوظ رکھ کر مطمئن رہتے ہیں"

— "اس سے فائدہ؟"

— "اگر مُراری بابو بھی روشنی کے پیرو ہوتے۔ تو تمہیں بہت کچھ ملتا رہتا"

— "کس طرح؟"

— "ہمارے سماج میں ابھی ودھوا وواہ رائج نہیں"

— "پھر کیا؟"

— "ہاں تمہارے سر پہ کوئی اور طاقت نہیں۔ تمہارا کبھی [illegible] نہیں۔ اسلئے دوسروں کے لئے جو غیر ممکن ہے۔ تمہارے لئے وہ بہت ممکن ہے"

میں دل ہی دل میں نہ معلوم کیا سوچنے لگی۔ کچھ بولا نہیں۔

[illegible] نے کہا — مُراری بابو اگر اس تہذیب کے دلدادہ شخص نہ ہوں تو بھی [illegible] اُن کی اندھی محبت پر بھروسہ کر سکتے۔ وہ اُن کے آنکھ بند کرتے ہی [illegible] اُن کی لڑکی کا کیا حال ہوگا۔ یہ فکر اُن کے لئے تسلی [illegible] ودھوا وواہ کی [illegible] ابھی نہیں"

— "نا رے اگر ودھوا وواہ کا چلن ہوتا تو کیا اچھا ہوتا؟"

— "کیوں نہیں ہوگا؟"

اسی طرح [illegible] آواز [illegible] بابو [illegible]

— "وہ [illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ کسی طرح بھی حرکت نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے دیدی جی نے آپ کے پاس خط بھیجا ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے وہ خط نکال کر موہن کے ہاتھ میں دیدیا۔

موہن نے جلدی جلدی اُس کے ہاتھ سے خط لے لیا۔ چھوٹے چھوٹے موتی جیسے حروفوں میں صرف اس قدر لکھا تھا —

"بڑی مصیبت ہے۔ مہربانی فرما کر آیئے"

موہن نے تحیر آمیز نگاہوں سے ہرن کی طرف دیکھا۔

ہرن اسی وقت اُٹھ کر جوتا پہنتے پہنتے بولا۔ پاگلوں کی طرح کیا دیکھ رہے ہو۔ چلو چلو۔ میں بھی ساتھ چلوں گا۔

موہن جلدی جلدی کپڑے پہن کر نکل جانے وقت موہن نے کمرے سے ایک موٹا سا سونٹا ہاتھ میں لے لیا۔

د

دونوں دوست فوراً مُراری بابو کے گھر پہنچے۔ اُس وقت شام ہو چکی تھی مُراری بابو کی بیٹھک میں نہ معلوم کون بول رہا تھا۔ "آپ میری بات پر کیوں راضی نہیں ہوتے۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا"

"کیا سمجھتے ہو۔ کوئی باپ کبھی بھی اس قسم کی بات پر راضی ہو سکتا ہے" یہ مراری بابو کی آواز تھی۔

— اچھا۔ آپ تو بوڑھے ہو گئے۔ آفتاب لب بام ہیں۔ خیر یہ کہیے اگر آج کل آپ چل بسے جب آپ نہ رہینگے تو ظاہر ہے کہ آپ کی لڑکی کو چھوڑ کر راستہ میں کھڑا ہونا پڑے گا؟"

— اُسوقت بھگوان بھلا کرینگے!!

بھگوان کے نام پر کمرہ کے اندر سے نہ معلوم کون ایک شخص کرخت لہجہ میں قہقہہ مار کر ہنس اُٹھا۔ موہن اور ہرن پھر نہیں ٹھہرے — یکبارگی کمرے

کے اندر جا گھسے۔ ایک طرف مُراری بابو متانت و سنجیدگی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک طرف اور دو شخص کہ ایک شخص کا چہرہ شوقین شریف شخص کی طرح اور دُوسرا گویا مجسّم شیطان تھا۔ چونکہ موہن و ہرین کو گھر میں گھستے دیکھ کر وہ دونوں شخص کھڑے ہو اُٹھے۔ جو شریف تھا وہ متحیرانہ انداز سے بولا "آپ لوگ کون ہیں؟"

ہرین نے بات کے سونٹے کو اس پہ ٹیکتے ٹیکتے آگے قدم بڑھایا۔ اور غصہ آلود لہجہ میں بولا۔ "جو آپ لوگ ہیں۔ وہی ہم لوگ بھی نہیں ——— یعنی ——— یہاں کیوں؟"

"اس میں آپ کا کیا ہرج ہے" کہتے کہتے ہرین سینہ اُٹھا کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ہرین کا وہی چھ فٹ لمبا چوڑا جسم اور غصہ والی شکل دیکھ کر دونوں دو دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

ہرین نے مراری بابو سے کہا "شاید آپ ہی مُراری بابو ہیں؟"

مُراری بابو نے گردن جُھکا کر 'ہاں' کا اشارہ کیا۔ ان کی حالت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مدہوش ہو کر کوئی اوٹ پٹانگ خواب دیکھ رہے ہیں۔

"کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں؟"

مُراری بابو نے ڈرتے ڈرتے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ لوگ زبردستی میرے مکان میں گھس آئے ہیں!"

"اس لئے ہم لوگوں کو بھی یہی مناسب ہے کہ جبراً انہیں مکان سے باہر نکال دیں"

جو شخص بیٹے کی طرح تھا وہ اسوت سنتر کی طرح اپنی بڑی بڑی آنکھیں نکالے ہوئے بیٹھا تھا۔ ہرین کی بات سنتے ہی وہ فوراً کھڑے ہو کر بولا "کیا جبراً مکان سے باہر نکال دوگے؟"

ہرین نے استقلال آمیز لہجہ میں کہا "بابا جی! پہلے میری بات غور سے سنئے" اس کے بعد جس قدر رنج چاہے۔ انہیں کو ڈنٹے گا۔ اوّل تو میں آٹھ برس

سے لاباعدہ کشتی لڑتا رہا ہوں۔ دوسرے یہ کہ دو من سے چار من تک بار آسانی اُٹھا سکتا ہوں۔ میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ کہتا تم اس کی آزمائش کرنا چاہتے ہو؟
یہ کہہ کر ہرن نے اپنی آستین اوپر چڑھانی شروع کی۔
اس شخص نے سؤر کی طرح گھوں گھوں کرتے منہ کو کچھ لٹکا ہوا سا ہرن کے چہرے کی طرف دیکھا ہرن نے کہا۔ موہن! لاٹھی کو ذرا تم پکڑ لو۔ میں ان دونوں کو پکڑ کر دیوار سے دبا رکھتا ہوں گا پہلے لاٹھی ٹوٹے۔ یا ان دونوں کی ہڈیاں۔
اس کے بعد پھر اُن کی طرف دیکھ کر کہا۔ دیکھا تھے! میری باتیں آپ نے سن لیں۔ اب میدان عمل میں آنے سے پیشتر ایک بار پھر آپ سے لجاجت آمیز لہجہ میں پوچھتا ہوں۔ آپ لوگ رہنا چاہتے ہیں۔ اچا چاہتے ہیں
ہرن کی بات حیثیت کا اندازہ دیکھ کر وہ دونوں شخص شعلہ بن آگ کی طرح کھڑک اٹھے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے جھٹ سے گھر سے باہر نکل گئے۔
ذرا دیر بعد راستہ سے آواز آئی "اچھا بچا جی! ابھی ایک پولیس بلائے دیتے ہیں بھاگی جانا۔ ہم بھی بول تمہیں چھوڑ دیں گے۔ دیکھا جائیگا!"
ہرن نے بھی کڑک کر سے۔ ریکال کر انہیں سنا کر کہا "تم لوگ چھوڑ دو بار چھوڑ کر مگر یہ خوب سمجھ لینا کہ پھر اگر ادھر کا رخ کیا تو تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔ سیدھے پولیس میں پہنچاؤں گا۔ یہ ایسی ویسی جگہ نہیں۔ کلکتہ ہے!"
باہر سے اور کوئی جواب نہ سنائی دیا۔
مُراری بابو اس تک بے زبان ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی وہ اٹھ کر گرم جوش لہجہ میں بولے "میں آپ لوگوں کا شکریہ کیسے ادا کروں۔ محض آپ کی بدولت ہی آج میں بچ گیا!"
موہن نے کہا "مُراری! یہ کون لوگ ہیں؟"
"یہ شیطان ہیں انہیں کی وجہ سے آج میری یہ حالت ہوئی ہے۔ مگر بھا

بھی یہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے !!

"مُراری بابو! آپ ہم لوگوں سے کوئی بات نہ چھپائیں ہم لوگوں کی ذات سے آپ کی کوئی حق تلفی نہ ہوگی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیوں آپ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور آپ کیوں دیس چھوڑ کے پردیسی ہو گئے؟"

مُراری بابو کچھ دیر تک پس و پیش کرنے کے بعد بولے "میں آپ لوگوں کے احسان سے گرانبار ہوں آپ لوگ میرے بڑے خیر خواہ ہیں یہ بھی میں جانتا ہوں۔ اس لئے آپ سے کچھ پوشیدہ نہ رکھوں گا۔ تمام باتیں صاف صاف کہہ دوں گا مگر کیا آپ لوگ استقلال سے کام لے سکیں گے؟"

"ضرور آپ بے خوف فرمایئے۔"

مُراری بابو نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

میرا اصل نام شاہی پور ہے۔

میرا ... جب چار برس کی تھی اس وقت میری بیوی کی موت ہوئی یہ آج سولہ سال کی بات ہے۔

میرا ... بیوی کی اولاد ہے اسی وجہ سے یہ بہت دلاری ہے۔ اس کے علاوہ میرے کوئی اور اولاد نہیں ہوئی۔

اس کا نام ... پیار سے ... اس لڑکی کو میں نے اپنے ہاتھوں پال پوس کر اتنا بڑا کیا ورثہ میں جو کچھ ملا تھا اسی میں اپنے گھر گرہستی کا کام جوں توں چلتا آرہا تھا۔ کسی نہ کسی طرح اپنی زندگی کے دن ... اب یہ ہے کہ بغیر ... انتظامی کے رہا بھی نہیں جاتا

میری ... حسن و سلیقے میں لکشمی کی طرح ہے میں نے اسے لکھنا پڑھنا سکھایا ... کی ... سے کام لیا گھر گرہستی کے کام کاج میں

اُسے خود ہی صحکم حاصل کر لیا ہے۔ اُس کے ہاتھ کا کھانا بنانا اچھا ہوتا ہے۔ کہ دردمندی سے تشبیہ دینے کو طبیعت چاہتی ہے۔

میں نے اس لڑکی کو اپنے گھر میں بسانے کی کوشش کی ہے۔ بہت چھان بین کی اپنی جائداد کا نصف حصہ فروخت کرکے ایک بہت ہی اونچی رسوخ خاندان میں اس کی شادی کی۔ میرے داماد کا نام شری ایس سریندر شو آسا چودھری ہے

مگر شادی کے کچھ دنوں بعد ہی معلوم ہوا سریندر نہایت آوارہ مزاج اور شرابی کبابی شخص ہے۔ اور رسوخ کے ساتھ دیوانہ ہو رہا ہے۔ وہ یہ کہ میری سونے کی پتلی شرما پر وہ دورے کا ظلم روا رکھا ہے۔

شادی کے دو برس بعد ہی بدقسمتی سے شرما کا شوہر اس دنیا ناپائیدار سے رخت سفر باندھ کر عالم بالا کو سدھارا۔ شوہر کے مرتے ہی سریندر اور اُس کے بھائیوں کے مقدمہ بازی شروع ہوئی۔ اس ناچاقی کا نتیجہ ہوا کہ بہت تھوڑے عرصے میں وہ کثیر رقم ہاتھ سے نکل گیا جو کچھ تھا۔ وہ سریندر نے اچھلی بریکٹ کرکے ہار دی۔

شادی کے بعد شرما مشکل سال گزرے اِل جل رہی۔ اس کے بعد پھر اُس نے پیری بیاہ لی۔ سریندر اس کے نام سے گھبراتا تھا زندگی بھر اس نے اس کا منہ نہیں دیکھا تمام جائداد بانٹ کر کے اُس نے تھوڑے بارہ برس کی درخواست کی تاریخ پر کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ میں اُس کی خواہشات پوری کرنے کے سرکشی کا قائل تھا

اس کے بعد کچھ دنوں تک شرما کی کچھ نہیں ملی شری رام بوس کا مکان بیچ کر رہ گیا۔ آیا کہاں رہتا تھا کسی کو علم نہیں۔ بہت تلاش و تجسس کی کوئی خبر ملی شوہر کی جبر مسلسل وجاد اگر دار ہونے کا موقعہ بھی عزت شرما کو نہیں ملا شوہر کی یاد بھی اُس کے لئے تو نہایت نہیں تھی اُس کی وابستگی اور اطمینان کے لئے میں نے اُسے طاؤس اور ستار بجانا سکھایا۔ گھر گرہستی کا کام اور موسیقی اور لکھنا پڑھنا میں اُس نے کتنے ہی سال گزارے۔

سال بھر سے پہلے کا ذکر ہے کہ ناگہاں کاسی سے ایک خط آیا سریندر کے ایک

ایک دُور کے رشتے کے کوئی صاحب کاشی میں رہتے تھے۔ یہ خط انہوں نے ہی بھیجا تھا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ سسر صدرے شراب کے نشے میں گنگا میں کود کر جان دی۔ سادہ لوح لڑکی پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مر اسے نام شوہر تھا۔ وہ بھی مر رہا۔

اس کے بعد اور ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ پہلے سے محلے میں ایک دولتمند زمیندار رہتے تھے۔ اُن کی فاسد نگاہیں شرما پر پڑیں۔ اُسی ظلم سے تنگ آکر میں یہاں آیا اور آج جو کچھ آپ نے بچشم خود دیکھا ہے اُس کے اعادے کی دوبارہ ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ظالم شخص میرے سامنے — میں باپ ہوں — میرے روبرو ہی شرما کے ساتھ بدسلوکی کی تجویز کرتا ہے — اس کے سپہ میاں اسماعیل شریف ہوں! پہلے اُس نے بہت کچھ منت وسماجت کی۔ مگر اس کے بعد ہی اُس نے ظلم شعاری سے کام لیا۔ میں غریب مفلس وہ اہل دول اکیلا کر دیا۔ وہاں سے بھاگ کر یہاں آیا۔ سماج کے لوگ تو صرف برادری سے خارج کر جاتے ہیں — مصیبت میں مدد کرنا لا معلوم۔ دولتمند کے ساتھ جوں صاحب ہوتے ہیں۔ ایسا اپنے دُکھ کی بات کیا کہوں — جو غریب ہے۔ وہ بھی ظلم سہہ۔ دولتمند کے دَور دُور دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ سنتی کی اب انصاف کا معاملہ — الاجر اس کے ظلم کا اثر اس قدر وسیع ہو گیا کہ مجھے مجبوراً گردش روزگار کی سُوجھی جاہ بے گھر ہو گئے اور جان دیں چھوڑ کر یہاں آیا مگر اُس ملاسے بدمعاش سے تباہی ہو سے پیچھا چھوٹنا صاف نظر آرہا ہے کہ اب بھی سایہ کی طرح پیچھے دیا میرے پیچھے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

نہیں معلوم! کہ بھگوان کو کیا منظور ہے۔ اس ضعیف العمری میں بھی وہ مجھے اور کتنی سزا دینا چاہتے ہیں!"

(۹)

مُرادی بانو اسی تمام داستان سُنا کر تفکرانہ انداز سے چُپ چاپ بیٹھے رہے

موہن اور ہرین کے منہ سے بھی کوئی بات نہیں نکلی۔

مگر بہت دیر تک اس طرح خاموش بیٹھنا ہرین کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا سب سے پہلے اسی نے قفل سکوت توڑا۔ سخت رنجیدہ شکستہ ہو کر وہ بول اٹھا۔ "اُف! اُس کمبخت کو آج اچھی طرح سزا دینی تھی تاکہ بچہ کو چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا"

مُراری بابو تفکرات میں کچھ اس قدر غرق ہو گئے تھے کہ ہرین کی باتوں پر انہوں نے قطعی توجہ نہیں دی۔ اسوقت ہرین کی سرگرم تقریر سُنکر جیسے انہیں ہوش آ گیا شرمندہ ہو کر بولے "آپ نے میری بڑی مدد کی ہے۔ مگر کیا تعجب کی بات ہے کہ میں نے آپ کا نام پتہ بھی نہیں پوچھا اس لئے!"

— اس لئے میں اپنی غلطی آپ ہی بتاتا ہوں۔ میرا نام ہے شری ہرمندر ناتھ بوس بی۔ اے میڈیکل کالج میں تعلیم پا رہا ہوں۔ شری بُت موہن لال مونڈ مدار بی۔ اے میرے دوست ہیں۔ فرمائیے! آپ کچھ اور بھی جاننا چاہتے ہیں؟"

— ہرین بابو! آپ کے احسانات کا معاوضہ میں کسی وقت بھی نہیں دے سکونگا!

— کیوں؟ دے سکینگے ضرور دے سکینگے۔ آپ سے یہ جو فرمانا ہے کہ آپ کی لڑکی کھانا پکانے میں ورد بدری سے مناسبت رکھتی ہے۔ اس کا ثبوت حسدل مجھے مل جائیگا۔ اسی دن آپ میرے بار احسان سے سبکدوش ہو جائینگے!!

— مُراری بابو نے ہنسکر کہا۔ اگر اتنی ہی بات سے میں آپ کے احسان سے سبکدوش ہو سکتا ہوں تو کیا کہنا ہے۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ آہستہ آہستہ مکان میں داخل ہو گئے

موہن نے منہ پھلا کر کہا۔ "تم نہایت بد تہذیب ہو تمہیں ہر جگہ اپنے پیٹ بھرنے کی سوجھتی ہے۔ کہاں باتوں کے لئے تمہیں کوئی اور موقعہ نہ ملا" ۔

ہرین شرارت آمیز ہنسی ہنستے ہوئے آہستہ سے بولا "تمہارے منہ سے ساتھ دوپہر ہو رہا ہے۔ ان سے کہا یا پروسی ہے میں اسے اپنی آنکھوں دیکھنا چاہتا ہوں — صرف کھانا پروسنا اور کچھ نہیں!"

مُراری بابو نے واپس آکر کہا۔ "ہرن بابو! سرما نے آپکی بانس اُس کمرے سے سُن لی ہیں۔۔۔ اس لیئے۔۔۔"

"۔۔۔ اس لیئے اُس نے میرے کہنے سے پیشتر ہی انتظام کر لیا ہے۔"

ہرن کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی طرح یہ جان لے کہ مُراری بابو کس قسم کے شخص ہیں۔ اس لیئے بہت سی باتوں کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ مُراری بابو بہت سادہ لوح اور شریف شخص ہیں۔

باتوں باتوں میں ہرن نے کہا۔ ہمارے سماج میں بیواؤں سے سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے ہم عورتوں کو دیوی کہتے ہیں شاید اس وجہ سے اُن کی مورتی پتھر کی طرح سنگدلی سے تیار کی گئی۔ آخر وہ بھی انسان ہیں۔ اُنکے جسم میں بھی انسانی خون اور ہڈی ہے۔ دُنیا کی تمام حالتیں اُنکے دل و جگر پر اثر انداز ہوتی ہیں جیسے ہوا کے جھونکے سے صحن چمن میں کھلے ہی گل بوٹوں میں ایک شگفتگی کا سماں دکھائی دیتا ہے اُسی طرح جذبات آلود گفتگو بھی انسانی دل کے غنچوں میں شگفتگی پیدا کر سکتی ہے۔ مُراری بابو! کیا یہ ممکن نہیں؟ اُنہیں دیوی کہکر ہم نے اپنے دلوں میں ایک آدرش تصور کر لیا ہے مگر اس آدرش میں حقیقت اور مجاز کی حد فاصل ہر جو ہے ہم اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ اُس آدرش کو محفوظ رکھنے کے لیئے اُس کی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن اگر نگاہ غائر سے دیکھا جائے تو وہ پرستش نہیں بلکہ اور سراسر ظلم ہے۔ دیوی ہیں ہماری عقیدت کے سزاوار ہیں۔ مگر بانوی کو دیوی کہکر بھی کرنے ہم تیار نہیں۔"

مُراری بابو نے سر ہلاتے ہلاتے کہا "مگر۔۔۔ سماج۔۔۔"

ہرن اُن کی دلی حالت سمجھ گیا۔ ہم میں جھنجھلا کر بول اُٹھا "سماج! سماج انسان کو ایک خاص دائرے میں محدود رکھ سکتا ہے۔ مگر ناکردہ گناہ پر ظلم کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ انسان حقوق سے انسان کو محروم رکھنا سراسر ظلم ہے۔ بیوائیں کس قصور کی وجہ سے اس قدر دقتوں کا مقابلہ کریں؟"

وہ ہندو کہتے ہیں پچھلے جنم کے کرموں کا پھل ہے۔"

"مُراری بابو! اصغر کے برخلاف کچھ نہ کہئے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب انسانی دلائل کمزور پڑ جاتی ہیں تو انسان اسی طرح دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے قسمت کو دیوتا بنا کر ان کے چرنوں میں اس کی تاویل کرتا ہے۔ یہ ہوا کسی طرح پر بھی قصور وار نہیں مگر وہ الٹا ان پر مرد کی زر خرید بنا دیتا ہے۔ اسی لئے عورتوں کو مرد کے تمام مظالم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اگر وہ مرد ہوتیں تو وہ بھی سیکڑوں شادیاں کر سکتی نہیں ہزاروں [illegible] سکتا تھا۔ یہ وہ دیوی نہیں ــــ مردوں میں گرہ ارشاد سماج کو صرف اسی طرح راستے پیش کر دیا گیا ہے۔ مگر اس کے پیچھے جو خود غرضی چھپا ہوا ہے وہ اس [illegible] دل سے [illegible] الگ کیا [illegible] کی ماں بیواؤں کی آہ آتشیں شعلوں آگ کی طرح ان کے دل و دماغ کو جلا کر خاک کر دیگی۔ مُراری بابو آپ اپنے دل کو آنکھ کی پتلی کی طرح سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کیا آپ کا ساتھ ہو سکیگا؟ آپ تو باپ ہیں اپنی اولاد کی طرف دیکھئے۔"

مُراری بابو اپنے خیالات پر شرمندہ ہو کر جوش سے ساتھ [illegible] اٹھے۔ "وہ بالکل [illegible] ہوں مگر مجھ سے [illegible] سماج کے [illegible] تو مجھ سا [illegible] نہیں ہر ایک [illegible] کی طرح [illegible] کسی حرکت کو اظہار کرے گی"

وہ [illegible] لہجے میں کہا "سماج معاف نہیں کرے گی تو میں جانتا ہوں [illegible] ایک نیا سماج بنانا پڑیگا۔ مقدس کی [illegible] تک [illegible] ہم نئی روشنی کے ہیں اس لئے ہمیں اس کا شوق [illegible] کے لئے ایک نیا سماج بنانا ہوگا۔ اگر ہم میں کوئی نئی بات نہ ہوئی تو [illegible] طرح [illegible] ہو جاتی۔ مگر مراری بابو! ہم مر جانا گوارا نہیں کرتے [illegible]

[illegible] دوست کی [illegible] مراری کے لئے ہی اس قسم کی گفتگو [illegible]

نے مُراری بابو کے دل میں ایک خاص قسم کا جذبہ پیدا کر دیا۔ ہرین کی باتوں میں انہوں نے جیسے اپنی تمام تکالیف کی دوا موجود پائی۔ اور اُس کی آواز بازگشت نے رحم و کرم کا دروازہ کھول دیا۔ وہ جیسے کسی منتر کی طاقت سے اپنے معصوم دل کے اندر کی تمام پوشیدگی کو باہر لا رہے تھے

مُراری بابو کچھ اس قدر بدحواس ہو رہے تھے کہ بہت دیر تک اُن کے مُنہ سے کوئی بات نہیں نکل سکی۔ سر جھکائے ہوئے چُپ چاپ بیٹھے رہے۔

بہت دیر بعد اُنہوں نے سر اُٹھا کر ایک گہرا سانس لیا اس کے بعد اُٹھ کر ہرین کو محبت کے آغوش میں لپٹا کر کہا "تعجب ہے۔ اس کمسنی میں آپ کے خیالات اس قدر شستہ اور باتیں بہت سنجیدہ ہیں۔ یہ سب آپ نے کہاں سے سیکھا؟"

ہرین کو جواب کوئی بُرا سا بھی نہ اچھا کہنے۔ وہ گھبرانے والا شخص نہیں تھا۔ اُس نے ہنس کر جواب دیا "مُراری بابو! میں بنگالی ہوں بنگالی سماج کی خرابیاں دیکھ کر میرے دل میں ایک ضرر رساں درد ہوتا ہے"

مُراری بابو نے کہا "آپ لوگ کبھی کبھی یہاں ضرور آیا کریں۔ میں بہت خوش ہوں گا"

"ہاں، ہم دونوں ضرور کبھی کبھی آتے رہیں گے ورنہ وہ دونوں بدمعاش شاید آپ کو چین نہ لینے دیں گے"

مُراری بابو کا مُنہ خشک ہو کر ذرا سا رہ گیا۔ موہن اب تک چُپ چاپ بیٹھا ہوا تھا اس وقت اُس نے موقع دیکھ کر کہا "مُراری بابو! میرے مکان کے پاس ہی ایک چھوٹا سا مکان خالی ہے۔ اگر آپ اُس مکان میں اُٹھ چلیں تو پھر کسی قسم کا خوف باقی نہ رہے گا"

مُراری بابو نے خوش ہو کر کہا "اس سے اچھا اور کیا ہوگا جیسے بے یار و مددگار کی آپ نے بڑی مدد کی بالخصوص جب وہ لوگ اس مکان کو پہچان گئے ہیں۔ تو پھر نہیں وہ لوگ یہاں کب آ جائیں۔ اس کا ٹھکانہ نہیں"

چہرہ کو بہت ہی سنجیدہ سا کر کے ہرین نے کہا "مگر بابا سے ایسی آپ کو پہلے سے ہی

[illegible]

...لیا ہوں کہ میں ... دروپدی ٹھاکرائن کو تکلیف دے سکونگا؟
...سرا سے ... نے کہا۔ بہت اچھا جو مرضی آپ کی۔"

ایک

شرمائی باتیں

نئے مکان میں پہنچتے ہی دیکھا۔ دروازے کے پاس ہی شگفتہ مزاج موہن بابو کھڑے ہیں۔ اُنہوں نے بابا کو نمسکار کرکے میرا راستہ چھوڑ کر ایک کنارے ہٹ گئے۔ اور وہ دونوں گاڑی سے اسباب وغیرہ اتارنے لگے۔ میں آہستہ آہستہ مکان میں داخل ہوئی۔

مکان اگرچہ چھوٹا موٹا تھا۔ مگر خوبصورت مکان بناوٹ کے لحاظ سے بہت اچھا۔ چار کمرے اوپر اور چار نیچے تھے۔ ہم لوگ پہلے جس مکان میں تھے۔ وہ اس سے بھی چھوٹا اور بڑا تھا۔ اس کے علاوہ اُس کا کرایہ بیس روپیہ تھا۔ اور اس کا صرف دس روپیہ۔ کس قدر تعجب ہوئی۔ اس قدر کم کرایہ ہونے کا باعث کیا ہے؟ پیدا ہوا ... لئے موہن بابو نے اپنے مکان کا کرایہ کم دیا۔ ہم لوگوں پر اُن کی اس قدر مہربانی کیوں؟ کون جانے؟

اُس نے جنوبی حصے کے کمرے مجھے بہت پسند آئے۔ میں نے تجویز کی کہ ایک میں تو بابا رہیں گے اور دوسرے میں میں رہوں گی۔ جلدی جلدی میں جس طرح ہو سکا۔ میں نے اُسے سامان سے آراستہ کر لیا۔

میرے کمرے کے سامنے ہی میرا باغیچہ وہاں جاکر دیکھا۔ مکان کے پاس ہی موہن بابو کا مکان ہے۔ اسی کے پیچھے ہی ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ پھولوں کے ... مالا سا ہے۔ وہ بھی بہت خوبصورت۔ مختصر اِکھڑکی کے ذریعے سے پھولوں کی شام جاں کو معطر کرنے والی ... خوشبو آ رہی تھی — دل بس ... کے بعد ... خوش ... دل بھی آنکھوں سے

یہاں گذری تھی — جیسے آج دل کا ایک ایک کونہ طمانیت [illegible] اٹھا پھولوں کی خوشبو
جیسی مہک کے ساتھ ہی دل میں خود بخود گاؤں کی زندگی کا [illegible]
سے [illegible] گئی مگر پگڈنڈیوں سے لہلہاتا [illegible] کھیتوں اور [illegible] شہر اشجار سے
معمور [illegible] کھیتوں سے لہراتا ہوا [illegible] ایک طرف گاؤں سلوں کے چھپنے
کی جگہ — وہیں [illegible] سایہ میں بیٹھا اور ہلکی ہلکی دھوپ سے چھپاتے
ہوئے [illegible] کا گیا [illegible] کے لئے کا [illegible] کے ساتھ ساتھ
پاس کی [illegible] گاتا اور ایک طرف [illegible] اور [illegible]
کے درختوں کے [illegible] درختوں کے [illegible] دودھ کی طرح [illegible] کی دیوار [illegible]
میں جیسے [illegible] کر [illegible] بیکار ساتی ہوئی جنگل کی آڑ [illegible] معلوم کہاں چلی گئی
ہے — [illegible] وہ [illegible] کبھی میں نہیں بھولی [illegible]

اور [illegible] اس حال [illegible] سے لگتی ہے [illegible] اپنا گھر بار
چھوڑ کر کس [illegible] آئے [illegible] خود ہی جانیں [illegible] کا نام [illegible]
میرے [illegible] کی [illegible] باقی ہے مگر [illegible] کا [illegible]
[illegible]
[illegible] آگئے

[illegible] کبھی ہی [illegible] سوچ رہی [illegible]
[illegible] سر اک [illegible] ہے [illegible]
— [illegible] ہے —
— مگر [illegible] اس [illegible]
— دیکھو [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible]

— ہاں [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے — [illegible] اچھا لڑکا ہے —
— ہاں [illegible] مگر [illegible] سا [illegible] ذرا [illegible] کی بات

ہیں انہیں تکلیف نہ دوں"۔

مگر کون کس کی بات سنتا ہے۔ یکایک موہن بابو کا باغیچہ دیکھ کر طبیعت اس قدر محظوظ ہوتی۔ دیکھو ذرا دیکھو۔ پھول کیسے دلفریب معلوم ہوتے ہیں اُن کی خوشبو سے ہوش دل و دماغ کو کس قدر طراوت پذیر ہے۔ اس لئے"۔

بار بار "اس لئے" کا لفظ کہاں موزوں تھا میں دنگ رہ گئی سوچا۔ یہ تو گھنٹے دو گھنٹے اسی طرح کی باتیں کرتے رہیں گے اس خیال سے انہیں وہاں ہی چھوڑ کر میں گھر گرہستی کے کام میں لگی۔

تماشے کے بعد میں کام کاج ختم کر کے اپنے کمرے میں داخل ہوئی

اُس دن بڑی گرمی تھی کمرے میں گھستے ہی جیسے حبس دم ہوتا تھا۔ جلدی جلدی کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے کھول دیئے۔ موہن بابو کے مکان کی طرف بھی دروازہ تھا اُس کے کھلتے ہی روشنی کی چادر سے میری آنکھوں پر ایک نورانی پردہ الٹا کھڑکی سے موہن بابو کا کمرہ دکھائی دیا۔ اس کے کمرے میں بجلی کی روشنی تھی ایک طرف دو الماریاں تھیں جو کتابوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس کے سامنے ہی ایک نہایت خوبصورت چھوٹی سی میز تھی جس پر سر ساتھ لگی ہوئی تھی۔ موہن بابو اسی میز کے سامنے ایک کتاب پر جھکے ہوئے تھے۔ بجلی کی روشنی میں اُن کا چہرہ شگفتہ نظر آ رہا تھا موہن بابو کا مزاج کچھ اس قدر متحمل تھا۔ کہ اُس کا عکس اُن کے چہرہ پر ہو رہا تھا۔ بڑی بڑی آنکھیں سیدھی ناک اور سر کے بال گھونگر والے تھے

موہن بابو نے ذرا منہ کو ادھر اُدھر پھیرا گھوم کر دیکھا --- اُسی وقت سے جلدی جلدی ہٹ گئی۔

موہن بابو کو دیکھ کر دل نے کہا۔ وہ نہایت شریف شخص ہیں . مگر یہ ہیں مردوں کی نسبت اس قدر جلد فیصلہ کر دینا مشکل ہے۔ اگرچہ زندگی میں بہت سے مردوں کے ساتھ ملنے جلنے کا اتفاق نہیں ہوا مگر شبہ اچھی طرح پہچان لینے کی بھی اہلیت رکھتی ہوں کہہ سکتی ہوں --- دل چاہتا ہے۔

میرے شوہر ـــ باہر سے اُنہیں دیکھ کر اُن میں کوئی کسی قسم کا کوئی نقص نہیں نکال سکتا۔ وہ بہت خوبصورت ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ اچھے گھر میں پیدا ہوئے خاندانی ہیں مگر اُن کے دل کی اندرونی حالت اب کیا کہوں ـــ اس وقت وہ پرلوک میں ہیں مگر اس وقت بھی جیسے اُن کا نام لیتے سے میرے جسم کا ایک ایک حصہ کانپ اُٹھتا ہے! عورت کے لئے شوہر بحیثیت پرماتما کہا جاتا ہے ـــ مگر جو بدقسمت ظلم و ستم کو بھی نگاہ لطف و کرم سے دیکھ کر شکستہ رشی اُن کے لئے کیا کر گئے ہیں؟ جو میرے نصیب میں شوہر کے بدرو جوہوں کے نشان ہمیشہ کے لئے موجود ہیں۔ کیا یہ ۔ ہم عورت کے اقبال کا نشانہ ہے؟ اس خشک غار میں ہاتھ لگا کر کہا مجھے کیسا ہوگا۔ سوامی! میں تمہاری یاد کے استھان کو پرستش کرتی ہوں ـــ یہ یاد کیا نقدش آتا ہے؟

روز رات کو اُن کی آمد کا راستہ دیکھتے دیکھتے بیدار رہتی ہوں مگر اُن کے پیلے پھیلے صاف معلوم ہونے والے قدموں کی آہٹ میرا سینہ دھڑک اُٹھتا ہے۔ ہفتہ میں پانچ چھ دن تو وہ رات رات بھر باہر ہی رہا کرتے تھے جب کبھی رات گئے گھر آتے تھے۔ اس دن بھی میری آنکھیں شرافت کا وہ آثار باقی تھیں۔ جو انسان کے لئے سب ضروری ہے شراب پی کو گھر میں آ کر ملاحظہ مجھے کتنی ہی سلواتیں سناتے تھے۔ کسی دن جوڑا پکڑ کر چھڑی مار مار تے تھے زیادہ تر وہ اپنے آپ سے گذر جانے تھے تمام رات میں اللہ اُن کے سرہانے بیٹھی ہوئی پنکھا جھلا کرتی تھی سر پر پانی کے چھینٹے دیتی اور اپنے دل ہی دل میں پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی تھی۔ اس طرح کچھ دن میرے سسرال میں کٹتے تھے

پچپن میں شوہر کے شکر کی لست جو ناشناسی تھی جس کے لئے روز صبح کو مٹی کے جیادہ ہونٹ کو پیل بتر چڑھاتی تھی ا گنگا جل سے اشنان کراتی کیا یہ وہی شوہر کا شکر ہے؟ محلّہ کی ہم عمر لڑکیاں سو قت میرے شوہر کی باتیں دریافت کرتی تھیں اُسوقت میں اپنی زبان سے اپنے شوہر کی شکایت نہ کر سکتی تھی۔ اُن سے شوہر کی بات دریافت کرلینے رکھی تھی وہ اپنی زبان سے نہ نکالتی۔ کیونکہ ان میں سے کسی کسی کا دیدہ کہہ

میں بخوبی سمجھ لیتی تھی۔ کہ شوہر کی تکالیف اور حقارت کر کے وہ اپنے اقبال
میں ٹانگ نا پسند نہیں کرتی صبا نگاروں میں دستور ہے۔ اسی کے مطابق اُنھوں نے
خاموشی اختیار کی ہے۔ دُنیا ہمیں ابلا کہتی ہے "اگر کیا کہے الحقیقت ابلا ہیں — مردوں
کے ستم کو دیکھ کر جو عورتیں اپنے دل کو اس طرح سرکشی پر آمادہ کرتی ہیں۔ کیا؟ وہ اطمینان
مگر میرے نصیبوں میں تو آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ خاموشی کا برتاؤ مجھ سے تو برداشت
نہیں ہو سکتا تھا شاستروں کی روکاوٹ دھرم کا خوف نرک کا ڈر بس میری نگاہوں
میں حقیر ہو گئی ہیں۔ میں پاپی ہوں کیونکہ میں نے اپنا برت توڑ دیا ہے۔

وہ رات مجھے کبھی نہیں بھولیگی۔ اس دن بھی وہ بہت سے اٹھ گئے اور شراب پی کر آئے تھے
کمرے میں گھستے ہی اُنھوں نے میرا جوڑا پکڑ کر میرے سے دھکیل دیا تھا سو رہی تھی۔
یہ بھی مجھ سے قصور ہوا۔ جب اُنھوں نے میرا جوڑا پکڑا تو میں چلا کر رو اُٹھی تھی میرا
رونا سن کر اور بھی غصہ آگیا۔ بولے "کمبخت روتی کیوں ہے"؟ —

یہ کہہ کر اُنھوں نے زور سے میرے پیٹ ایک لات ماری دونوں ہاتھ سے اپنا
کلیجہ تھام کر تڑپتی ہوئی میں زمین پر بیٹھ گئی۔ اُنھوں نے کہا "اُٹھ الماری سے ایک
گلاس نکال دے"!

نہیں جانتی اُس دن میرا دل کیوں برگشتہ ہو گیا۔ اس زمانے کے حادثوں کی
شورش ہستی کی طرح میں شوہر کے جبروں کی دھول اپنی پیشانی سے نہ لگا سکی میں نے
صاف جواب دیا "نہیں اُٹھوں گی"!

وہ گرج کر بولے "کیا نہیں اُٹھیگی"؟

— نہیں میں نہیں جو کر سکتے ہو کر لو" اُس دن مرنے کے لئے اتنا مستعد کیسے ہو گیا
تھا آج بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکی میری جانب سے ناراض ہو کر وہ پاگلوں کی طرح
کھڑے ہو کر بولے "تو گدا" یہ کہکر اُنھوں نے خوب دل کھول کر مجھے گالیاں دیں اور
مارے لاتوں کے گھر سے باہر نکال دیا۔

اس درد و چوٹ سے میرے دل میں وہی خواہش [illegible] کی بغاوت کا ایک سردار ہو اُٹھی

اس ظالمانہ ظلم کو جب برداشت نہ کر سکی۔ انہوں نے پھر پاؤں اُٹھایا مگر وہ پاؤں
میرے جسم میں لگنے سے پیشتر بجلی کی طرح کڑک کر اُٹھ کھڑی ہوئی اس کے جھٹکے
[illegible] یہ سوچکر میز سے لیمپ اٹھا کر بولی اگر پھر تم نے میرے جسم پر ہاتھ اُٹھایا تو
اسی روشنی سے [illegible] کے کاٹنے کاٹتے میں نے اسی [illegible] کے لیمپ کو اپنے سر
پر رکھ لیا۔

انہوں نے خوف سے میری طرف دیکھتے دیکھتے آہستہ آہستہ کمرے سے باہر کا راستہ لیا
اسی [illegible] بہت دیر تک میں کٹی ہوئی شاخ کی طرح پڑی رہی ۔ رفتہ
رفتہ میرا تمام جسم بے حس و حرکت ہوتا گیا لیمپ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر کر چکنا چور
ہو گیا

[illegible] اس [illegible] ایک دن [illegible]
[illegible] کے خواب دیکھنے [illegible] کر دیا تھا۔
[illegible] پڑی سسرال میں میری اپنی [illegible] رات
[illegible] دوسرے دن شوہر کے حکم سے [illegible]
[illegible] گھر والیوں [illegible] کوئی [illegible] اطلاع کیا
[illegible] کچھ [illegible] جسم سے میرے [illegible]
[illegible] اچھا کیا اگر [illegible] اپنے آپ کو [illegible] کر و عورت
[illegible] کر [illegible] نا قابل [illegible]
[illegible] سکیں گے ۔

[illegible] اور کبھی دکھوں کی [illegible] شوہر کی بات سوچکر
[illegible] بات [illegible] آئی [illegible]
[illegible] اچھا

اس [illegible] میری شادی کی [illegible] ایک [illegible] ہوئے
[illegible] کی طرف [illegible]

یہ سب میری زندگی میں مشغول اور ناکارہ ہو گئے ہیں تو یہ حال میں بھی نہیں لا سکتی۔ اگر سوچوں تو پھر کیونکر زندہ رہ سکتی ہوں؟ رہ رہ کر سوچتی ہوں۔ عہد گذشتہ کے بڑے عوام کو پا کر جس جگہ موجودہ مستقبل کے راہوں کا نشان پڑ سکتا وہاں میرے لئے بھی زندگی کا مسرت بخش آدرش کشمکش کے ساتھ ملے گا۔

۲

دو

[illegible] کی راہیں

مُراری بابو میرا باغیچہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

مکان کے پچھلی طرف کچھ کشادہ زمین پڑی ہوئی تھی۔ جس میں گھاس بکثرت اُگی ہوئی تھی۔ بیچ میں تھا ایک ٹوٹا پھوٹا تالاب تھا۔ اس کی حالت [illegible] خستہ اور ابتر تھی۔ [illegible] کو میں نے [illegible] کر اس باغیچہ کو میں نے [illegible] درستی [illegible] ہوئے تیار [illegible] پھولوں کے درخت لگائے [illegible] پھر کر [illegible] میں آ گئے دل کھول کر [illegible] مگر [illegible] کسی قسم کی [illegible] کام [illegible] اسی وجہ سے میرا [illegible] باغیچہ اس [illegible] کے بڑے بڑے پھولوں سے [illegible] دلفریب نظر آنے لگا [illegible] کرنے سے ہی کام نہیں چلتا۔ [illegible] کی [illegible] بہت ضرورت [illegible] اور [illegible] ہر وقت اسی غور و فکر میں رہا کرتے تھے۔ کہ کون درخت کہاں لگایا جائے۔ ہمارے [illegible] ہر وقت یہی [illegible] رہتا تھا۔

جیسے بہت کوششوں سے [illegible] انسان اس سے بہت خوش ہوتا ہے [illegible] مُراری بابو کے منہ سے اپنے باغیچہ کی تعریف سُن کر [illegible] کہا [illegible] آپ کا [illegible] چاہئے۔ آپ خوشی خاطر اس باغیچہ میں تشریف لا سکتے ہیں۔ آپ کے مکان سے میرے باغیچہ کا [illegible] ہے۔ وہ میں کھول دوں گا۔"

مُراری بابو بچوں کی طرح فرطِ خوشی سے بولے "سچ! کھول دیں گے؟"

"کیوں نہ کھول دوں گا؟" اس باغیچہ کو آپ اپنا ہی سمجھیں گے۔ پھول [illegible] کو بھی

چاہیے۔ ہونٹوں سے توڑ لیجئیگا ۔۔۔ کسی قسم کی جھجک سے کام نہ لیجئیگا"

"۔۔۔ یہ تعجب ہے پھول توڑنے سے آپ ناراض نہ ہوں گے"

"۔۔۔ کیوں؟ بکثرت پھول کھلتے ہیں آپ ہونٹوں سے جس قدر طبیعت چاہیے توڑ سکتے میرا کوئی نقصان نہیں!"

میری باتیں سنکر مُراری بابو کے چہرہ کے رنگ میں جو تبدیلی ہوئی وہ کون دیکھے! اس سادہ لوح بزرگ کے چہرے کی جانب جس قدر دیکھتا تھا اُسی قدر معصوم دکھائی دیتا جاتا تھا عمر میں پہنچکر لوگ چڑچڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کے مزاج کی حالت بدل جاتی ہے۔ اُس عمر میں اُن کا یہ حال بالکل بچوں کی طرح سادہ مزاجی نہ الجانے مسائل انسان کیا ذات ہے!

دوسرے دن صبح جس وقت آنکھ کھلی اُس وقت باغیچہ سے نہ معلوم کہیں سے پرندے نغمہ سرا تھے اور ستار کی دلکش آواز طلوع سحر کی ہواؤں کے ساتھ ساتھ آ رہی تھی یوں معلوم ہوتی سمجھ گیا یہ مُراری بابو کا ستار ہے۔ بڑے بڑے یکسوئی سے بہت دیر تک اُس کا لطف لیتا رہا! اُس دلکش سحر کے ساتھ ساتھ میرے جذبات کی رگیں بھی موجزن ہو اُٹھیں۔ اور عضو عضو جیسے اُس روح پرور لذت سے سرشار ہو اُٹھا۔

بستر چھوڑ کر منہ دھو کر جب باغیچہ میں گیا اُس وقت بھی مُراری بابو کا ستار اُسی دلکش انداز سے تاروں میں آب حیات کی بارش کر رہا تھا بالا سے کے کنارے سنگ مرمر کے چبوترے پر پیالا رکھے ہوئے مُراری بابو آسن جمائے بیٹھے تھے۔ اُن کے برف کی طرح صاف شفاف سپید بال ہوا کے جھونکوں سے لہراتے ہوئے منتشر ہو رہے تھے اور وہ جذبات سے مخمور ہو کر بجا رہا تھا جیسے اس وقت دنیا کا تمام وجود گم ہو گئے تھے جب تک اُنہوں نے بجانا بند نہیں کیا میں بھی یکسوئی سے چپ چاپ لطف و مسرت ساتھ کھڑا رہا۔

ایک سانس لے کر مُراری بابو نے بجانا بند کیا میں نے قدم بڑھا کر اُنہیں مسکا کیا۔
مُراری بابو نے چونک کر کہا "میرے بجانے سے آپ کے آرام میں خلل تو نہیں پڑا؟"

"— علی! آپ بھی کیا فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے بجانے میں وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ دل و دماغ دونوں پر ایک فرحت انگیز نشہ طاری ہو گیا ہے۔"

"— کوئی کام نہیں تھا۔ اسی وجہ سے میں ملاؤ اٹھا کر باہر نکل آیا۔" یہ کہہ کر وہ مراری بابو نے پھر ملاوے پر انگلیاں چلانی شروع کیں — جیسے وہ ایک ساتھ ہی کومل سُروں میں جھمسا کر شور و سر مچانے لگا — جیسے وہ سُر کی کلی تھی!

میں نے کہا "مراری بابو! آپ سے میری ایک درخواست ہے۔"

مراری بابو نے مسابانہ انداز سے کہا — "مجھ سے آپ کی درخواست! فرمائیے! فرمائیے!!"

"— اگر آپ کچھ اور خیال نہ فرمائیں تو کہہ سکتا ہوں۔"

"— کہیے کہیے شوق سے کہیے۔"

"— میں آپ سے طاؤس سیکھنا چاہتا ہوں۔ اس میں آپ کوئی تکلیف تو محسوس نہیں کریں گے۔"

مراری بابو قہقہہ لگا کر ہنس اُٹھے۔ بہت مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر کے بولے "واہ صاحب! بس یہی آپ کی درخواست ہے۔ اس میں تکلیف کا کیا ذکر؟ — واہ — اس میں تکلیف کا کیا ذکر؟ بلکہ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔"

اتنے میں وہاں ہریہا آ موجود ہوا۔

مراری بابو بہت خوش ہو کر بول اُٹھے "آئیے آئیے۔ ہریہا بابو! آئیے۔"

ہریہا وہیں گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اپنی بے چینی کرتے سگریٹ کھولتے ہوئے بولا۔ بولا "مراری بابو! کیا اس خوشی میں کچھ حصہ لے سکتا ہوں؟"

مراری بابو نے پرجوش لہجہ میں کہا "ضرور ضرور! خوشی کی بات کیا ہے جانتے ہیں؟ موہن بابو کو طاؤس سیکھنے کا شوق ہے۔ کیا آپ بھی سیکھنا چاہتے ہیں؟"

ہریہا بابو اپنی دونوں آنکھیں پھاڑ کر خوب سے بول اُٹھا "بیٹھو بیٹھو! خوب صاحب کرد۔ اگر ایسا موقع ہاتھ آیا۔ تو پھر کیا کہنا ہے۔"

مُراری بابُو جیسے آسمان سے گِر پڑے۔ اِس قسم کے تذکرے سے انسان کو خوف ہو سکتا ہے۔ یہ بات جیسے اُن کے حواس سے بعید تھی تحقّر آمیز لہجہ میں بولے "کیا علم موسیقی سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی اور علم بھی ہے؟ اِس لئے۔"

ہرین نے زور سے سر ہلا کر کہا "جی نہیں اِس لئے اُس سیکھنے کا کیا کام؟ بچپن میں مجھے اُستاد رکھ کر گانا سیکھنے کا شوق پیدا ہُوا تھا مگر جب سال بھر میں سوائے سارے گاما کے اور کچھ نہ آیا تو میں نے اُستاد جی کو دُور سے ہی سلام کیا۔ مجھے گانا بجانا سُننے کا تو ذرا شوق ہے۔ مگر خود گانا بجانا نہیں چاہتا۔ میں چینی کھانا تو پسند کرتا ہوں مگر چینی کا کھلونا بنانا پسند نہیں کرتا۔"

میں نے کہا "مُراری بابو! ہرین کو آپ نے ابھی تک اچھی طرح نہیں پہچانا۔ عجیب الخلقت شخص ہے۔ وہ اپنی جسمانی طاقت کے زور سے سنا ہے کہ دیوی کو اپنے بس میں کرنا چاہتا ہے۔ مگر اب آپ اُسے پہلے کے مُردوں میں شمار کیجئے۔ مگر میرا خیال ہے کہ شاید وہ اپنی تمام توجہ یکسُو کر کے ایسی پوجا کرتا ہو گا۔ کہ پیچھے میں اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔"

ـــ مُراری بابُو مسکرائے "ہرین نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اِس لئے میں اُس کی کسی بات کی تردید کرنا نہیں چاہتا۔ قائل ہو گیا۔ جیسے موزرچ سنگر میدان میں آ کھڑا ہوتا ہے۔ میں بھی اسی طرح پہلوان سنگر موجود ہوں۔ مُراری بابُو! آپ سمجھتے ہیں کہ گانا بجانا میری قسمت میں نہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ گانا اگر آپ سے سیکھ جائے تو خوش ہوں۔"

ـــ مُراری بابُو نے میری طرف تحقّر آمیز نگاہوں سے دیکھ کر ستار بجانا شروع کیا۔

میں نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ تمام اصرار خس و خاشاک کی طرح نہ معلوم کہاں بہہ گیا۔ بالآخر میں نے مجبور ہو کر ایک گانا شروع کیا۔ مُراری بابُو ساتھ ساتھ بجاتے رہے۔ گانا ختم ہوتے ہی مُراری بابُو نے جوش میں آ کر کہا "آپ تو بہت اچھا گاتے ہیں۔ کیا کہوں اتنی دیر تک مجھے اس سے محروم رکھا۔ میں جا کر سب سے کہوں گا۔ وہ گانا سُننے کی بڑی خواہشمند ہے۔"

اس رنگین طبع صحبت کے ساتھ آج کی فرقت انہوں نے کس طرح ختم ہو گئی۔ یہ ... سکا

✻ ✻ ✻ ✻

وہ پورنماشی کی رات تھی

کمرے میں جاکر میں نے کھڑکی کھول دی۔ حنائے پھولوں کی لوٹتی خوشبو سے تمام کمرہ معطر کر دیا۔

کرسی کھڑکی کے پاس کھینچ کر میں بیٹھ گیا —— ایسی پُر فضا چاندنی رات۔ یہ رات وشاد کام ہونے کی ہے — سو کر کاٹنے کی نہیں۔ اب چاندنی خاموشی سے متوالی رقص کی مانند گھومتی ہوئی ہے۔ اگر جواب صادق کی طرح کھڑی ہے تو اس کا لطف اٹھائے بغیر جو سکتا ہے۔ بھاگ وہ نامیا ہے۔ اور یا جذبات و احساسات حالی حامل مطلق ہے

میرا چھوٹا سا خاموش باغیچہ دور سے ہو بہو تصویر کی طرح نظر آ رہا تھا —— جھولی چھتہ میں درختوں کے پتوں پر چاندنی وہ بکھری ہوئی کرنیں جیسے جواہر و سایہ۔ تالاب کا بھر بھراتا ہوا پانی سفید سنگ مرمر کی سیڑھیوں پر پانی کے بہاؤ کا ٹکرانا۔ اور لہرا لہرا کے آپس میں ملنا اور ہٹ جانا سب کے سب روشنی اور سایہ کی آنکھ مچولی کا کھیل ہو رہا تھا۔

کنارے سے بھری ہری زمین کے بیچ میں وینس دیوی کی ایک سنگ مرمر کی مورتی سجی ہوئی تھی یہ گویا کسی رتی دیوی تھی اور روشنی اور تاریکی میں آج کی رات میں اس کے سپید چہرہ میں جیسے زندگی آگئی تھی!

اس پتھر کی مورتی کے سامنے کون کھڑا ہوا ہے؟ اچھی طرح سے دیکھنے کے لئے میں اور بھی جھکا —— یہ تو عورت ہے امراری ماموں کی لڑکی ستیا!

تمتماتے چہرے پر چاند کی بے نقاب شعاعیں پڑ رہی ہیں اور دار سارہ جوڑی نقش اس کے جوڑے کی لٹیں آزادی سے ٹیڑھی ترچھی لہراتی ہوئیں سفید شانے اور پشت پر لہرا رہی تھیں۔ اس کے سرم۔ نازک اور گداز جسم پر وہ دھانی ساڑھی کی جاپانی ٹشک آب پر لطف و دلکشی کا سماں پیش کر رہی تھی۔ دور سے دیکھنے پر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا چشمہ آفتاب سے نکلی ہوئی ندی سبزہ زار کی روشوں میں بل کھا رہی ہے۔ آنچل ہاتھ میں تھا۔ اور اس آنچل میں پھول بھرے ہوئے تھے —— کتنے ہی پھول زمین پر

گنگناتے جا رہے تھے یکایک دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا جیسے اس چاندنی سے معمور پُر سکون رات میں سخت پتھروں کو کروسیس کی اصلی مورتی ایک خاص شکل میں مجسم ہو کر باہر آگئی ہے۔ اور اسی کے دو نازک اور بے عیب تلووں کا لمس پاکر یہ جوتیوں سے بھرپور تختہ زمین شاخ گلہائے بہار بن گئی ہے۔

مترا اُس مورتی کو متحیر و ششدر نگاہوں سے دیکھنے لگی اس کے بعد اسی مورتی کو اپنے جسم سے کچھ دیر کے لئے حرکت میں لاکر چپ چاپ کھڑی رہی . . کھڑے کھڑے آنچل سے چند پھول نکال کر سونگھنا شروع کیا اس کے بعد مس بھرپور ہونٹوں کو جھکا کر پھولوں کی پنکھڑیوں کا ایک نہایت پرسوز بوسہ لیا وہ پھول اُس کے ہاتھ سے گر کر زمین پر لوٹنے لگا۔ وہی سوہاگ سے بھرپور پھول ایک بوسے سے ہی کیا اپنی زندگی کو ختم کر گیا؟ اور کچھ دیر تک کھڑی کھڑی مترا آہستہ آہستہ اپنے مکان کی طرف چلی گئی۔ جہاں سے گذری نور اُجالا دور کر دیا جہاں سے گئی، اندھیرا کر گئی اُسے کھو کر باغ کی چاندنی کا وہ پُر لطف منظر جیسے بالکل بے رس اور پھیکا ہو گیا

اُس رات کو میرا مکان مجھے ایسا معلوم ہوا گویا وہ ایک بھیانک جنگل ہے میں نے تنہائی کی یہ وحشت اس سے پہلے کبھی نہیں محسوس کی

ناولوں میں پہلا عنصر محبت کا دیکھا جاتا ہے نقاد اگر اُس میں ایسا کی کمی یا عدم موجودگی دیکھتے ہیں تو چونک اُٹھتے ہیں میرا خیال ہے کہ اگر ناولوں کی پہلی سطر یہ بھی بتائے اس کے کچھ اور ہی دیکھا ہے جو وہم بھر کے لئے، جیسے یہ ہر دم دربار تک آنکھوں میں قائم رہنے کی خواہش کرے وہ — نقاد اگر دنیا میں ندا۔ [illegible] کی جانب نظر کریں۔ تو وہ دیکھ سکتے اُس کے صفحے صفحے پر سطر سطر میں نازک و نایاب کی نگاہ اُس کے مطلب کا افسانہ رقم ہے۔ اُس نگاہ اولیں میں اگر محبت کا اثر پوشیدہ نہ ہو۔ تو اس بھی بہر حال ہی کہنا ہوا یہ ہو محبت کا پہلا زینہ ہے اور پہلی کوشش جو پہلی بار ہی ملی ہمت ہار کر گر پڑتا ہے اور اپنی قوتوں کو جواب دیدیتا ہے اُس کے لئے محبت الہی ہے۔ [illegible] لیتے قدر کرتے

اور پچھلے دروازے کی زنجیر؟

سرما نے پہلے دن سے ہی میری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اس لئے میری زندگی کے راستے میں وہ بالکل غیر متوقع مہمان ہے۔ پہلے پہلے میں نے آسان سمجھا تھا۔ اس وقت اُسے مشکل تر اور گہرا سمجھنے پر بھی اپنے اس کمرہ دل کو راہ پر نہیں لگا سکتا۔ دل اس وقت بے لگام گھوڑے کی طرح ہے۔ اور سیدھے اس کو راہ راست پر لانا میرے لئے بہت مشکل ہے ۔ سرما نے ایک ہی دن میں میری زندگی کی رفتار میں تبدیلی پیدا کر دی۔

مگر نہیں جانا کہ اس تبدیلی کا انجام کیا ہے اور کیسا ہے؟ شمع تو خود نہیں بلاتی پروانہ خود بخود اُس پر دیوانہ وار نثار ہوتا ہے وہ تماشہ دیکھنے آتا ہے مگر شمع کو اس تماشے کی کیا پرواہ؟ اُس کے تو سر کام لینے کی حرکت سے سب کچھ خاک ہو جاتا ہے --- آگ کی لو کانپتی ہے مگر بجھتی نہیں۔

سرما کیا شمع ہے؟ اور میں سوسن پروانہ نہیں وہ نا ہوگی اور میں سمندر ادھر بیٹھے بیٹھے میں نے بہت کچھ سوچا مگر وہ غور و فکر دروپدی کی ساڑھی کی طرح --- جس کی ابتدا ہے انتہا نہیں جس قدر کھینچا گیا۔ اسی قدر بڑھتی گئی۔

شباب کی تمام رنگینیاں ویسی موسم بہار کے گلہائے شگفتہ کی طرح ہوتی ہیں پھر دور شباب کی دھوپ سے اُن کے رنگ و روغن میں کمی آجاتی ہے پھر بھی تم سی کلی کیا اسی طرح مرجھانے والی ہے؟ کیا یہ صرف نگاہوں کا جرم اور سرور ہے؟ دل لبھانے اور نہیں؟ ۔

رفتہ رفتہ دماغ میں ایک جلن اور سوزش سی ہونے لگی۔ درد مند ہو کر بستر کا سہارا لیا ۔

خواب میں بھی جسے دیکھا وہ سرما تھی ---

تین

مُراری بابو کی باتیں

کیسے تعجب کی بات ہے۔ اس موہن نامی لڑکے پر جس قدر نگاہ ڈالتا ہوں اُسی قدر حیرت ہوتی ہے۔ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی عجیب و غریب روح ہے۔ موہن کی خواہش ہے کہ میں اسے طاؤس سکھاؤں اور وہ مجھے کچھ ماہوار بطور نذرانہ پیش کرے

میرے انکار کرنے پر اُس نے کہا "مُراری بابو! اس میں شرمندہ ہونے کی تو کوئی بات نہیں۔ آپ بلاوجہ میرے لئے وقت کیوں ضائع کریں گے؟"

میرا کوئی عذر تسلیم نہ کیا گیا۔ بالآخر یہی طے پایا کہ میں اُس سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہیں لونگا۔ جس مکان میں میں رہتا ہوں اُس کا کرایہ ایک پیسہ بھی مجھے نہ دینا ہوگا۔ اگرچہ میں نے ہاتھ پھیلا کر روپیہ لینے میں اُس سے اپنی جان بچائی تاہم میرا سر نیچا ہوئے بغیر نہ رہا۔ موہن سے دوستی پھر بھی اس سے زیادہ خوشگوار نہیں تھا

موہن نے جب مجھے اپنا استاد تصور کیا تو وہ مجھے ہمیشہ تعظیمانہ الفاظ سے مخاطب کرنے لگا۔

آج کل میرے دن بہت اچھی طرح سے کٹتے ہیں۔ روز شام کو جب ہرین بابو آتے تو ایک محفل کا سماں بندھ جاتا تھا اور وقت کس طرح گذر جاتا تھا۔ اُس کا پتہ بھی نہ چلتا تھا ہرین نہایت رنگین مزاج اور ظریف طبع شخص ہے جدھر سے ایک بار بھی گذر جاتے تھے مُردہ دلی اور غمگینی آندھی کی رو میں خشک پتہ کی طرح اُڑ جاتی تھی۔

ہرین بابو بھی میرے دل میں جوش خلوص پاتی۔ اس نوجوان کے جسم میں جان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر جیسا مزاج اور کشادہ اس کا جسم ہے اس کا دل بھی اُسی طرح وسیع اور بے پایاں ہے۔ پہلے دن سے انہوں نے میرے دل کو اسی طرف کھینچ لیا تھا۔ اُس کی وہ باتیں مجھے آج تک نہیں بھولیں۔ مدتوں کے خیالات پر ان کے دل میں بڑا درد ہے۔

مگر شادی کر دینے پر دکھوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہ بھی تو نہیں۔ سہاگن ہو یا بیوہ ایک بُرے طریقے کی شادی کس قدر دردناک ہے۔ اس کی نسبت تو عمر بھر شادی شدہ رہنا کہیں بہتر ہے ۔۔۔ بلکہ بیوہ رہنا بھی نہایت مناسب ہے۔ میری بھی تو شادی ہوئی تھی اگر کنواری رہتی تو بھی آج اطمینان ہوتا۔ اس وجہ سے کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ بیوہ ہوگی تو اس کے لئے سراپ میں بھی برابر ہے ۔۔۔

دیس میں آج کل بدھوا وواہ پر خوب بحث مباحثے ہو رہے ہیں اور ہر جگہ یہی تحریک نظر آ رہی ہے مگر دیکھتا ہوں کہ نئے خیالات اور نئی روشنی کے محرک لوگوں نے نتیجہ حاصل کیا ہے۔ تاہم بیواؤں کی شادی ابھی تک ظہور میں نہیں آئی اس کا سبب صرف عملی کمزوری ہے۔ سینکڑوں برس سے ہم جس آدرش کی نقل کرنے میں مشتاق ہو گئے ہیں اب چند سالوں کی تحریک سے وہ مشق چھوڑنی بہت مشکل ہو گئی ہے تاہم وہ اس وقت زر کا غلام بنا رہتا ہے کوشش کرے یہی کامیاب نہیں ہوتا ہو ہو اس کی یہی حالت ہے۔

ہرپن بابو کے ساتھ بھی اسٹدل یہی باتیں ہوتی تھیں

بابو نے کہا۔ مُراری بابو! اس میں ایک اور بات بھی ہے۔ جو بیواؤں کے ہمدرد ہیں وہ بھی مغربی تمدن کے دام میں پڑ کر اسی امارت کھو چکے ہیں۔ دنیاوی دلچسپیوں اور مادہ پرستی کے اثر سے وہ اپنے پچھلے برت کا مال کر سکے۔ بہت اونچا درجہ ہے میں کہتا ہوں جو اپنی مرضی سے [illegible] آدرش حسن کو اپنا اور انسانی درائع کو بہت سے برلی میں مبدل کر سکیں وہ دیوی ہو سکتی ہیں۔۔۔ یہ تو ٹھیک بات ہے مگر بہت سی بیوائیں ۔۔۔ جو کم سنی میں بدقسمتی سے اپنا سہاگ کھو بیٹھتی ہیں وہ بھوک پیاس کی خواہشات کو ترک نہیں کر سکتیں۔ جب انہوں نے اپنی زندگی کی سلامتی کی تمنا

[illegible] ح سے نہیں کی۔ اور شوہر کو کھو بیٹھیں اسا سمت [illegible] جلی ہیں [illegible]

وہ سب لڑکیاں اپنے شوہر کی محبت سے محروم ہو گئیں۔ ان کے [illegible] پر زبردست اور اہم ترین بوجھ کا بار چھوڑنا غلطی ہے [illegible] ایسی

کیا فائدہ ہوگا جو بجز ہوس کی جبلت، سرکشی اور منہ زور جذبات کی وجہ سے اُن کے ذہن نشین نہیں ہو سکتی اس کا انجام بھی ضرر رساں دیکھا جاتا ہے۔ فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے سوسائٹی کے ماہر جو معیار آوارہ مزاج اور جاہل اعتراض عورتیں پڑی ہوئی ہیں اگر آپ اچھی طرح ان کی تحقیقات کر سکیں تو اُن کی گراوٹ کے آثار زیادہ تر نفسانیت پر مبنی نہیں بلکہ شوہر کے مظالم یا ہوس کی بالطبع پر اُن کا انحصار ہے

اس کے سچ ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں۔ بحث مباحثہ میں ہم اسے اُڑا دیتے ہیں مگر دل ہی دل میں اسے نامنظور نہیں کر سکتے۔ میں چپ چاپ یہی سوچنے لگا۔

ہربن بائو نے یہ کہہ کر اپنی بات ختم کی "آپ کو معلوم ہو کہ جو آدرش کی بیٹی ہوئی ہے وہ بہت زبردست ہوتی ہے۔ انسان کی طاقت اُس کی حد ہے خیالی آدرش میں۔ اور جو معمولی ہے اُسے تو آدرش نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ اُسی وقت آدرش کہلانے کا مستحق ہے جب اُس میں غیر معمولی بات ہو۔ بلند و بالا آدرش ہمالہ کے گوری شنکر کی طرح ہے دُور سے دیکھنے میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مگر جب اُس کے پاس جاؤ تو ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے اور دُنیا کے ساڑھے تین حصوں میں انسان جس وقت عوام کے گروہ میں ملتا ہے۔ اِس وقت باقی کا نصف حصہ غیر معمولی نظر آتا ہے۔ مگر اُسے ذبح کرنے سے تو کام نہیں چلتا۔

میں حیران رہ گیا اس نوعمر شخص کے خیالات کے عمق اور کشادہ دلی کی انتہا نہیں کسی عمدہ سمجھ پائی جاتی ہے۔ جس سے بڑے بڑے مہا پُرش یا دھیانیوں کو بھی شرم آئیگی یہ تمام سچائی ہے مگر دور خیالات کو بھول کر بھی اُن کے ذہن میں نہیں آتے۔ وہ شاستر کے عقیدہ اور مقصد کے دائرہ سے ایک قدم بھی آگے نہیں نکلنا چاہتے۔ بلکہ ویدوں کے قدیم مفسرین وارث بنے کہہ گئے ہیں کہ دلائل کی مدد کے لئے بغیر صرف شاستروں کے عالم کے موجب کبھی اسے فرائض کا فیصلہ نہیں کرینگے — اس سے دھرم کی ہتک لگتا ہے — سزو لہذا۔ مگر آپ شروع سے ہی ایک غلطی کے شکار ہو رہے ہیں۔ اگر آپ اچھی طرح سوچ دیکھا کریں بلڑکی کی شادی کریں تو شاید وہ ایسے بڑے شوہر کے مظالم کا شکار

— "پہلی بار جو نہیں کر سکا شاید اس مرتبہ بھی وہ نہیں کر سکوں گا اسی وجہ سے مجھے خواہش ہونے پر بھی ثریا کی شادی کرنے میں خوف دامنگیر ہو رہا ہے۔"

— "مُراری بابو! عجلت کرنے سے تو کام نہیں چلے گا آپ اسے بہتر انجام دیجئے۔ انسان مستقبل کو سوچ کر کام کرتا ہے اُسے دیکھ کر نہیں — اگر مستقبل نظر آتا تو نظام کائنات میں فرق آ جاتا۔ اگرچہ آپ کو مستقبل نظر نہیں آتا۔ مگر آپ اُس کا تصور کر کے سوچ تو سکتے ہیں۔"

— ہرین بابو! مستقبل کے خیالی تصور سے تو ڈر رہا ہوں اس سے جیسے میرے ہاتھ پاؤں اندر ہی اندر پھول اُٹھتے ہیں۔ اگر آج میری آنکھیں بند ہو جائیں۔ تو کل ثریا کہاں جائے گی؟ وہ بدھو ہے دنیا کو نہیں پہچانتی۔ وہ بن تنہا اس وسیع کائنات میں ہے اور عمر بھی تھوڑی ہے — دنیا لالچ اور فریبوں سے بھری پڑی ہے مستقبل تاریک ہے!"

— "اس وجہ سے آپ اپنی لڑکی کو مجرد برت کا پالن کرانا چاہتے ہیں؟"

— "یہ تو غیر ممکن ہے!"

— "پھر"

— "اگر مرضی کے مطابق لڑکا مل جائے تو پھر اُس کی شادی کر دینا چاہتا ہوں"

— "تو پھر اسی وقت سے لڑکے کی تلاش کیجئے!"

— "مگر کوئی اچھا لڑکا کہاں پاؤں گا؟"

— "اس کی تلاش تو ضروری ہے دیکھئے ہمارے موہن بابو اسی قسم کے لڑکے ہیں آپ کی لڑکی سکھ سے رہے گی — یہ کہہ کر ہرین نے یکایک بات چیت بند کر دی رخصت لے کر چلے گئے۔"

موہن جیسا لڑکا علم و فضل اور چال چلن میں ممتاز۔ ایسا لڑکا کہاں ہے؟ وہ مصلح بھی ہے تاہم نہیں۔ بیوہ سے شادی کرے گا؟ ہرین اوپر سے بولتا ہے۔ یہ کتنی بڑی غیر ممکن بات ہے شاید اُنہوں نے اس معاملہ پر اچھی طرح غور نہیں کیا!

مگر آج زیادہ دیر کرنے سے تو کام نہیں چلے گا۔ دن بدن وقت گذرتا جا رہا ہے لڑکا کمزور ہوتی جاتی ہے اعضا جواب دیتے جا رہے ہیں۔ کب پیام اجل آ جائے ایسے کون

جان سکتا ہے؟ آج وقت ہے۔ اگر آج نہ سمجھ سکا، تو کل شاید کفِ افسوس ملنا پڑے —
اس صاف شفاف پھول کی مانند تقدس مآب، سشما آج بھی وہ ہر طور دیوتاؤں کے چڑھاوے
قابل ہے مگر کل؟ آج جو دیوتا کے قابل ہے شاید کل وہ راکشس کا بھوگ بنے گی؟

"... آج وہ روشنی ہے، اور کل تاریکی ہوگی!

ہاں پھر — ایک بات ہے، میں خود تو اس قدر سوچ رہا ہوں مگر کیا سشما کی جانب سے بھی کچھ سوچا ہے؟ اس کی توجہ کس طرف ہے؟ وہ کیا چاہتی ہے؟ ایک آورت کے دیہی اور خیالی چشمے سے اس کی تمام زندگی کو کیسے منور کر سکوں گا
کیا نہیں کر سکوں گا؟

پہلی شادی کے وقت اس سے کسی بات کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی تھی، اس وقت وہ بالکل کمسن تھی — اسا بُرا کچھ نہیں سمجھ سکتی تھی مگر اس وقت وہ لڑکی نہیں ہے، بالغ بھی نہیں، اس وقت وہ اپنے آپ کو پہچان سکتی ہے، اپنے پرائے کو بھی سمجھ گئی ہے، بھلے برے کی سمجھ آگئی ہے۔ اس وقت سب کے روبرو اس کی رائے لینا بھی ضروری ہے۔ اگر وہ اس سے انکار کر دے — تو میں مرد بن کر اس کو کیسے راضی کروں گا۔

میں وہ سوچ، لکھا جس کا کنارہ نہیں۔ جس ابھی وقت پیچھے سے دو نرم و نازک ہاتھ میرے گلے میں آ پڑے، یہ کون؟ اور کوئی نہیں — میری دل و جان سے عزیز سشما رانی تھی! سشما نے بہت پیار و محبت سے میرے سر پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے، اور بولی، "ماموجی! اس طرح بیٹھے بیٹھے کیا سوچ رہے ہو، ذرا بتاؤ تو سہی!"

میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ پکڑ کر اپنے پاس کھینچ لیا اور بولا، بیٹی! کیا بتا سوچ رہا ہوں، کیا سمجھی؟"

سشما متحیر ہو کر اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے میری طرف دیکھتی رہی — مجھے نہیں لگی ہائے میری قسمت! یہ بڑی بڑی دونوں آنکھیں جن میں ایک عجیب کی جھلک صاف طور پر نظر آرہی ہے!

اس سادہ لوح نظروں سے میری سشما کیا دنیا کی تاریکی کو دیکھ لیا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے؟

دُنیا کی خوشیوں کا جام ہے جس نے آب حیات کی طرح قبول کیا ہے۔ اب میں باپ ہو کر کس طرح کہوں گا کہ وہ آب حیات نہیں — بلکہ زہر ہے! اس کا جو گھونٹ کبھی پیئے اسے بھی کیوں تھوڑا تھوڑا کر مٹی میں ملا دوں گا؟

سُمترا نے کہا۔ "چپ چاپ کیوں ہو گئے؟ کیا سوچ رہے ہو، بابو جی! ابھی تک بولے نہیں!"

میری زبان سے فوراً نکل گیا "بیٹی تمہاری بات ہی سوچ رہا تھا!"

سُمترا کے چہرے کا رنگ اس طرح بدل گیا کہ آنکھوں کی نور سے معدوم ہو گئی — اُس کے دل میں مشغل کی جو بارکی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ جیسے اُسی کی جھلک سے اُس کا منور اور روشن چہرہ سیاہ ہو گیا۔ چونک کر لڑکی رُکتی بولی "میری — میری بات!"

— نہیں۔ نہیں — بیٹی اس کچھ نہیں سوچا، یہ کہکر میں فوراً وہاں سے بھاگ آیا۔ ہائے لعکواں ایہ بات کیا مُنہ پھوڑ کر اس سے کہہ دی ہے!

چار

ہر سدرشن کی باتیں

مُراری بابو جیسے اب بھی بابو تھے۔ لیکن وہ صرف یہی تھے اور کچھ بھی ہو سکتے۔ دل کی معقول پسندی اور رنگین کی سادہ لوحی — یہ دونوں خوبیاں اُن میں بدرجہ اُتم موجود تھیں اور اُن کا دل! وہ تو کبھار کی دنیا ہی سے بیٹھ کر چکا تھا۔ اُس دن ایک معمولی بات سے یہاں اُن کا یہ حد سے دیکھ لیا تھا۔ اُن کے گھر جا کر میں بات چیت کر رہا تھا۔ لکا یک میرے پیچھے سے کوئی ایک جانور بول اُٹھا۔ میں نے پیچھے کی جانب نظر ڈالی۔ کہیں کوئی بھی نظر نہ آیا — میں پھر پیچھے اُچھل کر دیکھا مگر پھر بھی کچھ نظر نہ آیا۔ ذرا دیر بعد پھر وہی آواز سُنائی دی۔ میں نے پھر کر دیکھا — مگر کچھ بھی نہیں — مجھے متحیر دیکھ کر مُراری بابو ہنس پڑا — آخر میں نے کہا — "مُراری بابو! کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"— کر — کے اندر سے کسی بلی کی آواز آ رہی ہے؟"

— وہ پتہ کی آواز ہے!

— مگر کتّا کہاں ہے۔ دکھائی تو نہیں دیتا!"

— "اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آئیے ادھر سے دیکھئے"

کھونٹی سے ایک اوورکوٹ لٹکا ہُوا تھا۔ اُس کی ایک جیب میں کُتّے کا بچّہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے تاک رہا تھا سب کی نظر سے آزاد ہونے کے لئے وہ ہاتھ پاؤں مارتا ہُوا ریں ریں کر رہا تھا۔ مگر کسی طرح بھی باہر نہ آ سکتا تھا۔

— "کوٹ کی جیب میں کُتّے کا بچّہ کیا بات ہے؟"

مُراری بابو نے ہنستے ہنستے اُسے جیب سے باہر نکالا۔ یہ دیسی کتّے کا بچّہ ہے ایک مہینہ کا ہوگا تمام جسم مٹّی اور کیچڑ سے بھرا ہُوا ہے۔

مُراری بابو نے بڑے مشفقانہ نگاہوں سے اُسی ہڈّی سے خالی بچّے کی طرف دیکھ کر اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "کل شام کو گھر آ رہا تھا راستے میں دیکھا کہ ایک کتّے کا بچّہ نالی میں بھیگ رہا تھا اُف وہ اس قدر چلّا رہا تھا کہ رحمدل شخص کا کلیجہ پھٹتا تھا — اس لئے —"

— "اس لئے آپ نے اُسے جیب میں رکھ کر اُس کی جان بچانے کی کوشش کی"

— "جی ہاں! میں نے سوچا کھلا پلا کر اسے تندرست بناؤں گا"

— "مُراری بابو! آپ بھی کیا ہی عجیب ہیں کھلائیں پلائیں گے کتّا تو آخر کتّا ہی رہے گا"

— "کیا یہ آپ سمجھتے ہیں کہ بہت سے انسان کتّے سے بھی گئے گذرے ہیں اگر اچھی طرح سے اُس کی پرورش و پرداخت کی جائے تو انسان سے بھی زیادہ کام آ سکتا ہے"

مُراری بابو کی بات ٹھیک ہے! احسان فراموش ہے انسان خوشامد کرتا ہے مگر محسن کو کوئی نہیں چھوڑنا چاہتا یہی تو دنیا کا اصول ہے!

لڑکی کے ساتھ صحبت مُراری بابو بہت رنجیدہ تھے اور وہ الگ سوچ رہے تھے کہ آج بھی اُن کا کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جو اُن کی عدم موجودگی میں سرمایہ درست رکھ سکے بیٹا یا بیٹا تھا کہ سماج کے ساتھ ہو رہا ہے شادی کر لیں موہن نے دل کو بہت قابو میں رکھا اور سب کچھ سمجھتا تھا۔ مگر اس کے دل میں سما ... اس سماج پر ہم کا ... آ سکتا ہے ... بہالی

مجھے خواب میں بھی نہیں تھا۔ بیچارہ یکبارگی غرق ہو گیا۔ تنہا، رنجور، مغموم و ملول رہتا تھا۔ پڑھنے لکھنے میں قطعی توجہ نہیں۔ بات بات میں سرما کا نام لیتا تھا۔ محبت میں پڑ کر در اصل انسان کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ اس مرتبہ وہ امتحان دے کر بھی پاس ہو گا، یہ مشکل تھا۔

مگر موہن نے اپنی توجہ کی باگ ڈور اسی طرف رکھی۔ سرما میرے سامنے نہیں نکلی تھی۔؟ موہن بھی حسن و جمال میں کچھ کم نہ تھا۔ جب سرما کو دیکھ کر موہن اس قدر [illegible] ہو گیا تو موہن کو دیکھ کر سرما بھی کیوں نہ بیخود ہو جائیگی۔ یہ تو دلی کشش ہے۔ دونوں طرف دل طبیعہ باہم رُوبرُو کھنچا تو میل ملاپ تدریجی ہے۔ شکار ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اور دام سے سُود نہیں جائیگا۔ اگر ایسا ہو تو موہن کی خوش نصیبی میں کیا شبہ ہے!

اُس دن موہن سے میں نے یہی بات کہی۔ وہ کسمسا کر چونک اُٹھا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔۔۔ مگر زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔

کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "حیرت! تم بھی اس خیال ہو گئے۔ اب شادی کی کوشش کرو"

۔۔۔ "بھائی معاف کرو۔ مجھ سے شادی کا جھنجھٹ نہیں ہو گا"

۔۔۔ "کیوں؟"

۔۔۔ "اس سے میں ہوّا کی طرح خوف کھاتا ہوں"

۔۔۔ "سبب؟"

۔۔۔ "بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس جھگڑے سے جہاں تک دُور رہوں بہتر و مناسب ہے۔"

۔۔۔ "پھر لوگ شادی کیوں کرتے ہیں؟"

۔۔۔ "شادی دراصل دلی کا لڈو ہے جو کھائے وہ پچھتائے۔ نہ کھائے وہ بھی پچھتائے"

۔۔۔ "تمہاری یہ باتیں بالکل بے دلیل اور فضول ہیں"

۔۔۔ "دوست! میں بھی پسند کرتا ہوں۔ سماج میں تم لوگ جسے سچ کہتے ہو۔ اس میں کتنے ہی شرمناک روایات کا شمول رہتا ہے ۔۔۔ لوگ [illegible] سب کی پسند آسان سمجھتے ہیں۔ اگر اُس کی گہرائی اور چھان بین کی جائے تو محض ڈھول کا پول نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے

میرا یہ حال ہے کہ دُنیا میں جھوٹ زیادہ ہے سچ نہیں ہے۔ تمہاری نظروں میں جو جھوٹ ہے
میری نگاہ میں وُہی سچ ہے۔"

— "تو کیا تم شادی کرنا نہیں چاہتے؟"

— "نہیں! شادی کر کے میں اپنی آزادی کو ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتا!"

— "ہوں! تم تو بڑے خودغرض اور تنگ خیال ہو"

— "کیسے؟"

— "جو اکیلا رہنا چاہتا ہے وہ خودغرض نہیں تو اور کیا ہے؟"

— "بھائی! خودغرضی میں ایک بڑا زبردست فائدہ ہے۔ محسن بھی [illegible] تم سے مجھے
[illegible] بچا سکے!"

— "ان دنوں تمہاری حالت نہ معلوم کیسی ہوتی جاتی ہے۔ میری باتوں کے جواب میں تم صرف فلسفہ سے کام لیتے ہو، جو میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ صرف یہی نہیں — بلکہ تکلیف دہ بھی ہے" — یہ کہہ کر وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

کل جس وقت مُراری بابو کے گھر گیا، اُس وقت دُور سے ہی معلوم ہوا تھا کہ دو شخص مُراری بابو کے مکان کے سامنے چور کی طرح کھڑے ہیں۔ اُن کے پاس پہنچنے سے پیشتر ہی وہ سایہ کی طرح شام کی تاریکی میں کہاں غائب ہو گئے۔ جب یہ بات دیکھی تو مجھے کوئی تعجب نہ ہوا مگر دل ہی دل میں نہ معلوم کیسا ایک کھٹکا لگا رہا۔ شہر کا حصہ کتنا غیر آباد اور سنسان ہے کہ اگر کوئی خون بھی ہو جاتا تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔

کل صبح دن نکلا ہی تھا کہ شہر میں مُراری بابو کے مکان کی [illegible] اُس گھر کے پاس ہی پاس کھڑے ہوئے۔ معلوم ہوا [illegible] سب گرد [illegible]

[illegible] وہ لوگ [illegible] دیکھتے [illegible] آگے [illegible] مُراری بابو کے [illegible] دروازہ [illegible] کی

یہ کون ؟ جو ہوں --- ان کا ارادہ کچھ اچھا نہیں ! ضرور یہ لوگ کسی بُرے کام کیلئے
موقع تلاش کر رہے ہیں !

گلی کے اندر سے باہر نکل کر آہستہ آہستہ قدم جماتے اُن کے پیچھے جا کھڑا ہُوا - اس کے
بعد موقع پاکر دونوں ہاتھوں سے اُن دونوں کا گلا دبا لیا

وہ چونک اُٹھے --- میرے ہاتھ چھڑانے کے لئے خوب خوب زور آزمائی کرنے لگے
مگر میں نے انہیں اس زور سے دبایا کہ وہ کٹھ پُتلی کی طرح کھڑے رہ گئے !

گیس کی روشنی کی طرف واپس آکر اُن دونوں کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گیا - اُس دن
جو دو شخص مُراری بابُو کے یہاں زبردستی گھس آئے تھے یہ وہی تھے -

جس شخص کا چہرہ چُوہوں کی طرح تھا اُس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا "مجھے چھوڑ
دیجئے سخت تکلیف ہو رہی ہے !"

میں نے خوب زور سے دھکا مار کر چھوڑ دیا --- وہ لڑکھڑاتے ہوئے گر پڑا !

"تم لوگ بڑے بدمعاش ہو - کلکتہ جیسے شہر میں بدمعاشی کرنے آئے ہو جاؤ جہاں
سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ - اگر پھر کبھی یہاں نظر آئے تو اپنے آپ کو مُردہ سمجھنا" !

وہ بغیر کوئی جواب دئیے جیسے تیسے وہاں سے چلے گئے !

دوسرے شخص سے مخاطب ہو کر اُس کا منہ پکڑ کر اُٹھاتے ہوئے میں نے کہا "کہو
اُنہیں تمہیں کیا دوں لاٹھی - گھونسہ - تھپّڑ ان سب میں سے تم کیا پسند کرتے ہو ؟"

اُس نے بڑی عاجزی انکساری سے کہا مہربانی فرما کر مجھے بھی چھوڑ دیجئے !"

مُراری بابُو کے منہ سے اُس دن اس کی بات سُنی تھی لیکن یہ وہی ہے میں نے پوچھا
"تمہارا نام کیا ہے ؟"

نام پوچھتے ہی اُس نے جھنجھلا کر کہا - نام کی کیا ضرورت ہے ؟ چھوڑ دیجئے !"

گلا دبا کر میں نے کہا --- "بغیر نام بتائے چھٹکارا نصیب ہوگا !"

آہستہ سے اُس نے کہا --- "روپ چند رپال !"

--- "روپ بابو ! تمہیں کس قدر سزا دینے کی ضرورت ہے !" یہ کہہ کر میں مُراری بابو کو بُلانے گیا

مُراری بابو کے باہر آنے پر میں نے دیکھا کہ سخت متحیّر ہیں۔ بولے "یوں بابو!

— "ہاں! اب قابو میں آ گئے ہیں!"

— "معاملہ کیا ہے؟"

— "بعد میں معلوم ہو گا۔ پہلے گاڑی پر سوار ہو جیئے!"

— "آہا! انہیں تکلیف ہوتی ہوگی ہرین بابو! چھوڑ دیجئے"

— "میں اُن کی مرضی کے برخلاف بھی نوین کو گھر کے اندر لے گیا!"

— "سرہار سو نہیں جانے کے سامنے ہی کھڑی تھی — مجھے دیکھ کر فوراً آنکھ دبا نکال کر جانے کی کوشش کرنے لگی — مگر میں نے کہا "ذرا رک جاؤ ٹھاکرانی! جاؤ نہیں دعا کرو۔ دیا ٹھہر رہا ہو گا!"

مسز باسٹسا رہ متحیّر ہو کر کھڑی رہی

میں نے نوین کا گلا چھوڑ کر کہا "نوین جھٹ جاؤ — اُن کے پاؤں پر ناک رگڑ کر پرنام کرو کہو — ماں! میں تمہارا لڑکا ہوں۔ اب کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ انتک نہیں سکے — جاؤ — سنتے نہیں!"

نوین نے پھر بھی ست نہیں کی — سر جھکا کر کٹھ پتلی کی طرح کھڑا رہا۔

— "معلوم ہوا ہے تمہارے پاپی منہ سے 'ماں' کا نام آسانی نہیں نکلے گا۔ دیکھو اِدھر میرے ہاتھ میں ایک — اس کی ایک چوٹ سے ہی تمہارا کام تمام ہو جائے گا —

یہ کہہ کر میں نے سونٹا اٹھایا۔

مُراری بابو نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا — "نہ نہ ایسا نہ کیجئے۔ چھوڑ دیجئے چھوڑ دیجئے۔ مجھے بہت رحم آتا ہے!"

— "جو ماں کہنا نہیں جانتا۔ اسے چھوڑ دوں۔ مُراری بابو آپ کیا کہتے ہیں؟"

نوین! بہتر ہے۔ اب بھی جو کہتا ہوں کہو!

اُس نے آہستہ آہستہ سامنے کی طرف دیکھ کر سر جھکایا۔

— "ناک رگڑو — پرنام کرو۔ کہو ماں! میں تمہارا لڑکا ہوں۔ اب کبھی ایسا کام

نہیں کروں گا!"

نوین نے گڑگڑاتے ہوئے میرے الفاظ دوہرائے۔

مَیں نے کہا ـــ "یوں نہیں ہوگا۔ اچھی طرح کہو۔"

وہ چلّا چلّا کر کہنے لگا ـــ "ماں ایس تمہارا لڑکا ہوں ایسا کام ـــ"

دیکھا۔ سرلا کے عضو عضو سے ہنسی کی لہریں رواں ہیں۔ اُس نے دوہرا گیا ـــ نوین کی بات ختم ہونے سے پیشتر ہی منہ میں کپڑا ٹھونس کر کسی نہ کسی طرح اپنی ہنسی روک کر وہ وہاں سے چلی گئی۔ ازاں بعد کمرے کے اندر سے سنائی دیا۔ کہ وہ اُس کی دبی ہوئی ہنسی ہے۔

نوین کا حشکا سا منہ دیکھ کر مُراری بابو آہستہ آہستہ اُس کے پاس گئے اور محبت بھرا اپنے ایک ہاتھ سے اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر بولے ـــ نوین بابو! کچھ اور خیال نہ کیجئے گا۔"

نوین سے اب رہا نہ گیا۔ دکھ درد سے بے چین ہو کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ آنسوؤں سے اُس کا سینہ تر ہو گیا۔"

مجھے بھی اُس پر رحم آ گیا۔ سوچا یہ ہی ہو کر رہی [illegible] ہے۔ اس سے کہہ دے پرچاہے دیکھ کر بولا۔ "بھائی! معاف کرنا!"

مَیں اُن سے معافی مانگوں گا۔ شاید ابھی انتہا نہ تھی کہ نوین نے پُر آب نگاہوں سے میری طرف دیکھا تھا۔ اور پھر کچھ کہے بغیر سر جھکا کر آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

اُس وقت میں نے مُراری بابو سے تمام ماجرا صاف صاف کہہ دیا تھا۔

"اری بابو نے مسکراتی نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر کہا! آپ کے جسم میں اس قدر زور ہے! ـــ اس کے بعد ہی سارا نوین کی جانب اشارہ کر کے معصوم ہو کر بولے ـــ مگر اس قدر سخت سزا دی آپ نے لیکن واقعی نہیں تھی! ابرار ہو نظیر آرکا لڑکا ہے۔ بے عزتی و تذلیل کی حد ہو گئی!"

— تمہاری انو! اگر آج تم اُسے یوں ہی چھوڑ دیتے تو کل وہ بدلہ لینے کے لئے پھر آ جاتا مگر
جو سزا تم نے اُس کو دی ہے اُس سے وہ کچھ اور شرارت نہ کر سکے گا۔ خیر! اب یہ سب باتیں جانے
دیجئے بہت کچھ محنت کی ہے۔ اس لئے دردیدی تمہاری لڑائی سے کہئے میری آقا کی صدا
کا معاوضہ ساتھ ساتھ ہی ادا کر دوں میں ایسا خواہاں نہیں کہ سود کی خواہش کروں"

پانچ

سَریالی مالی!

اور ان باؤ کو کیا ہو گیا ہے؟ کسے کا بچہ کہاں سے لے آئے؟ وہ رات دن اُسی کے ساتھ ساتھ ہی گود میں اُٹھائے پھرتے ہیں۔ جب وہ کہیں بیٹھتے ہیں تو وہ کبھی دوڑ کر اُن کے پاس آ رہتا ہے جب وہ سونے جاتے ہیں تو وہ اُنہیں کے پاؤں کے پاس ہی سُکڑ سمٹ کر پڑا رہتا ہے۔ پیار و محبت کی وجہ سے اُس کا نام "نوم" پڑا!

اچھا باؤجی آپ کل سے کچھ اس قدر سنجیدہ کیوں ہو گئے ہیں؟ متفکر ہو کر بار بار میری طرف دیکھ کر گہری سانس کیوں لیتے ہیں؟ نہ معلوم رات دن کس فکر میں غرق رہتے ہیں؟ وقت بے وقت مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر دیکھتی ہوں کہ اُن کے منہ سے بات نہیں نکلتی۔

یہ اور کچھ نہیں — میرے پہلے لیمپوں کی بات سے یہ سوچ کر اُن کو رنج ہوتا ہے مگر وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیوں نہیں کہہ سکتے؟ وہ بات سُن کر کیا میرے دل کو کوئی خاص تکلیف ہو گی؟ ایسی کیا بات ہے؟

اُس دن میں نے باؤجی کو مجبور کر کے کہا۔ "ہاں باؤجی! تم کیا سوچتے رہتے ہو۔ مجھ سے کہنا ہو گا!!"

باؤجی کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا لیکن دلیری کے ساتھ بولے۔ "کیوں بیٹی! میں کچھ نہیں سوچتا!!"

میں باؤجی کے کندھے پر جھک کر بولی "نہیں باؤجی! تم مجھ سے چھپاتے ہو مگر

میں آج تمہیں کسی طرح بھی نہ چھوڑوں گی۔ تمہیں کہنا ہی ہوگا!"

باؤجی میرے چہرے کی طرف خاموشی سے دیکھتے رہے۔ ذرا دیر بعد میں نے دیکھا کہ اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ رہی ہیں!"

"باؤجی! تم رو رہے ہو —— یہ کہکر میں نے جلدی سے اُن کے سینہ میں اپنا سر چھپا لیا۔ ایسا معلوم ہونے لگا۔ جیسے اُن کا دل رہ رہ کر کانپ رہا ہے۔

بہت دیر تک اُنہوں نے بھی کوئی بات نہیں کہی —— میں بھی چپ! اس کے بعد اُنہوں نے میرے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ کہا "بیٹی سرما! آج میں تم سے جو بات کہوں گا۔ اُسے دراصل سنجیدگی سے سُننا خود بھی ہے۔ وہ اپنا دُکھ درد جتنی دیر کے لئے بھول سکے۔ اُس کے لئے یہی اچھا ہے۔ عورتوں کے لئے جو سب سے بڑا دُکھ ہے تم اُسی کو برداشت کر رہی ہو۔ ایسی حالت میں تمہارے دُکھ کی یاد بار بار تازہ کرنا میرے لئے مناسب نہیں —— مگر کیا کروں اس کے بغیر کوئی تدبیر نہیں!"

باؤجی کسی قدر خاموش رہ کر پھر کہنے لگے "میری عمر ڈھل رہی ہے۔ جانی ہر کم نہیں ہوئی —— دُنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے کا وقت آگیا۔ میرا ایسا کوئی بھی عزیز و رشتہ دار نہیں —— جو تمہارا بار لے سکے۔ اگر میں اس وقت چل دوں۔ تو تم اس دُنیا میں اکیلی ہو جاؤ گی۔ تمہاری عمر —— اس پر طرّہ یہ کہ تم عورت ذات ہو۔ اس حالت میں تمہیں کچھ ایسا کرنا ہوگا جس سے میں بے فکری کے ساتھ مر سکوں!"

باؤجی پھر رک گئے —— میرے دل کا اندرونی حصّہ نہ معلوم کیسے دھڑکنے لگا!

"بیٹی سرما! مگر ایک تدبیر کے سوا مجھے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آج کل سماج میں "ودھوا بِواہ" ہو رہا ہے۔ پنڈتوں کی بھی یہی رائے ہے۔ تمہاری بھی شادی کئے بغیر مجھے اور کوئی تدبیر نہیں آتی۔ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں وہی جاننا چاہتا ہوں۔ بغیر تمہاری رائے لئے ہوئے میں کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ —— کچھ بھی نہ کر سکوں گا —— اچھی طرح سوچ سمجھ کر مجھے اپنی رائے بتا دو۔ بیٹی! اچھی

سے ڈر ابھی نہ سر پایا۔ کیونکہ ابھی یہ تمہاری ہر ایک بات کا دلدادہ ہے!"

— یہ بات کہہ کر بابو جی آہستہ آہستہ وہاں سے اُٹھ کر باہر چلے گئے!

بابو جی کی آج کی باتوں نے جیسے مجھے اتھاہ چوٹ کی طرح بیہوش کر دیا! اپنی خوشیوں سے خالی زندگی کی تکالیف اگرچہ اتنک نہیں بھولی۔ تاہم اپنی دوسری شادی کی بات تو میں نے بھول کر بھی کبھی نہیں سوچی — اس عمر میں اس بات کے امکان کا خیال تو کبھی خواب میں بھی نہیں آیا۔ [illegible] امری اور زندگی آرما جیسے چونک اُٹھی! ایک شادی کا پھل تو بھوگ رہی ہوں۔ [illegible] شادی [illegible] اس عورت کے دل کے اندر [illegible] معلوم کون جلنے سے لگا — یہ ظلم ہے — ظلم! ظلم!! [illegible] ظلم!!!

سوامی کی ضرورت یاد آگئی — اس چہرے میں شکوہ کی ادا ابھی بھی جھلکتی تھی [illegible] کچھ بھی نہ تھی مگر تاہم — وہ تو میرے [illegible]

بابو جی نے یہ کیا کہا! دلیس میں جب عموماً [illegible] ہوتا ہے — مگر کیا یہ ہوا ہوتا ہے؟ ایک پھول کیا دو دو بار [illegible] جا سکتا ہے؟

ہائے بھگوان! تمہاری مردوں کی دُنیا میں کیا عورت [illegible] مرد کے لئے اس دنیا میں سلطنت کر [illegible] آسکتی، اور اکیلی عورت اگر [illegible] کو [illegible] اپنے آپ کو کھو دے [illegible] کیا اس پر بھی وہ باہری لگا ہوا [illegible] اپنی بھلا کر سکے گی؟ اس کی حفاظت کے لئے جب تک مرد نہ ہو — کام نہ چلے گا۔

صرف اپنے آپ کو بچانے کے لئے پھر شادی — اپنے آپ اور دل کو پھر غلام بنانا پڑے گا۔ مگر پھر جو آئیں گے وہ بھی اگر میرے [illegible] نہ ہوں [illegible] تو اُن کے [illegible] سے مجھے کون رہائی دلائے گا؟

بھگوان! اُدنیا میں عورت کی مانند کمزور ہستی کی پیدائش تم نے کیوں کی؟ کیوں؟

بستر پہ پڑے پڑے منہ چھپائے میں رونے لگی!

[illegible] حفاظت کرنے والا — یہی ستم کیش

بہت دیر بعد منہ اُٹھا کر آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے میں نے دیکھا — دروازے کے پاس چپ چاپ کھڑے ہوئے موہن بابو میری طرف تحیر آمیز نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں! کیسے شرم کی بات! جلدی جلدی الگ ہٹ کر بیٹھ گئی۔ موہن بابو جیسے چپ چاپ آئے تھے اُسی طرح چلے گئے!

وہاں انہوں نے کیا خیال کیا ہوگا؟ اور بھی کچھ دیر تک بیٹھے بیٹھے طرح طرح کی باتیں سوچنے لگی۔ سوچتے سوچتے سر میں نہ معلوم کیسا درد ہونے لگا۔ بستر چھوڑ کر دروازہ کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ باغیچہ کی طرف دیکھتے ہی پھر موہن بابو پر نظر پڑی۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ سر جھکا کر وہ گھاس پر چہل قدمی کر رہے تھے۔

ایک درخت کی شاخ میں جا بجا پھول کھلے ہوئے تھے۔ موہن بابو اس کے پاس پہنچ کر یکایک چونک کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ہو کر انہوں نے ایک پھول توڑ لیا۔ اس کی ایک ایک پنکھڑی انگلی کے اشارہ سے بکھر گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح چہل قدمی کرنے کے بعد وہ ایک بیٹھ گئے۔

یہ کیا ہوا؟ یہ سوچتے سوچتے میرے سر کا درد کسی قدر کم ہوا۔ لیکن ان کا خیال ترک کرنے کی غرض سے میں وہاں سے چلی آئی!

رات دن بابو جی کی باتوں کی یاد آ کر دل میں ایک ہلچل سی ہونے لگی۔ شادی — پھر شادی! کیوں نہیں جاتی — جتنی بار شادی کی بات آتی ہے موہن بابو کا خیال آ جاتا ہے! ان دونوں میں کیسا تعلق؟ یہ خیال میرے لئے عذاب جان ہو گیا۔ بار بار دل پر زور دے کر اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی کہ یہ غیر ممکن ہے — میری شادی غیر ممکن! لیکن دل کو جس قدر سمجھاتی تھی اسی قدر آنکھوں کے سامنے موہن بابو کی شکل آ جاتی تھی۔ کیوں ایسا ہو رہا تھا؟ یہ مجھے کیوں ہو گیا؟

شام کے وقت دل اور جسم دونوں نہ معلوم کیسے مضمحل ہو گئے — جیسے بدن میں آگ لگ گئی۔ یکایک بابو جی نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجہ میں کہا "سرلا! یہ کیا؟ تو نے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ سخت بخار ہے۔ تو تیرا تمام جسم جلا جا رہا ہے"

٦
چھ

موہن کی باتیں

میں نے دیکھا ہرن ایسی ہی بات پر اٹکا ہوا ہے۔ ہر چند سمجھایا بُجھایا۔ مگر وہ کسی طرح نہ مانا۔ مجھے بُرا معلوم ہوا۔ اس لئے چلا آیا۔

اس کے بعد جب دوسرے دن ہرن سے ملاقات ہوئی تو اُس نے خود ہی اپنا ذکر چھیڑا۔۔ اور کہا "کل تم ناراض ہو کر کیوں چلے گئے!"

میں نے کہا "کسی لڑکے کی وجہ سے تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ دل بھی پتھر کی طرح سخت ہو گیا ہے ورنہ۔۔۔"

میری بات کاٹ کر اُس نے کہا "موہن! مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ تم نے نہیں سنا چلے آئے۔ اصل بات کیا ہے جانتے ہو؟ میں نے اپنے دل میں بیوی کی جو تصویر قائم کیا ہے ہندو سماج میں وہ بات حاصل ہونی مشکل ہے۔ اسی لئے میں شادی کرنا نہیں چاہتا"

"ہرن! میں سمجھتا ہوں بہت مشکل ہے۔ کل بھی تم نے یہ معلوم کیا کیا باتیں کی تھیں آج پھر ویسی ہی باتیں کر رہے ہو!"

"موہن! اگر اس گھر کا بیٹا نہیں ہوتا تعلیم یافتہ شخص کے۔۔ ایک غیر تعلیم یافتہ عورت کی شادی کر دینا گویا اُس کی گردن پر چھُری پھیرنا ہے۔ اسی وجہ سے میں شادی کے برخلاف ہوں"۔

— "لیکن اگر ہندو سماج میں خوب اچھی طرح تلاش کی جائے تو تمہاری طبیعت کے موافق کسی دوسری قوم کی بیوی مل سکتی ہے"

— "میں تو خود ہی کہتا ہوں کہ یہ بہت مشکل ہے۔ ہماری سماج میں جو دو چار شخص لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا چاہتے ہیں وہ بھی تعلیم کا اصلی مقصد نہیں سمجھے۔ کسی طرح قاعدہ ختم کرا کے عورتوں کو کتاب پڑھا دیا تو لکھنا پڑھنا نہیں۔ ایسی تھوڑی

سی تعلیم تو جہالت سے بھی بدتر ہے!"

— میرا تو خیال ہے کہ ہمارے دیس کی عورتوں میں جہالت کی وجہ صرف عورتوں کی آزادی کی کمی ہے۔ دیکھو جن تمام ملکوں میں عورتوں کے چہرے پر برقع پڑا ہوا نہیں ہے انہیں ملکوں کی عورتیں گرہستی کے کام کاج ساتھ ساتھ ہی نہایت عقلمند اور گانے بجانے میں بہت ہوشیار ہوتی ہیں۔ گھر باہر غرض ہر جگہ وہ یکساں رہتی ہیں۔ ملنے جلنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ بحد ستی خاطر ملتی جلتی رہتی ہیں۔ اسی لئے اُن سب کو مجبور ہو کر اس آزادی کے مطابق اپنی زندگی بنانی پڑتی ہے۔

ہریش کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بیٹھے بیٹھے لگا۔ رکے نہ۔ یکایک بولا وہ بیٹر برا سا مار کر قول اُٹھا ہمارے دیس میں آزادی نہیں ہے اُس کا اصلی سبب یہ ہے کہ عورتوں کی آزادی کے معنی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کی تقدیس ضائع کرنا ہے۔ ہم لوگوں کا مستحکم خیال ہے کہ گھر سے باہر عورتیں آکر گھونگھٹ اُٹھا دیں۔ غیر مردوں سے گفتگو کریں تو اُن کا پاک چال چلن کیچڑ سے لت پت ہو جائے گا۔ اسی طرح جس کا منہ نہیں دیکھ سکتا غیر مردوں کے سامنے بھی جا سکتی ہیں ظلم ہے۔ شوہر یہ اگر ردوکوب بھی کرتا تو بھی اُن کے منہ سے بات نہیں نکلتی — ہمیں یقین ہے کہ اوّل عمر کی ستی دیوی ہیں۔ اس لئے جن کو ہم ستی سمجھ کر پرستش کرتے ہیں وہی ستیاں ساوتری دمینتی وغیرہ عورتیں بے پردگی سے باہر آئیں یا غیر مردوں سے گفتگو کرنے میں ذرا بھی لیں و پیش نہیں کرتیں ایسے کرنے والے اشخاص کا منہ بند کرنے کے لئے ہم لوگ جب سب انہیں شہرۂ آفاق پاکدامن ستی عورتوں کی مثال پیش کرتا ہے تب مگر ہماری عورتیں کیا ویسی ہی پاکدامن بننے کا موقع پاتی ہیں؟ پھر اس میں مزے کی ایک اور بات ہے کہ یہ سب جھوٹے پولے برشاستر لوگ لا تحیع ملمی سوٹاں بلا کر اشتہار عور سندر، پاکال کہ گنہگار کہکر جنیو توڑ کر بددعا دیتے آئیں کے کتنے دنوں تک ان گنہگاری کے گروہ کو دھکا دیکر نکال سکتے؟ اتنے دنوں تک ہماری مائیں بہنیں اور لڑکیاں کنواری رہیں گی سے جی سے عمر تو ہم لوگ بہا پڑے گا سوی کو آج ہی سمجھنا کہ وہ صرف ...

کی خدمت کے لئے ہے"

دوست میں املی کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر انگور کی اُمید کرنا بالکل بے سود ہے
اگر تم ایسی پسند کی عورت جیسا کہ تم ابھی کہہ چکے ہو تلاش کرو گے تو بیچارا تمہیں تمام عمر کنوارا
رہنا پڑیگا" مگر ہربنس نے میری بات پر توجّہ نہیں دی پُر جوش لہجہ میں کہا "ہمارے گیانیوں
کی اونچ نیچ، نری دیوی شخص سرسوتی ماتا کہا جاتا ہے۔ وہ عورتیں ہیں اس لئے اسی عورت
ذات میں جنم لے کر ہماری لڑکیاں اگر اچھی طرح پڑھ لکھ کر ناچ اور گانا بجانا سیکھیں۔ تو
اس سے صرف ہمارا دھرم ہی ناپاک نہیں ہو جائیگا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہی گرہستی
کے کام کاج بھی چھوڑ دیں گی۔ شوہر کی رائے میں نہ چلینگی طور و اطوار بگڑ جائینگے۔ اُف!
کیسی عجب دلیل ہے۔ اس لئے اگر شادی کرنا ہو تو آنکھ رکھتے ہوئے بھی اندھے
زبان رہتے بھی گونگے جان رہتے ہوئے بھی مُردہ بننا پڑے گا بہو گھر میں لاؤ۔ میں قسم
لے کر کہتا ہوں کہ وہ، اپنے آپ کو تعلیم یافتہ ثابت کئے ہوئے چپ نہ رہینگی۔ ستی کے متعلق
میری بھی عقیدت اور کسی سے کم نہیں ہے۔ مگر میں زبانی جمع خرچ کرنے والی عورتوں
سے دُور رہنا چاہتا ہوں"

ہربنس کی جتنی باتیں تھیں وہ سب جیسے میرے ہی دلی خیالات تھے۔ تاہم میں نے
اُسے چڑھانے کے لئے کہا ستی عورت کو محض زبانی جمع خرچ کرنے والا کہتے ہو اوہ دیا!
دوست! تمہاری زبان اب ضرور کٹ کر گر پڑیگی

ہربنس نے اپنے فولادی ہاتھوں سے میرے دونوں شانے پکڑ کر کہا "جب تک میری
زبان کٹ کر گر نہ پڑے گی میں یہی بات کہتا رہوں گا موہن! کیا تم نہیں جانتے۔ کہ غیر
تعلیم یافتہ عورتیں جو کرتی ہیں۔ وہ صرف اندھا دُھند وشواس کے رو سے کرتی ہیں؟
اگر کسی طرح ان کا اس اندھا دُھند وشواس کی جڑ کاٹ دی جائے تو دیکھو اس کا اثر
کس قدر خوشگوار اور پائیدار ہوتا ہے۔ مگر جو عورتیں کہ بیرونی دُنیا سے ہی ربط ضبط رکھتی
ہیں ان کی عقل و تمیز میں کسقدر غیر معمولی تیزی ہوتی ہے ... پھر بھی اندھا دُھند وشواس
نہیں بھی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے آزاد اور تعلیم یافتہ عورت کی بہ نسبت جاہل بیوہ ولش

سے بیٹے بگڑنے کا خوف زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے ان کی عصمت و عفت کو میں نے مصنوعی اور زمانی حرج حرج بنایا۔ ممکن ہے میں غلطی پر ہوں — مگر میری یہی رائے ہے!"

میں نے اسی طرح مضحکہ خیز لہجہ میں کہا ہرن! کیا تم اپنی جسمانی طاقت کے زور سے اس عجیب و غریب رائے سے مجھے متفق کرنا چاہتے ہو؟"

میرے منہ کے سامنے دونوں ہاتھ کی مٹھی باندھ کر ہرن نے ہونٹ چڑھا کر کہا "آہ موہن اگر ایسا کر سکتا تو تمہیں کیا دکھا دیتا!"

بحث مباحثہ کے وقت ہرن کو برانگیختہ کرنے سے اس کی باتوں کے ساتھ ساتھ ہی لات گھونسوں کا بھی حال تھا۔ اسی لئے جو بات کہی جاتی ہے بہت سوچ سمجھ کر اور ایک خاص انداز سے ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر میں نے کہا "ہرن! ہوا سے لڑنا بے سود ہے۔ لو ایک سگریٹ لو اور مطمئن ہو!"

ہرن کچھ دیر تک چپ چاپ بیٹھا ہوا سگریٹ پیتا رہا اور جلدی جلدی کش کھینچ کھینچ کر اس نے تمام سگریٹ جلا ڈالا اس کے بعد پوچھا "موہن! مراری بابو کا کیا حال ہے؟"

"— اچھا ہے!"

"— دیکھو موہن! اسرا کی شادی تمہارے ساتھ ہو جائے اسی مد نظر کر کے اس میں تساہل یا کسی عجلت سے کام نہ لینا۔ اسرا جیسی حسین و جمیل تمہارا اور ایسے جب لڑکی کا ملنا بڑی خوش قسمتی ہے۔ سمجھے؟"

— یہ کہہ کر ہرن میرے جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے سے باہر چلا گیا۔

* * * *

آج صبح مراری بابو کے گھر میں جا کر کیا دیکھا!

سرما لیٹی ہوئی بے چینی سے رو رہی تھی!

پہلے اندر سے مجھے جہاں دیکھا میں نے کچھ مناسب سمجھا کہ اس کے دامن سے لپٹ کر [illegible] آنسو [illegible] دیکھ کر [illegible] معلوم کیا ہو گیا

اُسوقت وہاں سے نہ آسکا۔ اُس نے مجھے دیکھ لیا دیکھتے ہی وہ سنبھل کر اُٹھ بیٹھی۔ میں بھی وہاں نہ ٹھہرا۔

سرما کیوں روتی ہے؟ جس دن سے اُسے دیکھا ہے ہمیشہ خنداں پیشانی اور شگفتہ مزاج دیکھا ـــ اس طرح مغموم ملول اور آبدیدہ کبھی نہیں دیکھا اُسے اس حالت میں دیکھ کر میری ہمدردی اُس کے ساتھ بہت بڑھ گئی۔ مُراری بابو مجھے اپنے بچے کی طرح پیار کرتے تھے ـــ وہ بھی میرے سامنے برابر نکلتی تھی۔ کسی قسم کا پردہ نہیں کرتی تھی۔ میرا گانا سننے کے لئے باربار اصرار کرتی تھی۔ مگر اُس کے دل میں دُکھ کی آگ اس طرح شعلہ زن ہے۔ وہ دلی درد کو بیرونی ہنسی اور مسکراہٹ سے چھپائے ہوئے ہے۔ یہ میں نہیں سمجھ سکا۔

ہائے! اس بنگال دیس میں گھر گھر سدھوا لڑکیاں ہیں شاید ان سب کو اسی قسم کی آگ میں جل جل کر خاک ہونا پڑتا ہوگا۔ اُن کے دل آگ سے تپتی ہوئی کڑاہی کی طرح ہو رہے ہیں۔ مرد آزاد ہیں۔ اسی وجہ سے اپنی بدقسمتی سے وہ آواز بلند سماج کو بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں اور اپنے دُکھ درد کو بھی کسی نہ کسی طرح بھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے سماج میں عورتیں اس سے محروم ہیں۔ اسی وجہ سے ستم دگار ہو کے بھی اُن کے منہ سے کوئی بات نہیں نکلتی ـــ اپنی بدقسمتی کے دباؤ سے وہ جو دبی جھکی پڑی ہیں وہ دل کا دُکھ دل ہی میں دبا رکھتی ہیں۔ اسی وجہ سے تو میرے دل میں آتا ہے کہ ایسے سماج میں صرف اس قسم کے روشن خیال مردوں سے ہی کام نہیں چلیگا ـــ اُس کے ساتھ سرکش عورتوں کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے جو بے انصافی کے برخلاف اور مردوں کی آزاد چال چلن کے متعلق جنگ کر سکیں۔

رات کے وقت میں گھر میں بیٹھے ہوئے طاؤس بجا رہا تھا میں اُسی دوست [illegible] چہرہ [illegible] مغموم چہرہ لئے مُراری بابو آئے۔

[illegible] دیکھ کر میں نے طاؤس رکھ دیا۔

مُراری بابو نے کہا۔ بیٹا [illegible] بے سدھ کا سا [illegible]

"مصیبت! کیا ہوا؟"

"سریا کو روگ کا بخار ہے!"

[illegible] اٹھ کر مرادی بانو کے ساتھ ساتھ اُن کے گھر آیا
سر سے پاؤں تک اوڑھے ہوئے سریا پڑی ہوئی تھی۔ مرادی بانو [illegible] سریا کے
سرہانے جا کھڑے ہوئے۔"

سریا کے سرہانے بیٹھ کر میں نے کہا "ذرا آپ منہ تو کھولیے۔"
میری آواز سنتے ہی اس شدید بخار میں بھی سریا چونک اٹھی۔ میں بیٹھ گیا۔
سریا نے کچھ نہیں کہا۔ منہ بھی نہیں کھولا۔ سارا شرم ہے!

"اچھا منہ مت کھولو۔ ذرا ہاتھ تو باہر نکالو۔"
سریا کے جسم کی چادر میں حرکت ہوئی۔ خیال آیا ہاتھ باہر نکالا تو دور رہا۔
جیسے وہ اپنے دونوں ہاتھ اور بھی سینے کے پاس لے آئی ہے۔

"اری" بانو نے کہا "سریا بیٹی شرم کیا [illegible] ہاتھ دکھا دو۔"
[illegible] ہاتھ [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] ایک انگلی [illegible]
[illegible] وہ ہاتھ چھپا لیے ہیں — کیوں؟ [illegible] معلوم [illegible]
[illegible]
[illegible]

ڈاکٹر [illegible] ٹیلیفون کیا

ڈاکٹر نے سریا کو دیکھا۔ [illegible]
ڈاکٹر کے سامنے سریا نے کیسی شرم سے کام نہیں لیا [illegible]
[illegible] ہاتھ دکھانے اس قدر شرم کیوں!
ڈاکٹر نے غلط تشخیص کی — سریا کی بیماری [illegible] بلکہ بڑھتی گئی
[illegible] بانو بچوں کی طرح گھبرا اٹھی — [illegible] رات رات [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] توجہ [illegible]

ملتا تھا۔ وہ مُراری بابو کو جیسے سمجھ رہا تھا وہ اُسی طرح اور گھبرا رہے تھے۔ اُس دن وہ رو رہے تھے روتے روتے ہرین بابو آ گئے [illegible] میری بیکس لڑکی ہے اُسی کو دیکھ کر دیا تھا یہ کیا ہو گیا؟ اُس نے [illegible] معلوم ہوتا ہے اُسی رنج و غم سے بیچاری کو بخار آ گیا ہے [illegible] ورنہ تو اُس کو کبھی [illegible]؟"

ہرین نے بھی [illegible] میری طرف دیکھا جیسے میرا دل دھڑک اُٹھا مُراری بابو نے شادی کی بات چھیڑتے ہی سُربالا کو بخار آ گیا [illegible] دوسری شادی کے [illegible]!

سُربالا ایک دن سے بخار میں پڑی ہے، بے ہوش ہو گئی [illegible] ڈاکٹر [illegible] بھی کل سے اور آج بھی [illegible]

میں آج [illegible] دل ہی دل میں [illegible] رات مریض کے پاس بیٹھا رہا کہا مُراری بابو [illegible] کا کام [illegible] مریض کی تیمارداری دوا دارو [illegible] کو بھی کرنا پڑتا تھا [illegible] آخر میں میری [illegible]۔

* * *

بہت رات گئے [illegible] مُراری بابو دونوں مریض کے سرہانے بیٹھے ہوئے [illegible] لیمپ جل رہا تھا۔ مریضہ کی [illegible] آج [illegible] کی حالت اچھی نہ تھی۔

میں نے کہا۔ مُراری بابو! آپ ذرا آرام کر لیجئے"

— "بیٹا! یہ کیسے ہو سکتا ہے [illegible] اور تم جاگتے رہو۔ اُس [illegible] کہ تم سو رہو!"

"اچھا میں [illegible] بیٹھا رہوں گا [illegible]"

[illegible]

[illegible]

کرنے کے نہیں جانتا سہارا کے لئے تم نے جو کیا ہے شاید میرا سالا بھی کبھی اتنا نہ کرتا محنت، کوشش اور محنتی عرصہ تم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ شکریہ تم نے مجھے اپنی رنجیر [illegible] اور اچک لیا ہے۔

مزاری بھابھی نہیں جانتے کہ سہارا میری کون ہے۔ میری ان کوششوں نے انہیں صرف ایک پیکار کی جھلک دکھلائی۔ مگر کیا صرف پیکار کی خاطر میں اس قدر کر سکتا تھا۔ یہ بات تو نہیں سہارا ہے جس کے ساتھ تو میری زندگی کا [illegible] ہے جو کر رہا ہوں۔ یہ میری دلی کوشش کر رہی ہے۔

مگر یہ تمام دلی حالات اس قابل تو نہیں کہ ان کا اظہار کیا جائے۔ لکھا، وقت کے پردہ سے ان کو ڈھانپ کر رکھا تھا۔ اسی وجہ سے مزاری ان کے سوال کے جواب میں میں نے کہا "آپ یہ سب کیوں دیکھتے ہیں انسان ہی ہے جو [illegible] کہ وہ دوسروں کے وقت پر کام آ سکے۔ جاتے اس وقت آپ سو رہے تھے۔" کچھ دیر [illegible] پیش کر کے اور مزاری بھابھی [illegible] اٹھ کر چلی گئیں۔

میں چراغ کے سامنے بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد [illegible] ایک سایہ [illegible] دیکھا سہارا [illegible] میری طرف دیکھ رہی تھی۔ ایک انگلی سے اشارہ کیا اور کہا "ذرا پانی" پانی کا گلاس اس کے ہاتھ میں دیا اس نے پانی پی کر [illegible] کر لی۔ پھر [illegible] "وقت کیا ہو گا؟"

روشنی میں [illegible] سہارا نے پانی پیتے ہوئے مجھ سے پوچھا تھا مگر اس وقت [illegible] آواز [illegible] آنکھیں کھولیں [illegible] میری طرف [illegible] تاکتی رہی — اس کی اس نگاہ [illegible] ایسی نگاہ کبھی [illegible]۔

"[illegible] سہارا [illegible] [illegible] [illegible]"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُف! آپ اتنا کیوں جاگ رہے ہیں؟"

کیا کہوں کہ کیوں جاگ رہا ہوں؟ [illegible]

[illegible] اس کی نگرانی و عملداری کے لئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سات

سرا کی باتیں!

شدّت کا [illegible] میں جس وقت بیہوش تھی اُس وقت خواب کی طرح دل میں خیالات آتے [illegible] معلوم کون میرے بستر کے پاس جھک کا ہوتا تھا اور کون درد بھری نگاہوں سے میرے چہرہ پر پلک نہ جھپکنے والی نگاہوں سے تکٹکی لگائے ہوئے تھا۔ اس کا سر [illegible] معلوم ہوتا تھا۔ تاہم پہچاننے کی کوشش نہ کر سکی جیسے پہچان [illegible] کی اوٹ میں چھپے [illegible]

جس دن پہلے پہل ہوش آیا، اس وقت میرے بستر کے پاس [illegible] میرا [illegible] کا [illegible] تھا۔ [illegible] جیسے سرکا [illegible] [illegible] بیہوش [illegible] تھا [illegible] جسم کا [illegible] [illegible] ہو میں [illegible] میرے گرد [illegible] بیٹھے تھے اور کیا کہوں [illegible] آدمی [illegible] بستر کے پاس ایک شخص کو [illegible] کیا سو [illegible] اُن کی [illegible] [illegible] کا [illegible] تھا۔

[illegible] آ [illegible] ہو [illegible] کو [illegible] کر [illegible] جانے کے لئے کہا مگر [illegible] وہاں سے [illegible] جا [illegible] دیکھ کر [illegible] آیا [illegible] [illegible] کر [illegible] پھیلے جلد [illegible] گیا۔

[illegible] [illegible] کی آنکھ کھل گئی میں جاگ رہی ہوں [illegible] [illegible] آکر [illegible] ہو؟"

"[illegible] ابھی [illegible]"

"اُف [illegible] آ گئی۔ مجھے ہوش میں دیکھ کر [illegible] [illegible] گیا [illegible] کس طرح کا [illegible] اس کا [illegible]"

— "ہاں باؤجی! کیا موہن کی بیماری نے کچھ خطرناک صورت اختیار کر لی تھی؟"
— "اُف اللہ، وہ بات نہ پوچھو۔ جسم اور انسان میں کھینچا تانی ہو رہی تھی۔ خوش قسمتی سے موہن بابو بچ گئے ورنہ میرے حاضر ہونے کی مجھے کوئی بھی امید نہ تھی!"
— "موہن بابو؟"
— "ہاں بیٹا! اس کئی دنوں کی تیمارداری میں ... لئے انہوں نے اپنا خون پانی ایک کر دیا۔ وہاں ایسے ہی موہن بابو بہال ہو گئے۔ شاید گئے۔ اس کا ... ان پر اثر ... کی وجہ سے ٹی بی کا پتہ چلا گیا ہے۔ بیچارے برابر سرہانے بیٹھے رہے۔ اگر ... بھی زیادہ انہیں اثر اور دیتے۔ اسی وجہ سے کل ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اگر وہ ہیں اتو ... لوگ زیادہ بہت خطرناک ہو جاتا۔ آیا موہن کہ تم کہاں تھک گئے ہو!"

سوچا تھا باؤجی پر خوب ناراض ہوں گی۔ بڑا بھلا کہوں گی مگر اُن کی باتیں سُن کر میرے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ بلکہ دل ہی دل میں سخت افسوس معلوم ہونے لگا۔

باؤجی میرے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر کہنے لگے۔ "کسی طرح اگر کوئی ملتا۔ تو آج تم سب میں ہو تو کہہ" — کہتے کہتے وہ یکایک میری طرف دیکھنے لگے۔

آج تمام دن موہن بابو اِدھر نہیں آئے۔

شام کے وقت باؤجی نے کہا۔ "عجیب ہے! موہن آج ایک بار بھی نہ آیا!"

میں بابو کو بلانے کے لئے نوکرانی بھیجی۔ اُس نے واپس آ کر کہا "موہن بابو وہ دیر ہو باہر نکلے ہیں ابھی تک نہیں آئے!"

باؤجی نے دبی زبان سے کہا "تعجب ہے!"

مگر میں سمجھ گئی۔

شام کے وقت پھر میں ادھر آ گئی کہ کیسی ہوں یہ جاننے کے لئے۔ موہن بابو کا پتہ اُن سے کچھ بھی نہ چلا!

باؤجی نے مسکرا کر مجھ سے کہا "تعجب ہے!"

وہ رات گزر گئی اُس کے دوسرے دن شام تک کسی خاص ضرورت سے موہن بابو مجھ سے ملنے آ گئے تھے۔

سمجھ گئی ہو صرف بہانہ ہے۔ اور پھر کئی دنوں تک میں بابو صاحب دن میں میرے گھر آتے رہے
یکایک اندر صف سد کر دیے ہیں۔ بابو جی شک کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے ہوں بابو کلاس سے چار
گئے ہیں!

معلوم ہوا تمہیں میری احساس فراموشی … لیکن دل ہی چوٹ پہنچی!

x x x

دن دن میں انکی بھی ہونے لگی

بابو جی بڑی طرح متوجہ ہیں بابو کی … کرنے لگے ہیں۔ اٹھ کر بہت سا کام وہ ہی میرے
گھر آتے تھے مگر وقت کا لحاظ … وہ … میں …

اس دن بابو جی نے مجھ سے کہا بیٹی … دل میں کچھ اس طرح ٹیکہ سا لگ رہا ہے
کہ مجھے نہ جانے کیوں جاتا۔ مگر … بات کیا کہوں … پھر ہی وہ نکال کر چلا
گیا۔ کوئی جواب بھی نہیں آتا … پڑھ سکتی نہیں جا کر اس کی طبیعت تو کچھ
خراب نہیں ہو گئی

بابو جی سے سب باتیں کہوں گی۔ میں نے دل میں پورا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر ایک بات
بھی زبان سے نہیں نکلی … لگا دیا … اس وجہ سے خیر خواہ تھے
انھوں نے … اس کا اظہار کروں گی!

بابو جی اکیلے بیٹھے ہوئے … صرف احساس لگا رہا
معلوم ہوتا تھا … اس کے ساتھ معلوم
ایسی کرتے ہیں شاید کسی اور … کسی ایسی سے … رہا ہوگا!

آج صبح بابو جی … اور ایک … لائے۔

میرے سامنے اسے لا کر بولے۔ کپڑے کے اندر کیا ہے بتا سکتی ہو؟

میں ذرا بھی نہ سمجھ سکی۔ بولی کیا ہے بابو جی؟

بابو جی نے ہنستے ہنستے کپڑا ہٹایا۔ دیکھا۔ ایک چھوٹی سی بلی!

اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے بولے اس کا نام کیا رکھنا ہے کہو تو … ہے؟

— "ابھی سے دوپٹہ! باوجی نے نام بھی رکھ لیا؟"

— "نام رکھنے سے کام کیسے چلے! اس کا نام منی رکھا ہے!"

اتنے میں باوجی کی سیٹی سن کر ٹام زبان لپلپاتا آموجود ہوا۔ مگر باوجی کی گود میں کتے کا بچہ دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔ منی کو گود سے اتار کر باوجی نے کہا "ٹام! ابھی یہ تیرے کھیلنے کے لئے ساتھی لا رہا ہوں!"

پل بھر کے لئے تو ٹام اور منی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش رہے۔ پھر ٹام نے منی کو کاٹ لیا، اور باوجی نے ٹام کو بہت ڈانٹا۔

منی باوجی کا سہارا دیکھ کر بھونکی "ہوں! ابھی ... مناؤں"

باوجی کہا "... دیکھو یہ بھی انسان کی طرح سب کچھ سمجھتی ہے!"

پندرہ دن گزر گئے موہن بابو کی کوئی خبر نہیں ملی۔ موہن بابو کے گھر میں ایک عورت رہتی تھی وہ ان کی نوکرانی تھی۔ میں نے اس کے پاس بھی نوکرانی کو بھیجا مگر کوئی خبر نہیں ملی — موہن بابو کا کوئی خط بھی نہیں آیا۔

میری اتنی سی باتوں نے موہن بابو کے دل کو کیسی ٹھیس پہنچائی۔ اتنے دنوں میں یہ بات میری سمجھ میں آگئی۔ اپنے دل کا درد دل ہی دل میں چھپا کر وہ چلے گئے۔ روز یہی
۸ سوچتی تھی کہ آج وہ آئیں گے — مگر کہاں؟ وہ تو نہیں آئے! اس دن بابو جی کے ملنے سے جو سرشاری ہوا تھا اسے سوچ کر مجھے رونا آیا۔

من کو ... کیا تھا ... دل ...

کیا اب وہ واپس آئیں گے؟ کیا اب وہ پھر میرے پاس آئیں گے؟

آج صبح گھر کا کام ... موہن بابو کے مکان کی کھڑکی کھلی تھی اور ... معلوم ہوا کہ موہن بابو گھر کے کاغذات کی خاطر اتنے دنوں تک باہر تھے — وہ آج ہی لوٹے ہیں۔

ذرا جوش میں آکر آگے بڑھی۔ اُن کے کمرے میں ایک بڑا آئینہ تھا۔ اُس پر نظر گئی۔ اس میں ایک شخص کا عکس پڑ رہا تھا۔ دیکھتے ہی چونک اُٹھی۔ ارے! یہ تو موہن ماموں!

وہ بستر پر بےحواسی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ کب آئے، ہم لوگوں کو تو کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ کھڑکی کے پاس گئی — انہیں پکارنا مناسب ہے یا نہیں — کھڑے کھڑے یہی سوچتی رہی!

ٹھیک اسی وقت انہوں نے سر اُٹھایا مگر آئینہ کی طرف نظر پڑتے ہی چونک اُٹھے۔ آئینہ میں وہ میرا عکس دیکھ کر وہ فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس کے بعد فوراً کمرے سے باہر چلے گئے۔۔ دیکھا جاتے وقت اُن کے چہرے پر گھبراہٹ کی جھلک تھی!

میرے اُوپر انہوں نے اس وقت بھی غصہ کیا ہے۔ دل نہ معلوم کیسے ہونے لگا

کچھ دیر تک وہاں کھڑے رہنے کے بعد پھر میں وہاں سے چلی آئی۔

ماموں جی ٹوم اور مُنی کو لئے ہوئے برآمدے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے پاس جاکر بولی

"ماموں جی! موہن آئے ہیں!"

"— وہ کہاں ہے؟"

"— وہ اپنے گھر میں!"

ماموں جی اسی وقت [illegible] موہن ماموں سے ملنے گئے۔

ذرا دیر بعد جب میں رسوئی خانہ میں بیٹھی ہوئی تھی، ماموں جی واپس آکر پاس بیٹھ گئے۔ بولے "ہاں بیٹی! موہن آیا تو ہے!"

میں نے تیا ماہ انداز سے پوچھا: "کیوں وہ یہاں نہیں آئے؟"

"— نہیں، بیٹی! آ کیسے سکتے۔ دل میں بڑی تکلیف ہوئی ہے۔ طبیعت خراب ہے!"

فوراً بول اُٹھی "میں کیسی ہوں — کیا انہوں نے یہ بھی نہیں پوچھا؟"

"— نہیں، میں نے ہی کہا تھا کہ سرلا اب بہت اچھی ہے۔ موہن نے کچھ بھی نہیں کہا، صرف لیٹے لیٹے مسکرا دیا۔ اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ پہلا سا موہن نہیں رہا ہے۔ بہت لاغر و کمزور ہو گیا ہے۔ کیوں بیٹی!"

صبح تک آنکھ لگ گئی تھی پھر آنکھ کھل گئی شاید بانو جی دیکھ لیں اسی خوف سے میں جھولے کے پاس چلی آئی

جاروں طرف دیکھتی جھولے پر جا کر بیٹھ گئی

میں بانو بالکل خاموش ہو گئیں یہ بات اور بھی زیادہ پریشان کن تھی بانو جی اور پھر رات کو وہ بانو جی کہتے کہتے وہ جھولے پر بانو نہیں تھیں اس لڑکی سے کہا گیا ہوگا وہ لڑکی میری بات کیا مان کر رہ گئی

وہ کمرے میں بیٹھی سوچتی رہی [illegible] گھر میں ان کی [illegible] بالکل [illegible] ہو گئی [illegible] تعلیم دی جاتی جس سے بہتر طور پر وہ [illegible] اپنی کوششوں کا کوئی [illegible] اس سے [illegible] ہو گیا تھا انہوں نے یہاں تک آنے میں بھی [illegible] کہ اگر میرا نام [illegible] ان سے یہیں لائے کیوں آخر انہیں [illegible] اور کیوں میرا نام لیا گیا [illegible] بی بی جی کی بات کہہ کر انہیں رخصت کر دیا ہے

[illegible] سمجھ میں نہ آئی اس بات کو [illegible] کو [illegible] آئے تھے ابھی [illegible] اس پہ [illegible] کیا بات تھی وہ کبھی بھول سکیں گی!

"آج [illegible] بھول جاؤ بالکل بھول جاؤ اس جان و دل سے تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں — آؤ جی تم آؤ — مجھے معاف کر دو تم بھول جاؤ!"

[illegible] آئے — مجھے معافی مانگنے تک کا موقع بھی انہوں نے نہ دیا تمام [illegible] دل کو سنبھالتی ہوئی ان کا راستہ دیکھتی رہی — وہ نہیں آئے!

[illegible] پھولوں سے باغیچہ بھرا ہوا تھا — بانو ساری نگاہوں سے اسی طرف دیکھتی ہوئی کھڑکی کے پاس بیٹھ گئی۔ یکایک دیکھا باغیچہ کے ایک کونے میں — جہاں

سبزہ زار بادلوں کے بیچ میں گھاس کے اوپر پھیلے ہوئے لوگوں سے لدی پڑی مشتاقوں کا ساحل کا سینہ کا
تھا ۔۔۔ اُسی جگہ سحر ویرک پتھر کی مورتی کی طرح وہ ہیں اپنے سہارا بیٹھے ہوئے ہیں
۔۔ بالا کے سیاہ پانی میں کتنے ہی رات بھر اپنی گردن بنا کر سوئے پڑے ہیں
بیٹھے ہوئے کھیل بیٹھے تھے وہ اس سے ہو کر چپ چاپ ہی دیکھ رہے تھے
موہن بابو کو دیکھ کر کہا مجھے ہے۔ بلاشبہ کہ آہستہ آہستہ آتے کی ہوئی
باہر نکل کر گھر سے پھر طاؤس کی آواز کانوں میں آئی ایک بار جو لگ رہی تھی
۔۔ جو گھر سے جا رہی ہوں ۔۔۔ ایسا ۔۔۔ ۱۹ ۔۔۔ ۱۰ ۔۔۔ سال
آیا ۔۔۔ ۱۹ ۔۔۔
کا خطرناک ۔۔۔ اور ۔۔۔ گھر کو ۔۔۔ سے جگہ کر
۔۔ اگر ۔۔۔ کو ۔۔۔ کر کھڑکی کے دروازے سے باہر نکل کر ۔۔۔ کی طرف دیکھا تو
ہوئی

دونوں کناروں میں ہری ہری گھاس اُگی ہوئی تھی ۔۔۔ ایک
چھوٹا سا لنگر ڈالا ہوا تھا جانے کا وہ ملاح نہیں آیا ۔۔۔ کسی طرح بھی
نہیں آئی ۔۔۔ نہ معلوم کیوں سے سڑک کی سمت سے کھنچے ہوئے سارا تھا ۔۔
لے کر ۔۔۔ کی طرح چلتے چلتے میں اُسی میدان کے کنارے کے پاس جا کر کھڑی
ہوئی۔

وہاں جا کر خیال آیا کہ واپس جاؤں ۔۔۔ یہ کیسی حماقت کر رہی ہوں مگر
مگر اس کے بعد سوچا ۔۔۔ دور ۔۔۔ تو ایسا احساس ہوا جیسے کوئی
پیچھے پاس ہی جہاں انہیں دیکھا تھا ۔۔۔ آہستہ آہستہ ۔۔۔ مدھم آواز میں
آواز دی "موہن بابو!"

کسی نے جواب نہیں دیا
سامنے کی جانب جھک کر یا تو سنسان لگا ہوا ہے دیکھا موہن بابو جہاں بیٹھے ہوئے تھے
وہاں کوئی نہیں ہے وہ کب کے اُٹھ کر چلے گئے۔

سر جھکا لیا ۔۔۔ دونوں آنکھیں بند کر کے وہیں بیٹھ گئی۔

دل کے اندر سے جیسے نہ معلوم کون درد آلود لہجہ میں بول اٹھا ۔۔۔ اور بس ۔۔۔ تیرا دل جل گیا

دل ہی میں واپس آ گیا تیرا عورتوں کا غرور آج غرق ہو گیا!

* * * *

رات کو سونے سے پہلے میں نانو جی کے پاس جا بیٹھی!

نانو جی نے کہا "کیوں بیٹی! آج اب تک جاگ رہی ہو؟"

میں نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "موہن بابو سے تم سے ملاقات نہیں ہوئی؟"

نانو جی نے کچھ رنجیدہ لہجہ میں کہا "موہن میں بہت تبدیلی آ گئی ہے ۔۔۔ وہ پہلا سا موہن نہیں رہا ایسا ہو گیا! ایسے ہی جاتے ہیں!"

"تو کیا ملاقات نہیں ہوئی؟"

"نہیں"

"نانو جی! موہن اوپر سے اوپر ناراض ہیں"

"ناراض ہو کیوں بیٹی! ہم لوگوں سے تو کوئی ایسی بات نہیں کی"

"نانو جی! تم سے تو کچھ نہیں کہا مگر میں نے ان کو بہت سمجھایا ہے"

نانو جی نے آسمان سے گرتے ہوئے لہجہ میں [illegible]

میں نے [illegible] سنا ڈالی ۔۔۔ اس دن کی ایک ایک بات [illegible] تفصیل [illegible]

کی [illegible] نانو جی [illegible]

اس نے [illegible]

کہا بیٹی! [illegible]

نانو جی کی گود میں سر رکھ کر میں لڑکیوں کی طرح [illegible] ہو کر رونے لگی۔

"اسی دن سے تو [illegible] تو ایسا [illegible] تب [illegible]

میری [illegible]

کبھی [illegible] بات [illegible]"

آٹھ

مُرادی بابو کی باتیں

مرادی کے منہ سے سب باتیں سُن کر مجھے تمام رات اچھی طرح نیند نہیں آئی۔ موہن نے ہم لوگوں کی نسبت کیا سوچا۔ اور فکر سے [illegible] میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

مگر اس میں تو میرا ہی قصور ہے۔ ایک معمولی سی بات سے یہ باتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ مجھے اس کا [illegible] ہرگز نہ تھی۔ مگر اس کا پھل مجھے بھی بھگتنا پڑا۔ دیکھو [illegible] ایسی میرا باپ ہوں جو میں برداشت کر لوں گا۔ دوسرا اسے کیونکر پسند کرے گا!

صبح کے وقت چیل کوٹھے کے ٹولے سے سیدھا سیدھی میں موہن کے گھر گیا تو میں اس وقت ناشتہ کر کے [illegible] آ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ سب سے آخری [illegible] پر ٹھہر گیا۔

میں [illegible] کے سامنے جا کر بولا "موہن! تمہارے ساتھ کچھ بات چیت کرنی ہے!"

موہن [illegible] میری طرف [illegible] اس کے بعد [illegible] ہو گیا۔

موہن [illegible] میری بات [illegible] اس وقت [illegible]

[illegible] "[illegible] اطلاع [illegible]"

[illegible] مرادی بابو [illegible] ہیرن [illegible]

[illegible] ہو گیا!

"ہیرن بابو آج [illegible] سوچ [illegible] گئے ہو؟"

[illegible] احسان فراموش موہن کو [illegible] کے [illegible] رہا [illegible] آپ دیکھتے ہیں [illegible] گیا مگر ایک بار [illegible] خط بھی نہ لکھا!

ہیرن بابو سے کچھ پوشیدہ [illegible] ہم ایک [illegible] سی [illegible] وہ موہن کے جلدی دست [illegible] ہو [illegible] سب باتیں [illegible] سب [illegible]

لہجے میں بولا۔ "ہرین بابو! موہن مجھ سے ناراض ہے!"

موہن نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے اپنا سر جھکا لیا۔

ہرین بابو کچھ دیر تک ہنستے رہے، اس کے بعد سنجیدہ لہجے میں بولے۔ "ناراض نہیں، موہن ابھی بالکل بچہ ہے، بیماری کی وجہ سے اس کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں تھے۔ [illegible] اس کے منہ سے نکل جاتا تھا۔ اس کی باتوں کا برا نہ مانیے۔ [illegible] میں آپ سے یہ دونوں باتیں [illegible] کہتا ہوں۔ ذرا [illegible] سمجھ لیجئے، یہ کیسی [illegible] ہوتی ہے۔ تم جب یہاں نہیں تھے وہ برابر تمہاری باتیں کرتی رہتی تھی۔ [illegible] ایسی باتوں کی خبر بھی [illegible] نہ تھی۔ [illegible] اس وقت روتی صورت لئے ہوئے [illegible] اور اس نے تمام باتیں بتا دیں۔ [illegible] کہا ہے۔ [illegible] موہن [illegible] سے آپ سے [illegible] نہ [illegible] ایسی حالت میں [illegible] تمہاری [illegible] وہ تم سے معافی مانگ لے گا۔"

پھر [illegible] ایک آواز سے [illegible] آپ کو کوئی [illegible] آپ کی [illegible] بیماری کی حالت میں [illegible] کہا ہے۔ اس سے اگر موہن نے کچھ برا مانا ہے۔ [illegible] سمجھتا ہوں کہ اس [illegible]

[illegible]

"[illegible] بتاؤ۔ تم [illegible] اور [illegible] کو معافی دو گے۔"

[illegible] موہن ایک [illegible] اس کے [illegible] میں کہا۔ [illegible]

[illegible]

کہا [illegible]

[illegible] کہا [illegible]

بلکہ پہلے موہن کو سزا ملنی چاہئے۔ اس کے بعد جو ہوگا وہ ہوگا۔ موہن! تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم مسز [illegible] کے پاس جاکر معافی مانگو۔ اٹھو دیر نہ کرو اٹھو۔

"کیا! اگر مگر کی ضرورت نہیں۔ موہن! تمہارے یہ تمام [illegible] — [illegible] بچوں کی طرح موہن کو پکڑ کر [illegible] جاؤ پہلے معافی مانگو۔۔۔ ورنہ میں تمہارا سر [illegible] دیکھوں گا۔ جاؤ۔ فوراً جاؤ۔ تم [illegible] ہم لوگ یہاں بات چیت کرتے ہیں۔ جاؤ جاؤ اسے جاکر یہ کہہ دو۔"

۹

نو

موہن کی باتیں!

مسز [illegible] سے اس دن مجھے کیفیت [illegible] معلوم ہوئی تھی۔

[illegible] اور [illegible] مجھ سے نہیں رہا جائیگا۔ [illegible] میں کبھی اسکول جاؤں گا [illegible] اس قدر [illegible] تھی۔ [illegible] آسمان [illegible] اپنی [illegible] نہیں چاہتی اور جس [illegible] دل پر [illegible] سادے [illegible] جو کبھی نہ ملنے والی ہو اسے [illegible] کی کوشش [illegible] ہاتھ دھونا پڑتا ہے!

[illegible] یہ وہ [illegible] کس طرح اور کہاں [illegible] ہوں اور [illegible] کو کسی کا انتظار نہیں کرتے [illegible] جانتے [illegible] ہیں اور [illegible] کے دنوں کے ساتھ [illegible] دل کی [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] چلا جاتا ہے!

[illegible] کر کہاں [illegible] اگرچہ اس کی [illegible] دل [illegible] تاہم نہیں جانتا کہ [illegible] کالج [illegible] میں آگیا۔

واپس آکر کمرے میں آرام کر رہا تھا — آئینہ میں اُس کا عکس دیکھا کمرے کے [illegible]
وہ چپ چاپ بیٹھی دیکھ رہی تھی میرے جی میں آیا اُس کی وہ خموشی مصوری کے سوا اور کچھ نہیں
کیا وہ خموشی کے ساتھ یہی دیکھ رہی تھی کہ اُس کی [illegible] سے میرے دل [illegible]
کو تکلیف پہنچی ہے؟ پھر میرے دل میں غرور سا اُبھرا — میں اُس اثر کی [illegible] چشم پوشی
کی — اور جب چاپ کمرہ چھوڑ کر چلا آیا۔

مگر میں نے اپنی نسبت غلط اندازہ لگایا تھا — اُسے بھی اچھی طرح نہیں جانا تھا اُس
وقت اگر سمجھتا کہ اُس کی یہ سرمستی شرم اور سوز و گداز کی خموشی ہے — تو کیا اسی طرح سے
چھوڑ کر چلا آسکتا تھا نہیں ایسا تو نہیں ہو سکتا تھا!

دوسرے دن صبح جب میراثی انو کے منہ سے [illegible] نہیں بس اُس وقت میری سمجھ
میں آیا کہ میں نے مصوری پر بہت بڑا ظلم کیا ہے — میرا تمام عزم و غصہ، تمام غرور اور جوش کے
دریا ہے بیکراں میں خس و خاشاک کی طرح دیکھتے دیکھتے بہہ گیا — [illegible] —
ہو کر میں مضطرب ہوا۔

اس کے بعد جب [illegible] وہ [illegible] [illegible] اسلئے
[illegible] — اُس وقت میں [illegible] کی [illegible] دلی [illegible]

کمرے میں دروازے کے پاس سر [illegible] کی مانند بے حس و حرکت [illegible] کھڑی
پاؤں [illegible] آہٹ سُن کر [illegible] منہ اُٹھا کر دیکھا اور پھر [illegible]
اور [illegible] کی طرح میں اُس کے سامنے جا کھڑا ہوا — [illegible]
اتنا بھی [illegible]

[illegible] چپ چاپ سر جھکائے [illegible] انگلیوں سے [illegible] تھی
کیا کہوں، کیا کروں [illegible] دل میں آنے لگیں مگر [illegible] دل
کی [illegible] کیوں [illegible] بہت دیر بعد میری زبان سے صرف [illegible] منہ
اُٹھایا [illegible] میں نے اُسے اس سے پیشتر کبھی نہیں [illegible] تھا مگر میری زبان سے
اپنا نام [illegible] میری زبان سے وہ نام [illegible]

سے ہی تیار تھی

اُس کی دونوں آنکھیں کیسی دردمند تھیں؟ اُن میں کیسی رقت بھری ہوئی تھی؟ جیسے آنسوؤں کے مارے جھکی پڑتی تھیں۔ اُن پُر آب نگاہوں میں جو دُکھ درد کا اثر علاوہ بدرجہا کیا زبان سے وہ اس سے زیادہ اظہار کر سکیگی۔

میں نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا "میں نے ناوابستگی میں تمہارے اوپر بہت ظلم کیا ہے اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں"

چیچک رُو نے اپنا تمام زور لگا کر بات چیت کرنی شروع کی آہستہ آہستہ اُس نے دردمند لہجے میں کہا "مہربان بابو! آپ نے کسی قسم کا ظلم نہیں کیا۔ میں نے لیا ہے معاف کر دے کا بھی مجھے حق نہیں۔ آپکو جو میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل غیر مصحابہ طور پر ہے مہربانی آپ اپنا تمام غم و غصہ دور کر کے مجھے معاف فرمائیے۔" یہ کہہ کر سر ما یہ شکستہ پھول کی طرح سر اُٹھا کر دونوں ہات جوڑ دئیے!

میں نے اپنے جوش کو دبا کر کہا "دوسرا ایسا بات چھوڑ دو۔ جب ہم لوگوں کے دلوں سے تاریکی کا پردہ اُٹھ گیا ہے تو دونوں میں سے کوئی بھی مدارات کے گھر میں چھپا نہ کر سکے گا"

عین اسوقت پیچھے سے ہرپن کی اونچی آواز سُنائی دی "تو میں بابو! امید ہے کہ تمہارا جھگڑا اور رد ہو گیا ہوگا اس لئے اب تمہیں بالجبر رہو نا چاہیئے"

ہرحس اور نُرداری بالڑ ادپر آئے سر الفو تکمیٹ نکال کر ایک کنارے کھڑی ہو گئی۔

ہرپن نے کہا "معہد پری ٹھاکرانی! آج پہلے ہماری سعادت میں حاضر ہوئے ہیں اس لئے ۔۔۔"

ٹھاکرانی بابو نے کہا "ضرور ضرور!"

شرمات آہستہ سے کہا "بابو جی! اُن سے یہی جو طعامل چکا ہے میں بہت جلد جا کر طعام لے آتی ہوں"

انھوں دو دیر کو ہی کھا ما کھا وہ ملا تو اچھی تھا ۔۔۔ کی بہار ۔۔۔ گئی

اس وقت صرف یہی میری اپنی تھی یہی نواجی اور ایک بھی اپواجی کی کوئی اولاد نہیں ہوئی انہیں بڈھیوا ہوئے بھی بہت دن ہو گئے تھے۔

نواجی میری تھالی میں کھیلے کے پھول ترکاری پر دستے پروستے بولیں "ہاں رے! اُس گھر میں تو آج آنا جانا رہتا ہے وہ لوگ کون ہیں۔

سمجھ گیا۔ نواجی مراری بابو کی بات پوچھ رہی ہیں۔ میں نے کہا، نواجی وہ بہار کے ہی واسے برادری کے ہیں۔

—"ہاں! یہ تو میں جانتی ہوں۔ اُنکے ایک بہت خوبصورت لڑکی بھی تو ہے"

—"نواجی! انہیں یہ بات کیونکر معلوم ہوئی؟"

—"وہ سو کی ماں کی مالی!"

—"وہاں! ہے اُس کا نام سرما ہے۔ سرما سمجھو لی"

—"وہ کیوں دیکھنے میں کیا ہے بیٹے؟"

—"وہ بہت اچھا ہمیں کہا مانگا لوں تو سرما کو بلا لاؤں"

"اچھا! [illegible] کہا اور میں نے سرما کے پاس جاکر کہا "میری نواجی نے تمہیں بلایا ہے آؤ گی؟"

سرما [illegible] ساتھ لیئے ہوئے میں نواجی کے [illegible] نواجی [illegible] سرما [illegible] اگر جو [illegible] اچھی طرح دیکھا [illegible] کی [illegible] ڈال [illegible] وہ [illegible] ماتھے کی [illegible] نہیں [illegible] اُنہیں کوئی سرد کا [illegible]

[illegible] کہا [illegible] اپنے گھر لا سکو گی [illegible] نام [illegible]

سرما [illegible] اُنہوں نے کہا [illegible] بیٹی [illegible]
[illegible] رہی۔

نواجی نے پھر کہا "دیکھو خواہ کچھ ہی ہو تمہیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑے گا ابھی
تمہاری عمر بہت تھوڑی ہے۔ اللہ نظر بد سے بچائے اس عمر میں طرح طرح کی آگ ہوتی ہے بڑی مرد کی ذات
پارس پتھر ہوتی ہے وہ جو کرے وہی زیب دیتا ہے مگر عورتوں کے لئے۔۔۔۔"
آہ! نواجی نے کیا کیا کہا [illegible] ان کا ٹھکانا نہیں انہوں نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی [illegible]
ان سے ایسی امید نہ تھی [illegible] اسے اٹھنا گھر پہنچا آؤں"
نواجی کی باتوں سے میری حالت یہ معلوم ہوتی تھی [illegible] بیٹھے ہی اس
فوراً نواجی کے چہروں میں مسکرا کر دیا اور جلدی ہی جلدی اٹھ کھڑی ہوئی۔
سب سے گھر کو پہنچا کر میں مکان واپس آیا۔ تو نواجی میرے پاس دوڑ کر دیکھ کر کہنے لگیں
"بیٹا [illegible] یہاں سے ہم [illegible] اب سب کیا سوچ رہی ہیں؟"
میں نے تعجب کے انداز سے کہا "نواجی آپ کیا کہتی ہیں؟"
"تیری سہیلی [illegible] ہے اور تو کہاں ہے اس کے بھائی سے ملنے کی بات کرتا ہے؟"
"یہ کس نے کہا؟"
"کیوں؟ منو کی ماں کہتی ہے؟"
"انہوں نے کیسے جانا؟"
"ان کے گھر سے وہ [illegible] آتا ہے۔"
"[illegible] کہا ہے [illegible] اور بہت کچھ [illegible]
ان کو ان تمام [illegible] لے کیا ہوا ہے؟"
نواجی نے ٹال کر [illegible] کر کہا [illegible] اور میرا [illegible] ایسی یہ
طریقہ یہ کہ وہ [illegible] لڑکوں کا قصور [illegible] انہیں کیوں [illegible] کسی کی
باتیں [illegible] کیا تم وہ سچا سمجھتی ہو؟"
میں نے ناراض ہو کر کہا "میں نہیں [illegible] چاہتا [illegible] اگر کسی [illegible]
ایسی باتیں کیں [illegible] ان کو [illegible] کر کے [illegible] قدم [illegible]"
مجھے ناراض [illegible] نواجی چونک کر کچھ کہہ ہی [illegible] کی [illegible]

اُلٹ پلٹا زمانہ ہے — کلجگ ہے تا کیوں نہ ہو؟"

اب جا کر سمجھ میں آیا کہ آج لڑکا ایک لونڈی سے کیوں مُراری بابو کی بات پوچھی اور نہ جانے ساتھ کیوں اس قسم کی گفتگو کی جیسی مدرسے [illegible] بنگالی سماج میں سب باتیں ہیں [illegible] مُراری بابو جیسے سادہ لوح اور ڈرپوک شخص ہیں۔ کاش ان کے کانوں میں یہ بات نہ پہنچی تو وہ اور بھی خائف ہو جائیں گے۔ اب اس کی کیا [illegible] کیا ہے۔ وہ تو اطوار [illegible] کی بات نہیں ہے۔ اگر اس وقت میں سے کوئی [illegible] کوشش [illegible] تو [illegible] کی کوشش سے کام ہو جاتا۔

دس

شرما کی ماں

اُس دن [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کہی تھیں — نہیں جانتی انہیں [illegible] کیوں میرے دل میں خیال آتا ہے کہ اُن کے پردے میں [illegible] ایسی [illegible] لگائے ہوئے بیٹھی ہیں۔ انہوں نے صرف مجھے میری بیٹی کی قسمت کی بات ہی کہا تھا [illegible] بلکہ اُس سے [illegible] کا مادہ اُن میں خاص طور پر [illegible] نہیں کر لی [illegible] پہلی [illegible] بھی [illegible] کیوں [illegible] کہا [illegible] کیا [illegible]

[illegible] دل [illegible] لگے [illegible]

[illegible] گویا [illegible]

[illegible] آنسوؤں [illegible] میری قسمت کیا [illegible]

ہیں۔ اس کے جاننے کی خواہش ہونے لگی پوچھا "کیا کہتے ہیں؟"

ستارہ نے رسوئی خانہ میں لکڑیاں رکھتے رکھتے کہا "دو بدی جی اور وہ سب باتیں مجھ سے نہ پوچھو۔ انہیں میں زبان پر بھی لانا نہیں چاہتی"

"اگر کہنا منظور نہیں تھا۔ تو پھر یہ ذکر ہی کیوں چھیڑا؟"

ستارہ کے منہ میں جو آیا بکتی گئی "یہ جی کہ کسی کے گھر میں کیا ہوتا ہے۔ مجھے ان باتوں سے کیا سروکار ہے اور میں کہاں جاؤں؟ کیا کروں؟ وہ [illegible] تمہاری سے"

"سب [illegible] ہی سمجھ گئی [illegible] ستارہ چپ رہو مجھے ان باتوں سے کیا واسطہ؟"

ستارہ ڈرتے ڈرتے بولی "بڑی جی ابھی کچھ نہیں ہو [illegible] ہوں بڑے آدمیوں کی بڑی باتیں ہیں۔ میں کون ہوتی ہوں کہ ان سب باتوں میں دخل دوں پھر بھی نہ معلوم کیوں [illegible] نہیں جاتا [illegible] زبان سے نکل جاتی ہے"

"تیرا تو جی چاہتا ہے کہ کریدو کریدو کچھ میرے سامنے اور کچھ کہہ کہا پھر اگر کوئی تجھ سے کچھ کہے [illegible] کسی کا [illegible] کھائی۔ مجھے ان سب باتوں سے کیا واسطہ ہے۔ اور تو [illegible] رانی ہو [illegible] کہہ کر میں اوپر چلی آئی۔

دس آدمیوں کی دس باتیں [illegible] کوئی نئی بات نہ تھی باتوں میں مجھے اکا دکا [illegible] کسی طرح بھی [illegible] ہیں۔ کہ اگر وہ مجھے [illegible] کے لباس میں دیکھیں گے تو ان کے دل کو تکلیف ہوگی [illegible] ایسی بات پر بڑی کشمکش اور جدوجہد ہوتی تھی صرف یہی نہیں بلکہ کتنی ہی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا [illegible] کو دیکھ کر جس کے منہ میں جو آتا ہے وہی کہہ سناتا ہے۔ ایسی قسم کی باتیں سنتے سنتے میرا کلیجہ پک گیا تھا۔ دس آدمیوں کی باتوں کی کیا حقیقت ہے۔ یہ میں خوب ہی سمجھ گئی تھی۔

پھر اگر بانو جی سے یہ تمام فضول باتیں سُنیں تو ضرور یہی اُنہیں دُکھ پہنچے گا میرے
اُدھی جی [illegible] شخص ہیں وہ لوگوں کی باتیں سُن کر اُنہی کے برخلاف کاروائی کرتے
ہیں مگر ہم لوگوں کی یہ سب باتیں سُن کر وہ ایسے راستے چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں
مگر میں بانو کس گروہ کے پیروکار ہیں اُن کی سنت و لفظی طور پر کوئی بات معلوم
نہیں تھی، کیا یہ سب باتیں سُن کر اُنکے دل میں نفرت اور حقارت کے جذبات نہ آئیں گے
یہ بھی ہو سکتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہر طرف سے کانوں میں تیل ڈال لیں گے۔

شام کے جھٹپٹے میں پورنماسی کا چاند آہستہ آہستہ اپنی سنہری شعاعوں سے صفحۂ
عالم پر اپنا نور بکھیر رہا تھا۔ باغیچے کے ایک کونے میں بڑے بڑے درخت
سر اُٹھائے ہوئے چپ چاپ کھڑے تھے اُن کے [illegible] ٹوٹے پتے
آہستہ آہستہ [illegible] پانی میں دھوپ چھاؤں کے رنگ کی نقلیوں کا
اظہار کر رہے تھے [illegible] دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ [illegible]
آسمان کی طرف اپنی جھولیاں پھیلائے ہوئے روشنی کے ٹکڑوں کو چھپانے کی کوشش
کر رہے تھے

چاند کی [illegible] روشنی ہوا کی دلفریب خوشبو اور پھولوں کی [illegible] ہوئے
تمام قدرتی نظارے [illegible] سُرور اور [illegible] کی ایک کیفیت
[illegible] تمام انسانی نگاہوں میں [illegible] کر دی ہے ایسی ہی
راتیں اور ایسے وقت ہیں وہ خود بخود باہر آ جاتی ہے ـــ دل کی تمام تاریکی دُور ہو جاتی
ہے [illegible] کے دل میں آ جاتا ہے اور [illegible]

میں بھی آخر انسان ہوں!

[illegible] میں سے طاؤس اُٹھایا [illegible] کی دردمند راگنی سے بھرے دل کے
اندر [illegible] میں گھس کر آہستہ آہستہ طاؤس کے ایک ایک تار اور ایک ایک
سُر [illegible] پیدا کر دیا۔ آرزوؤں اور تمناؤں میں گدگدی پیدا ہو گئی۔ دل بھر آیا
نغمہ کانوں [illegible] ہی میرا مایوس دل بھی [illegible] روشنی سے بھر گیا

ستاروں سے مرتعش اور نیلگوں لاجوردی شعاعوں سے منعکس ہو کر اُسی لامحدود آسمان کی جانب — اُونچا اُوپر — اور اُوپر چڑھتے آزادی، سحاب، اور لامحدود خلا میں پَر کھول کر پرواز کرنے کی خاطر چڑھنے لگا!

دل نے آج اس وقت موسم بہار کے نشانات محسوس کئے۔ طاؤس نے اس طرح پہلے کبھی ہم کلامی نہیں کی تھی۔

ایک ہی راگنی بہت دیر تک اسی طرح الاپتی رہی دراصل اسوقت رات کے سناٹے اور خاموشی نے ساتھ ہی چاندنی روشنی اور کبھی پھوٹ پھوٹ کر مجموعہ عالم کو نوراً علیٰ نور بنا رہی تھی۔ پیپلوں کی لوٹنے خوش ہیں جیسے رہ رہ کر ایک دلکشی اور طراوت کا احساس ہو رہا تھا جیسے کہ پی کہاں بہاسے دلدر معلوم ہونے لگی۔ طاؤس کے بار بار اس راگنی کی آخری آواز بازگشت کے ساتھ ساتھ ہی جیسے پیچھے سے کسی نے کہا — شریا رُک کیوں گئیں اور گاؤ۔

"میں ہو کر دیکھنے لگی۔ چھت کے اُوپر تو ہیں باوکٹر سے ہوئے تھے!

"ہم کب سے کہتے آئے کہ سکرنا ہے پر آیا ہے — جلدی جلدی طاؤس کو علیحدہ رکھ کر جا کر اندر سے کپڑے جھٹک کئے — اوہ! آپ کیا ہو ہیں باتو ہیں؟

"تمہارے نرم اور نازک ہاتھوں سے طاؤس کے پیمیں پر رکھے ہی۔ اس کے تاروں میں کیا رقت اور نغمہ گونج اُٹھا ہے کیا اب اور نہ گاؤ گی؟"

— "نہیں!"

— "کیوں؟"

— "یہ موسیقی کی سرا تھی"

— "تم کیا اچھا گاتی ہو؟"

— "سا رے سُر کا پہلا اُستاد تھا اگر کسی طرح مان جائے تو خوش ہو"

— "شریا! دل میں تم بہت اچھا گاتی ہو۔ تمہارے ہاتھوں میں صفائی آتی جا رہی ہے۔ ستار راگوں کا بہت اچھا ہوتا ہے — کیا میں ایسے اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا۔

"— جو اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا اُسے سمجھنے کی کوشش عبث ہے۔ اسے تو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ کیسی باتیں ہیں جی؟"

— بات بند کرنے کے بعد جب باتیں شروع ہوئیں — تو پھر بیٹھے بیٹھے ہی شسا سا رہتا ہے۔ یہ ایشور کی دیا ہے۔ شہد اگر آسانی نہ مل سکے تو گڑ کھانا کیا برا ہے

— یہ کہکر موہن بابو چھت پر بیٹھ گئے۔

میں نے کہا "موہن بابو عورتوں کی بات کہا۔ اور بھی سننا چاہتے ہیں آپ تو مرد ہیں ہماری باتیں کیا آپ کو اچھی لگینگی؟"

"— ہمارا عورت کے ساتھ جب مرد ہم کلام ہوتا ہے تو باتوں میں جیسے دل کشی اور وسعت آجاتی ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر دس بیس نوجوان مرد اکٹھا ہو جائیں تو بھی وہ لطف نہیں آسکتا۔"

"— مگر تاہم آپ لوگ ہماری باتوں کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتے"

"— اس کا سبب ہے۔ ہماری عورتیں مردوں کی طرح باتیں کرنا نہیں جانتیں ہم ہی خواہش سے ایسی ایسی عورتوں کی حالت اس قدر خوفناک بنا دیتے ہیں کہ وہ تعلیم یافتہ مردوں کی باتیں نہیں سمجھ سکتیں اور تعلیم یافتہ مرد بھی غیر تعلیم یافتہ عورتوں کی باتیں سننے کے قابل نہیں سمجھتے۔ عورتوں کو جاہل رکھ کر ہم خود اپنے آپ کو اُس لطف سے محروم رکھتے ہیں۔ یہ بات کبھی بھی ہمارے دل نے محسوس نہیں کی — بڑا تعجب ہے عورتوں میں باتیں کرنے کی ایک خاص طاقت اور فطرتی دلکشی ہے کاش اُس پر تعلیم کا غازہ ملا جاسکے اور رنگ چڑھ جائے تو اور بھی اتنی ہی دلکشی آسکتی ہے۔ اُن کی ایک ایک بات ہزار بات کے رس سے تر ہو جائے ہم لوگوں کی اس بات توجہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے ملک کا شیرازہ اس قدر بکھرتا اور رشک ارم بن جاتے تعلیم نسواں اور عورتوں کی آزادی کی کمی کی وجہ سے مردوں کی نظر میں عورتوں کا بھی حصہ ہو سکتا۔ اور آج جو حالت نظر آرہی ہے وہ نہ ہوتی۔ عورتوں کا مزاج اور اُن کا دل قدرتی طور پر نازک واقع ہوا ہے۔ مردوں کی سختی کے ساتھ اگر عورتوں کی یہ نزاکت

رہ سکے۔ تو زندگی کیسی عجیب و غریب ہو جائے ۔

— موہن بابو عورتوں کو آپ اتنا بلند رتبہ دیتے ہیں۔ میں تو اس سے ناواقف تھی"
— بلند رتبہ دوں ۔ سب کچھ عورتوں کی بدولت ہی نصیب ہوا ہے ہم لوگ عورت
کو قانون کرم کا محرک، موقعہ کا ساتھی، دکھ سکھ کی غمخوار نہیں سمجھتے۔ اسی وجہ سے تو
اتنی آفات اور تباہیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے ۔ جیسے سایہ روشنی میں ایک ملاحت پیدا
کرتا ہے ۔ اسے دلکش بنا کر خوبصورتی بخشتا ہے ۔ اسی طرح عورت بھی مرد کو اسے
ملتی سے مطمئن، مستقل اور دلفریب بنا دیتی ہے — مرد اور عورت — اگر یہ دونوں
زندگی کے ایک ایک حصے پر باہمی طور پر نظر رکھیں تو اس طرح سے سرابیاں ظہور پذیر
نہیں۔ ان کی دنیا خوبصورت بن جائے۔ رنج و غم کا نام صفحہ ہستی سے معدوم ہو سکتا
ہے جو کچھ اس کے برخلاف کیا جاتا ہے۔ وہی ضرر رساں اور رنج اور تاسف ہوتا
ہے یہ سب غیر قدرتی مصنوعی اور غیر موزوں ہے۔ سنسار میں عورتوں کی مدد
کے بغیر نامکمل کام انجام دیئے جاتے ہیں۔ اس کی مدد بھی میں شکست ہی کیا ہے ۔"

کچھ دیر تک ہم دونوں خاموش بیٹھے ہوئے قدرت کی دلآویزیوں سے محظوظ ہو
رہے تھے۔ اس کے بعد میرے جوڑے میں جو گیندے ہی چمپا کے پھول سجے ہوئے تھے
شاید انہی کی خوشبو تو ہوا میں اُڑتی ہوئی موہن بابو کے پاس پہنچی۔ کیونکہ فوراً ہی انہوں
نے ایک گہرا سانس لے کر کہا "آہا ہا! چمپا کی خوشبو کیسی مست کن ہے ۔"

میں کسی قدر ٹھٹک کر خاموش رہ گئی۔ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے۔ اس کی نسبت
میں نے کچھ نہیں کہا

موہن بابو نے ایک بار میری طرف دیکھا میری نگاہیں بھی ان کے چہرے پر تھیں
دم بھر میں انہوں اپنی نگاہیں جھکا کر منہ پھیر لیا — میں نے بھی سر نیچا کر لیا۔

یکایک ایک سیاہ بادل کے ٹکڑے کی آڑ میں چاند نے اپنا منہ چھپا لیا ہر چہار طرف
کی تاریکی نے جیسے دنیا کو اور بھی حقیر بنا کر بے بس کر دیا ہم دونوں نے ایک دوسرے
کی گہری گہری سانسوں کی آواز سنی مجھے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے وہ سانس پوشیدہ

روح کی کچھ معصوم زبان ہے — وہ زبان منہ سے نہیں نکلتی۔ دل ہی کہتا ہے اور دل ہی سنتا ہے۔

یکایک ہوا کا ایک خالص جھونکا درخت کے پتے پتے سے ٹکرا کر جیسے چپ چاپ کان ہی کان میں نہ معلوم کیا کہہ گیا۔ ہم دونوں اُس پُرسکون سناٹے سے سرمست ہو گئے تھے اور ایک ہی آواز سے ساتھ ساتھ چونک اُٹھے۔

دیکھا۔ موہن بابو منہ پھیر کر بیٹھے ہوئے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ اُسی بانکی بانکی سرمئی شام تاریکی میں اُن کی دونوں آنکھیں دو ہیرے ہی لطف اور طرح شوخی کو لیے ہوئے میرے چہرے کی طرف جمی ہوئی تھیں۔

میرے دل کا اندرونی حصہ نہ معلوم کیسے دھڑکنے لگا

موہن بابو نہایت آہستہ سے — صاف لہجہ میں، آئے وا ہولے تھے وہ لے "مینا!" — اُنکی آواز کانپ رہی تھی

وہ آواز سنکر مجھے خوف ہوا۔ جلدی جلدی بولی "موہن بابو اندھیرا بڑھ گیا — چلئے اب گھر چلیں!"

موہن بابو نے نرم و نازک لہجے میں کہا "مینا! تم سے ایک بات کہنی ہے"

اُسی وقت بادلوں کی قید سے آزاد ہوتا ہوا چاند آنکھ مچولی کا کھیل ختم ہو گیا تھا۔ نیلگوں پانی میں کنول کی پنکھڑیوں کی طرح نیلگوں آسمان پر چاروں طرف چاندنی سی چمک رہی تھیں۔ موہن بابو کی بات کا جواب دئیے بغیر میں نے کہا "اُف اچھی ہے! موہن بابو! آپ کسے پیار کرتے ہیں روشنی کو یا تاریکی کو؟"

— "مجھے دونوں ہی اچھے لگتے ہیں کبھی روشنی کو پسند کرتا ہوں اور کبھی تاریکی کو"

— میرا بھی یہی حال ہے کبھی تو روشنی میں ابھر آنا چاہتی ہوں اور کبھی خواہش ہوتی ہے کہ کہیں تاریکی میں بیٹھ کر خاموش درختوں کو اپنا افسانۂ دل سناؤں"

— "مینا!"

— پھر وہی لہجہ اُسی طرح نرم و نازک کانپتی ہوئی آواز — اب مجھ سے رہا گیا

روپ لگا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ عشک لہجے میں بولی "موہن بابو! کیا کہتے ہیں؟"
"میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں سنو گی؟"
میں کچھ دیر تک خاموش رہی اور اس کے بعد جھپٹ کے طاؤس اُٹھا کر اُسے چھیڑتے ہوئے بولی "کہا کہیئے!"
اس مرتبہ موہن بابو نے میری طرف دیکھتے ہوئے سر جھکا لیا۔ اس کے لب کھل گئے ہوں کہ بولی "نہیں! اہاں! آج بہت زیادہ رات آ گئی ہے ــــ پھر کسی دن کہوں گا" یہ کہہ کر وہ جلدی جلدی چھت سے نیچے اُتر گئی۔
گھر جا کر میں کسی نہ کسی طرح بستر پر لیٹی رہی۔ دل طوفان کسی طرح روکے سے نہ رُکے پر آنکھوں کے کونوں سے اُبل اُبل کر نکلنے لگا
تھوڑے میں چھپا کے پھولوں کی بو بھی خراب ہے؟ اور اُن پھولوں کو پھینک دیا بھسی ہوئی آواز سے بول اُٹھی ـــــ او ماں!

گیارہ

ہرنی کی مامتا

موہن نے مجھے اسیر مرتی کی طرح پکڑا۔ ابھی اُس کا مطلب نہ تھا کہ میں مراری بابو کے پاس جا کر اُن کے سامنے شادی کے متعلق تجویز پیش کروں۔
مراری بابو نے گمبھیر ہو کر کہا "کل تو میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں سنی۔ آج تمہارا یہ اصرار کیوں؟ ایک ہی دن میں اس قدر جلدی! ـــ دیکھ رہا ہوں کہ محبت کے سکول میں تم ڈبل پروموشن لینا چاہتے ہو۔ واہ عشق۔ واہ!"
"بھائی گاؤں والوں سے تو تم خوب واقف ہو۔ اُن کا منہ تو ابھی سے بند کرنا ہو گا"
"کیوں وہ لوگ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"
"بہتی فضول باتیں ہیں۔ وہ سب اُن کے منہ سے سنائی دیتی ہیں۔ تم اُن لوگوں کے طور اطوار سے خوب واقف ہو۔ اندازہ لگا لو!"

—"ہاں! یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کاش سرلا کنواری ہوتی تو کوئی بات نہ تھی اب جبکہ وہ بیوہ ہو چکی ہے تو اس کے متعلق ایک بات ضرور جاننی چاہیئے!!"

—"کیا؟"

— اس شادی کے متعلق اس کی کیا رائے ہے؟ وہ کچھ مددگار ثابت ہوگی!"

—"یہاں تک تو سرلا کا دلی عندیہ نہ معلوم ہو سکا!"

—"مردوں کے سامنے عورتیں بالکل کچھ مبہم نظر آتی ہیں۔ اور عورت کے سامنے مرد کا دل ایک زبردست گورکھ دھندے کی طرح معلوم ہوتا ہے مگر جب دو دلوں کا معاملہ ہوتا ہے تو ایک دل کے لئے یہ بہت مناسب اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ دوسرے دل کی پوشیدہ باتیں جہاں تک ممکن ہو۔ سمجھ لے جو پہلے سمجھ لیگا۔ اسی کی فتح ہوگی۔ ہاں! کیا تم اب تک بھی کچھ نہیں سمجھ سکے؟"

—"پہلے سوچا تھا کہ سمجھ گیا ہوں مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نہیں سمجھ سکا۔ بھائی! یہ بڑی مشکل ہے اسے پرکھنے کی ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر کسی طرح نہیں آتی!"

—"عورتیں بالکل سایہ کی طرح ہوتی ہیں۔ اگر ان کا پیچھا کرو تو وہ ہمیشہ بھاگتی رہینگی۔ اور اگر چھوڑ کر چلے آؤ تو وہ تمہارے پیچھے پیچھے دوڑیں گی اس میں کسی قدر دماغ سوزی کام لینے کی ضرورت ہے۔ مگر موہن! اچھی بات تو یہ ہے کہ تمہارے جیسے کمزور شخص کے لئے اس میدان میں قدم رکھنا مناسب نہیں تھا۔ تم صرف کمزور ہی نہیں ہو بلکہ اندھے بھی ہو۔ محبت کا فسانہ رقم کرنے کے لئے کسی ہاتھ پختہ کار اور ناتجربہ اہل محبت کی ضرورت ہے معمولی اشخاص جو اپنے آپ کو دلدادہ محبت کہتے ہیں اگر ان کی زندگی پر غور کیا جائے تو اس میں بہت کمی اور سقم نظر آئیگا کوئی پہلو دلکش نہ ہوگا تاہم وہ چونکہ تھوڑا بہت اس راستہ میں قدم رکھ چکے ہیں ممکن ہے کہ وہ کچھ دیر تک مقابلہ کر سکیں۔ مگر بھائی موہن! اس معاملہ میں تمہیں قصوروار نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ اس معاملہ میں خواہ کوئی راجہ ہو یا بھکاری! سب کی عقل ماری جاتی۔

ہے کاغذ کی طرح اڑ جاتی ہے۔ بہرحال تم نہایت خوش قسمت شخص ہو۔ تمہاری علمی قابلیت، شرافت، اور علم و ہنر کی خوبیوں نے سونے میں سہاگہ کا کام کیا ہے۔

— "پھر میں اکیلا کھولنا چاہتے ہو؟"

— "نہیں - ہرگز نہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سب کچھ ہے دُنیا میں [illegible] کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے مگر سونے کی نسبت کوئی بات بہت مشکل ہے۔"

— "تو پھر تم ہی مدد کرنا چاہتے ہو"

— "میں نے جو کچھ کہا ہے اُس کا یہ مطلب نہیں۔ دیکھو میں اُس میری بات [illegible] ہو جاؤ [illegible] کے کان [illegible] اُس کے سامنے دُنیا کی کوئی بھی چیز [illegible] اور [illegible] معلوم ہوتے ہیں۔ [illegible] اس [illegible] کو ہم [illegible] ہیں"

— "کہاں؟"

— "[illegible] کے گھر؟"

— "کیوں؟"

— "شکار کے لئے سامان مہیا کرنے کے لئے۔"

— "شکار تو میں ہی ہوں، مگر سامان تیار کرنے کے لئے وہاں کیوں؟"

— "ہیں [illegible] شکار کو [illegible] سامان [illegible] کا ارادہ کیا ہے [illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible] پڑا۔

[illegible]

پہچاننے سے رنگ میں مصاف ہو جائے گا۔ میں باہر کھڑا ہوا گھر کی کارروائی دیکھنے لگا
جو حضرت باتیں کر رہے تھے وہ مجھ سے دور۔ چاچا جی حقہ کا کش لگاتے لگاتے کہہ
رہے تھے "مرادی بانو! اچھی بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ آپ کے لئے دکھی ہیں!"
وسو چاچا دکھی ہیں مگر جو معاملہ [illegible] وہ سب کبھی دکھی ہوتے ہیں تو
ضرور کسی نہ کسی کے سر پر آ بنتی ہے۔ [illegible] کہا گیا ہے۔
وشو چاچا نے کہا "دیکھو سماج [illegible] سے چار آدمیوں سے مل کر رہنا
ہونا چاہئے!"
دوسرا ایک صاحب چاچا جی کی تعریف کر کے [illegible] بول اٹھے: "چاچا جی! آپ نے جو کچھ
کہا ہے وہ لاکھ روپے کی بات ہے"
بیچاری مرادی بانو کی حالت پوچھیے۔ جیسے اس پر خوف طاری ہو گیا تھا۔ اس کی
سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی [illegible] "آپ لوگ مجھ سے کیوں گفتگو کر رہے
ہیں۔ جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہئے"
وشو چاچا بولا صاف کہنے کو [illegible] کیا کہوں مرادی بانو! آپ اس محلے میں کئی
برسوں سے رہ رہی ہیں تو [illegible] سب سن ہی چکے ہیں
مرادی بانو نے کہا [illegible] آپ لوگ [illegible] ان باتوں کو سمجھنے
میں [illegible] صاف صاف نہیں سمجھتی"
وسو چاچا چہرہ کو [illegible] کر کے بولے "مرادی! آپ ہم لوگ [illegible] کے پاس
کیوں آئے ہیں [illegible] آپ [illegible] کا نام کیا ہے
وہ لڑکی [illegible]؟"
"جی ہاں!"
"اف! کتنے دکھ کی بات ہے۔ کس کے نصیب میں کیا لکھا ہے یہ کون کہہ سکتا
ہے۔ [illegible]!"
"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں [illegible]"

—"آپ کی لڑکی گاتی بجاتی ہے؟"

—"ہاں! وہ تھوڑا گا بجا لیتی ہے۔"

—"وہ مردوں کے سامنے باہر نکلتی ہے جس بنس کے ساتھ ایک ایک منہ کر باتیں کرتی ہے؟"

—"غیر مخصوص کریں؟"

—"یہی ہمارے ہاں کا ہے!"

—"نہیں! وہ تو میرے گھر کے لڑکوں کی طرح ہے اس لیے۔"

—"[illegible] ہاں! وہ [illegible] اس وقت تو ہم اپنے گھر [illegible] [illegible] کی اجازت نہیں دیتے کیوں [illegible] کہا کہتے ہو؟"

تو دشمن ڈرلیور نے آنکھیں جھپکا کر ناک میں انگلی ڈالی۔ آنچھ! آنکھ کو ملتے کہا: "ہاں! یہ تو ٹھیک ہے۔"

دشمن چاچا نے زور سے شیشے کا گلاس لگاتے ہوئے کہا: "آپ اپنی لڑکی کو خبردار کر دیجئے۔ اس کے متعلق ہم لوگوں نے اور بھی بہت کچھ سنا ہے۔"

"عمرا [illegible] جتنا [illegible] انداز سے کہا [illegible] بات ہے [illegible] سر خوش ہے؟"

"[illegible] آنکھیں جھپکاتے ہوئے [illegible] کہا: اختر چاہے تو ہم کچھ [illegible] [illegible] ہاں آپ کو خوش [illegible] گمان ہے [illegible] [illegible]

اس کے علاوہ اگر آپ نے ہماری باتوں پر [illegible] دی آپ [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] مشغول ہو جائے گا۔"

مرلدی بائیں [illegible] نگاہوں سے سب کی طرف دیکھتے۔ اگر [illegible] کوئی بھی ایسا چہرہ نہیں تھا جس میں درد مندی اور ہمدردی آشکار ہوں!

دشمن چاچا نے ڈرلیور نمرا کی طرف کھسکتے ہوئے [illegible] کہتے ہوئے [illegible] ہنسی کی [illegible] دکھائی۔ اس ہنسی کا مطلب یہ تھا کہ [illegible] [illegible] ڈالی [illegible] جوش و خروش سے بھرا کے بیچ ڈال کر کہ [illegible] عمرا کی بات [illegible]

بچہ وار کرنے کی خاطر ہم لوگ یہاں پہلے ہی سے آگئے تھے آپکو ہمارے قدیم سناتن دھرم کی حفاظت کرنی ہوگی۔

مُراری بابو نے کہا — "میں آپ ہی کے زیرِ پناہ ہوں اس لئے —" پھر تھوڑا دیر تک کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے اصول کے نشے میں مشغول رہے تھے یکایک اٹھے اور سرخ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنی موجودگی کا ثبوت دیتے ہوئے بولے [illegible] کیا سناتن دھرم کی حفاظت ہوگی؟"

میں نے دیکھا کہ صرف چپ چاپ رہنے سے کام نہ چلیگا مُراری بابو سخت کشمکش میں پڑ گئے ہیں۔

— مُراری بابو! آپ کس کی پناہ لینا چاہتے ہیں —" کہکر میں اس گروہ سے دور ہٹ کے مجمع میں داخل ہوا۔

مُراری بابو نے مجھے کیا دیکھا جیسے انہیں رنگ مل گیا ہو۔ جلدی جلدی [illegible] بیٹھے ہر [illegible] بابو!

میں نے کسی اور طرف دیکھتے ہوئے کہا "آپ کس کی پناہ لینا چاہتے ہیں؟" — انہیں کے پاس!

— اس گھر میں کئی آدمی رہتے ہیں [illegible] مجھے معلوم نہیں تھا۔ [illegible] کیا ہے [illegible] بابو [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] کہ [illegible] "[illegible] ہے"

— مُراری بابو! آپ نے تو آج مہاسبھاؤں کی [illegible] کر دکھائی [illegible] کو [illegible] کر [illegible] رو گیا۔

مجھے [illegible] کی [illegible] چھوٹ [illegible] کا [illegible] ہو گیا [illegible] کی حالت بھی خراب ہو گئی [illegible] دیکھ کر مُراری بابو [illegible]

[illegible] طرح [illegible] کو [illegible] کر کے [illegible] کہا [illegible] کا کام

آج کل گنو بکر چلتا ہے۔ سنسا اچھا تو ہے اور کتنے لوگ ذات سے خارج کئے گئے۔ اور کسی حد تک ایسے اشخاص کی ہوئی جو در اصل پاپی تھے۔ اور وہ ذات میں ملا دئے گئے!"

چاچا ادھر ادھر دیکھ کر اسٹیشن چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے بولے "بھیا بدری! آج ہمارے یہاں بڑی پنگتی تھا" کا جلسہ ہے۔ اس لئے اب میں جاتا ہوں"

ڈاکٹر بدری جی بھی اسی افسوس کی گٹھری اپنی جیب میں رکھ کر وہ اٹھ پڑے۔ بولے "ٹھیک ہے! تم نے اچھے موقع پر یاد دلائی مجھے بھی تو وہیں جانا ہے"

رستے میں ڈاکٹر بدری نے دونوں شخصوں سے [illegible] چار دن سے ملا اٹھ [illegible] ں! اور دیر [illegible] لکھے یہاں میں نہیں چھوڑا۔ تم دونوں کہاں جا رہے ہو؟ ٹھہرو ٹھہرو! میں بھی چلتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کشنا چاری جی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اشنان دھرم نہ چھوڑا"

مسٹر اینی بانو نے کہا "میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپ کو آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے [illegible] آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ [illegible] کی طرح مجھ سے [illegible] لیکن میں ان کے [illegible] ہوں نہ خود ان کو چاہتا ہوں یہ ہری لنگی کے [illegible] ان کے مالی ڈرٹھ صفت لئے ہیں۔ ایک دن ہم سے ایک ہوٹل میں انہیں اچھی طرح کھانا اٹھا اور پر ڈاکٹر بدری جی اسے یہ ساتھ ہندو دھرم کی رکھشا کرنا چاہتے ہیں یہ دوا لکھی عورتوں کو خاندان سے دور کر چکے ہیں اور کبھی [illegible] خارج [illegible] ہیں ایک [illegible] کی جدا کیا آئے ہیں۔ ان لوگوں کے یہاں آنے کا جو مقصد ہے وہ میں [illegible] رہا ہے۔ اس لئے آپ کو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ تاہم ایک بار [illegible] کہتا ہوں کہ آپ ان [illegible] کی لیاقت سے کام [illegible] ورنہ دست کے حرم!"

مسٹر [illegible] بانو نے [illegible] کہا "کیا انسان اس قدر [illegible] ہو سکتا ہے؟ [illegible] اس [illegible] دکھائی ہے۔ [illegible] اور [illegible] کا بہت کم جو اچھے [illegible] ان [illegible] کہتے ہیں مار کر [illegible] میں [illegible]

کی بڑی قدر ہوتی ہے۔"

"مگر بیرن باؤ! اور لوگ جس قدر خوفناک باتیں کہہ سکتے ہیں انہوں نے مسز [illegible] کو بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ سرہانے متعلق ہر چہار طرف سے طرح طرح کی باتیں سنائی دے رہی ہیں۔"

"اس [illegible] اشخاص کی حیثیت ہی کیا ہے۔ اس کی یاوہ گوئیوں پر توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔"

"ہاں ایرن باؤ! آپ بہت صحیح کہتے۔ لوگ [illegible] کے [illegible] سے باز نہیں آتے۔"

[illegible] باؤ [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] اگر آپ [illegible] [illegible] [illegible] نہیں تو [illegible]"

"کیا [illegible]"

"آپ [illegible] لڑکی [illegible]"

"[illegible] باؤ! آپ [illegible] آسان [illegible] [illegible] [illegible]"

"کیوں؟"

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔"

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مگر آپ [illegible] [illegible] نہیں جا سکتا۔"

"اچھا [illegible] [illegible]"

"[illegible] [illegible]"

"رشتہ داری کے لئے پیدا ہوئی ہے۔"

— "کیا آپ مذاق کر رہے ہیں؟ — موہن شرما سے شادی کرنے میں راضی ہے کیا یہ ممکن ہے؟"

— "جی ہاں! افسوس ہے مجھ سے خود ہی یہ بات کہتی ہے کیا آپ اس کے ہاتھ میں لڑکی کا کنیادان کریں گے؟"

— "آپ کیا کہتے ہیں؟ موہن میرا داماد ہو! اچھا رہا ہے یہ! میں کسی طرح کوئی بات نہیں کر سکتا۔ کیا میری ایسی خوش نصیبی ہوگی؟"

— "کیا آپ اپنی لڑکی کی رائے آج دریافت کر لیجیئے۔ میں کل آؤں گا۔ جو معلوم کرنا سنوں گا" — یہ کہہ کر میں اس دن کی طرح رخصت ہو کر چلا آیا۔

آہستہ آہستہ شرما [illegible] دل میں [illegible] موہن میری شرما کو پیار کرتا ہے [illegible] کی [illegible]

باب ۱۵

شرما کی ڈائری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حالت ہو گئی

[illegible] دل میں [illegible] تم نے کیوں ادھر اور [illegible] سامان [illegible] کر دیا [illegible] تمہارا چہرہ [illegible] اٹھا ہے۔ اس سے جلالی و جمالی [illegible] منتظر ہو کر تمہارے چہرہ کی جانب دیکھ رہی ہوں۔ تم کیا [illegible] اس جذب اور جوش سے کیا تم میری گریہ و زاری کی سردی میں گرمی پیدا کر سکو گے؟

روتے روتے میں نے خط اٹھایا۔ آنکھوں کے سامنے رکھا پھر پڑھنے لگی۔

"سریتا"

اُس دن [illegible] جو [illegible] بات کہنے آیا تھا وہ کہہ نہیں سکا آج اس حجابیں [illegible]
اُنہیں خیالات کا اظہار کروں گا"

کروں گا مگر کیا تم [illegible] کی میری زندگی - زندگی کا [illegible] شادی [illegible]
[illegible] تمہارے اور [illegible] سریتا تم [illegible] نہ ہو [illegible] [illegible] چاہتا ہوں [illegible]
نہ رہو

بہت تلاش کرنے [illegible] کی طرح تھا اُسی دن [illegible]
تم میری ایسی ہو گئی [illegible] اور [illegible] ہو [illegible] میری [illegible]
تم ہو [illegible] میرے دل [illegible] تم ہو [illegible] میری [illegible]
زندگی کے آسمان پر جس [illegible] ستارہ [illegible] تم ہو!

سریتا تمہاری [illegible] آسمان [illegible] خالی [illegible] سے
[illegible] کر سکو گی؟

"تم میری ہو گی؟"

[illegible] کی [illegible] نے اپنے [illegible]
اور تمہاری [illegible] معلوم [illegible] لکھ [illegible] ہوں

میری زندگی کے مستقبل کا [illegible]

[illegible]

[illegible] میری [illegible] کیا [illegible] دوں گا، [illegible] کیا کرو گی؟

اُس وقت کبھی بیٹھے [illegible] سوچ رہی تھی اور [illegible] رہی تھی
عین اسی وقت ایک [illegible] اور [illegible] تم تو [illegible]
آ گئے!

دل کی بات دل ہی دل میں [illegible] کہاں [illegible] اس [illegible]

گول مال کیوں ہو رہا تھا؟"

بانو بیبی نے کہا۔ "منّی! کوئی خاص بات نہیں تھی۔ محلّے کے چند شریف شخص آ گئے تھے
— "شریفہ! خاص طور پر ماں ابھی سے سو جاتی تھیں، گھر میں ڈاکہ پڑ گیا!"

بابو جی قہقہہ مار کر ہنس اٹھے بولے "تو نے سمجھا تھا ڈاکہ پڑ گیا؟"

— "آؤ بابو جی! تمہارے سفید بال نکال دوں، بہت ہو گئے ہیں!"

— "بیٹی عمر بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ بال بھی سفید ہو جاتے ہیں۔ عقل و حسن میں ٹکانے کے لئے ہی رکھا ہے، تو جانتی ہو"

— "چپ رہو بابو جی! تم اگر ایسی باتیں کرو گے تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی!"

— "تم سے ناراض ہو سکتی ہو؟ میں تو نا ... ہر بات پر مجھ سے بگڑتی رہتی ہے، اور پھر دوبارہ سامنے آتی ہے"

— "تو آؤ اب میں تمہارے سفید بال نکالوں گی!"

— "نہیں نہیں! اب مجھے سفید بال نکالنے کی ضرورت نہیں۔ تو میرے سامنے آ کر بیٹھ جا۔ تیرے ساتھ مجھے بات چیت کرنی ہے!"

بانو جی کی آواز سنتے ہی سمجھ گئی کہ کیا بات ہے؟ میں سنتا خوش ہوئی۔

بابو جی دیر تک خاموش رہنے کے بعد بولے "بیٹی! الحمد للہ میں نے تجھ سے ایک بات پوچھی تھی۔ یاد ہے تیری شادی کی بات؟"

میں نے کچھ نہیں کہا۔ چپ چاپ تو ... سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

بابو جی نے کہا "آج پھر تجھ سے وہی بات پوچھتا ہوں، جو میں نے کہا تھا۔ اگر وہ تجھ سے اپنی شادی کرنا چاہے تو تیری رائے ہے یا نہیں؟"

میں نے کچھ نہیں کہا۔ چپ چاپ تو ... سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

بابو جی نے کہا "آج پھر تجھ سے وہی بات پوچھتا ہوں، جو میں نے کہا تھا۔ اگر وہ تجھ سے اپنی شادی کرنا چاہے تو تیری رائے ہے یا نہیں؟"

میں نے گردن جھکا لی۔ جیسے مٹی میں مل کر بیٹھی رہی۔

ماں جی کہنے لگیں۔ تو میں میرا ارادہ رشتے کی کوشش کرنے کا۔ یہ خواب میں بھی نہیں سوچا تھا حسن و سلیقہ میں تمہارا ایسے لڑکے ہزاروں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتے بیٹی! میں تو سخت مشکلات میں پڑ گیا ہوں۔ اس شادی کے لئے تو راضی ہونا ہوں۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ اس لئے تمہاری رائے معلوم کئے ہوئے تم ہی سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا تو [illegible] بتا کیا کروں؟

"[illegible] کی [illegible] بات ہے! جسے میں یکبارگی گونگی ہو گئی" "[illegible] شاید شرما رہی ہو [illegible] میری پگلی لڑکی! اس [illegible] شرمانے سے کام چلے گا؟"

مگر تاہم [illegible] کوئی بات نہیں نکلی۔

"بولو۔ بولو۔ [illegible] اب کوئی [illegible] نہیں ہے۔ ابھی [illegible] شرم آ گئی [illegible] کی۔

بہت مشکل سے سر اٹھا کر کہا۔ ماں جی!"

"کیا [illegible] اس شادی [illegible] تمہاری رائے ہے؟"

[illegible] "ہاں!" [illegible] ماں جی کی گود میں اپنا منہ چھپا کر شرم [illegible] رو اٹھی۔

نمبر ۱۳

[illegible] کی [illegible]!

[illegible] سر [illegible] جیسے کوئی شخص [illegible] [illegible] اسے [illegible] میں بھی خیالی [illegible] مگر آج وہی خیالی [illegible] میری زندگی میں [illegible]۔

[illegible] آج [illegible] دل کی [illegible] اُس کے [illegible] [illegible] ہوا [illegible] آسمان کی [illegible] اور [illegible]

جیسے ایک پُرسکون اور خاموش شمع کی طرح خوبصورت۔ اور یہ سُنا ہے اُنہی شعر کے جھنکار
دراں اور قوافی سے متاثر ہو کر اپنے آپ سے گذر کر اُسی خود رفتہ ہو گئی تھی کہ کائنات کی بیل
کی مدہوش لے کی طرح نسیم سحری کی سرسراہٹ نے اُس چہرے پر مستی اور خمار کے لیے
مست سے لبالب بھر دیا تھا۔ کہا جاتی کے دریا تھا اور سر نگال آسودہ ہونٹ کے
رس میں تر آلود ہو گئی ہیں۔ اور میرے دل نے یہی پر لطف نیا تہ دیکھا ہے!

آج صبح سمرا سب باغیچہ میں پھول چننے آئی۔ میں قدم جماتا ہوا اُس کے نزدیک
جا کھڑا ہوا!

"جیتی رہو چاند کا ٹکڑا! سمرا!"

بہت ہی دلکش انداز سے سمرا نے گردن ہلا کر آنکھیں بچائیں اُس کے لمبے
لمبے بال پیشانی پر پڑے ہوئے تھے جنہیں وہ بار بار انداز سے ہٹا رہی تھی کر لیں!
اُس پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں بھی ساتھ ہی چمک رہی تھیں۔ اُس کو ملکہ کہہ کر میں نے
آہستہ سے ہلایا ۔۔۔ پھول اُس کے چہرے سے ... اور نازک ...
گر پڑے!"

دونوں ابروؤں میں بل ڈال کر سمرا نے کہا "جاؤ اگر ایسا کرو گے تو میں رنجیدہ
ہو نگی"

— "سمرا تم ناراض ہو گئیں۔ سنو جان! حسین عورت کا غصہ بہت خوبصورت اور دلکش
ہوتا ہے!"

سمرا ہنس اٹھی — بولی، "راستہ چھوڑو میں جاتی ہوں"

میں نے راستہ روک کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ سمرا اسکی
نگاہوں سے میری طرف دیکھتی رہی آہستہ آہستہ میری آنکھیں حیا آسی کے ہاتھ
تشریف حرکت تھا۔ ... پڑے اُسی ... اور تنہا ... ہم دونوں
آپس میں ایک دوسرے کی طرف سر مست نگاہوں سے دیکھتے کھڑے رہے۔
دیر سے بہت دیر تک!

کوں سی ایک ناواقف لسنسی؟ نا کو ہٹوں کر ہم دونوں کی طرف قدم بڑھانے لگی گھبرے ادھیرے !! دھیرے !!! سمرنا کی گھٹی سانس سے میرا ایک ایک عضو کا نپنے لگا

".. . . وہ کیا سانس تھی؟ یا موسم بسنت کی طرف سے نرم نرم تھم تھم بہنے والی ہوا! سمرنا کے بھر تھراتے ہوئے ہونٹوں پر میرے تشنہ کام ہونٹ جھک پڑے — مگر اسی لمحے ہوئے سے سمرنا کی میرا اپنا جٹک کر دور پیچھے ہٹ گئی (ازاں بعد تیزی وانسے بولی) مجھ میں باتوا میں اب بھی آپ کی بیوی نہیں!"

"کیسا رد رسال پیچ ہے! چیختے میں حواس آگراں سے سہارا ہوا میرا دل مجھے اندر ہی اندر بار بار لعنت ملامت کرنے چھوٹ پھوٹ پڑا — میں انگاٹ — وہ سنبھل کر بولا — اسا ادور کرہ مجھے معاف کرو!"

کوئی جواب دیئے بغیر ہی سمرنا تیزی سے باہر چلی گئی — میرا مکان لسنسی اندھیر ایا رہ گیا — بھری ہوئی تتلی کی طرح !!

☼ ☼ ☼ ☼

ادھر میری شادی کی بات، تمام محلّہ میں شور مچ گیا۔

نواجی روتے روتے میرے پاس آکر بولیں "بیٹا میں یہ کیا ناطہ کی باتیں سُن رہی ہوں — کیا تو میرے پاک صاف خاندان میں کلنک کا ٹیکا لگانا چاہتا ہے؟"

میں نے کہا "خاندان میں سیاہی کو مٹانا چاہتا ہوں"

— "وہ کیا تو بدھو الواہ کرے گا؟"

— "ہاں! کروں گا تو مگر کیا اس سے خاندان میں سیاہی لگ جائے گی!"

— "کیوں؟ سیاہی کیوں نہیں لگی جو سنگ دوارا در ابھی نہیں ہوا کیا تو بھی کرنا چاہتا ہے؟"

— "تو اجی! یہ کالک ہے — اور اگر یہ بھی نہ ہو تو سنگر ہو اور رنجیش سے بھی بدتر کیا ہے — کیا آپ نے نہیں سُنا؟"

— "بیٹا! میں وہ سب کچھ نہیں جانتی — یہ شادی کسی طرح نہیں ہو سکتی!"

"— کیوں، دھرم شاستروں کا حکم ہے۔ پنڈتوں نے بھی یہی رائے دی ہے!"

"— ایسے شاستروں کو تو آگ لگا دو۔ اور پنڈتوں کے منہ میں آگ!"

"— اس قدر شور نہ مچاؤ۔ میں تمہاری کوئی بات بھی نہ سنوں گا۔ شادی ضرور کر دوں گا"

"— تو مجھے کاشی کیوں بھیجا [illegible] کر گئے۔ جو تعلیم پایا ہے [illegible] آنکھ کھولا اس شیشے میں [illegible] دیکھنا چاہئے!"

"— تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"

"— نہیں یہ [illegible] باتیں سن کر میری پوجا پاٹ سے عقل کھل گئی"

"— تو اسی وقت دماغ درست [illegible] آج [illegible] کھانا کھایا [illegible]!"

"— ڈر گا اور گا! ہٹ جاؤ [illegible] ہمیشہ [illegible] اگر [illegible]!"

"— [illegible] نہیں کہا۔ ابھی چھوڑ جا رہا ہوں"

"— پھر [illegible] ہاتھ جوڑتی ہوں۔ چھوڑ جائیں [illegible]"

تو امی سے [illegible] آکر دیکھا [illegible] چاچا [illegible] اور [illegible] بیچارگی [illegible]۔

وہ چاچا مجھے دیکھتے ہی [illegible] کسی [illegible] قتل [illegible] ہیں! ایسا کام نہ کرو ورنہ اس سے بڑا دکھ ہوگا!"

"— چاچا کیا کہہ رہے ہو؟"

[illegible] بیٹا! اس ادھرمی [illegible] کی لڑکی سے تم شادی نہ کرو"

[illegible] ایک آنکھ سے [illegible] دکھ کا اظہار کرتے ہوئے بولے
ہمارا سماج [illegible] دھرم [illegible] ہی چلا جائے گا!"

"— معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگ ہمیں اسی لئے خبردار کرنے آئے ہیں"

[illegible] چاچا جوش میں آکر بولے ہاں بیٹا! ہم سب اسی لئے آئے ہیں۔ سوچو تو سہی کہ اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے۔ تو یہ ادھرم کا کام تمہیں کسی طرح کبھی نہ کرنے دیتے۔

آج وہ پرلوک میں ہیں۔ تم اُن کی اولاد ہو کر کہیں اُن کا نام نہ ڈبو دینا۔"

ڈرلبھ جی بولے "صرف نام ہی نہیں ڈوبے گا بلکہ تمام ہندو دھرم پر کلنک لگ جائے گا"

لش نے تحملانہ انداز سے کہا "ڈرلبھ بابو آپ جیسے مہاپرشوں کی اطاعت سے ہی ہندو دھرم کے شیکھر پر پہنچی ہے دوسرے اس بدنصیب سے اُس کے دامن پر کلنک کا دھبہ نہ ہوگا!"

ڈرلبھ بابو چونک کر بولے "مہاپرش! تمہاری ان باتوں کا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب بالکل صاف ہی ہے گھر جا کر سب کی سمجھ میں آجائیگا اصل بات کہنا چاہتے ہیں ہمارے ملک کو اب جیسے مہاتماؤں کی ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں کی ہر کوشش غریب اور اچھوت لوگوں کو دھوکے اور فریب میں نہیں رکھ سکتی آپ لوگ ان اوروں کی سیوا نہیں کر سکیں گے جس سماج کو آپ ان اصولوں پر کھڑا رکھنا چاہتے ہیں اس کی جڑ میں گھن لگتا جا رہا ہے جسے آپ ہی سمجھ رہے ہیں وہ صدیوں سے جو ہے باہر سے تو اُس کی حالت بہت بڑی عظیم الشان نظر آتی ہے مگر اندر نگاہ ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت تنگ و تاریک ہے انسانیت کا نام تک نہیں ملتا کیسے ہر طرح کیا اچھوتوں کو ہندو سماج کہتے ہیں؟ نہیں نہیں۔ یہ سماج تو ہے مگر آپ لوگوں کو اس کا فخر نہیں اس سے اچھا تو یہ سماج سمجھ کر لوگوں سے غرض کرنا چاہیے۔ ہندو سماج نہیں ہے بلکہ بدمعاشوں کا اکھاڑہ ہے۔ جاہلوں کا اڈا ہے"

میرا باہر کا ان لوگوں سے کوئی واسطہ ہو گئے۔ انہوں نے خواب میں بھی خیال نہیں کیا تھا کہ میں اُن کے منہ پر اس طرح سے باتیں سب کے سامنے کہوں گا"

بہت دیر بعد دونوں چاچا نے زبان کھولی۔ بولے "مہاپرش! جو کچھ ہو رہا ہے وہ اچھا نہیں ہوتا اس کا پھل اچھا نہیں ہوتا۔ کال ہی بھوگنا پڑے گا"

بابا جی نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا "کیا ہوگا۔ ورامن ہی لوٹ لیں

مجھے ذات سے باہر کھینچیگا!"

فقیر صاحب چارپائی سے کہا "یہ تو اس وقت معلوم ہوگا۔ میری بے عزتی کرنے کا حوصلہ تمہیں کیسا ہوا!"

میں نے کہا "مہاتما جی چاہئے اگر جاؤ یہاں سے افیون کھانے کا وقت آگیا تم سب کو برادری سے نکالو مگر کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم سب خود ہی برادری سے نکلنے کے لئے تیار ہیں۔ تم لوگوں نے سماج کی حالت ایسی بگاڑ دی ہے کہ اس کے نام کو بٹہ لگ رہا ہے!"

[illegible] موجود ایک آنکھ سرخ کرکے بولے "دیکھا انہوں تمہاری تربیت رہائی اور [illegible] ہی کیسا تک رہی ہے"

[illegible] سوچا [illegible] تحت مباحثہ فضول ہے۔ لات کے دلوتا باس [illegible] ماننے [illegible] اسکے کو آواز دی "چھوڑ" کہہ اسر اور پانی گئے اسکے پہاڑ کی طرح آگئے [illegible] آتے ہی اس نے دروازے بند کر دئیے۔

[illegible] کہا "شاید آپ لوگ نہیں جانتے کہ [illegible] سنگھ [illegible] اگر میں حکم دوں یا [illegible] ذرا سا میرا اشارہ پا جائے تو [illegible] کا [illegible] سکتا ہے اس لئے [illegible]"

میرے [illegible] لگی [illegible] کا [illegible] ہو گیا کسی نے [illegible] کے سامنے [illegible] بھی کھا گیا ہے!" ۲۱

× × × ×

میرے [illegible] کی بات [illegible] کے چند شعاروں نے بہت کول لیا [illegible] ہی [illegible] ہو گیا پہلے ہم لوگوں نے کچھ اچھی طرح خیال نہیں کیا مگر بعد [illegible] معلوم ہوا کہ مریض کی حالت خراب ہو گئی ہے

[illegible] کی خدمت [illegible] شہر کے [illegible] ڈاکٹر کا علاج ہونے لگا۔

مگر رفتہ رفتہ حالت خطرناک ہوتی گئی۔ مرزا بابو کی سانس کی بو سے سمجھ گیا۔
انہیں جانتے تھے کہ مرض ہوا ہے۔ زندگی کی اُمید جاتی رہی۔

سرنا سے صاف صاف تو کہنے پر بھی دو سب کچھ سمجھ گئی اُس کا چہرہ دیکھ کر اداس رہی
اور سچ ہے میرا دل ہولناک ہونے لگا۔ باپ کے سوا اِس دنیا میں اُس کا کوئی عزیز و یگانہ نہیں
تھا۔ بچپن سے ہی ماں کے سایہ سے محروم ہو کر اُس نے باپ کی گود میں پناہ لی تھی۔ زندگی
بھر ساتھ رہا [illegible] کی آغوش محبت بھری گود میں پناہ لے کر بڑا ہوا [illegible]
اس کی زندگی کے [illegible] کو بھول گئی آج وہی باپ اُسے اکیلا چھوڑ کر کسی انجان
دیس میں [illegible] چلا جا رہا ہے۔ اُس کا دُکھ کس کی ہوا [illegible] کس طرح کیا اُس کا
اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا۔

سرنا کی حالت معلوم کیسے ہو گئی [illegible] روتی نہیں [illegible] آنکھ سے آنسو
نہیں نکلتے صرف اس کے سرہانے چپ چاپ بیٹھی ہوئی بستر کی ڈوری کی طرف تاکتی رہتی
آتی ہے رات بھر یادوں [illegible] کو [illegible] مریض کی تکلیف بڑھ گئی اور ناقابل برداشت
تکلیف سے وہ اپنی [illegible] چلا رہے تھے۔ سانس لیتے ہوئے انہیں [illegible] تکلیف ہوتی
تھی۔ سرنا نے اُس وقت بھی باپ کی سکون و تسلی کے لئے [illegible] نہیں اور مریض
کی تکلیف دیکھ کر کسی قسم کی بے چینی کا اظہار نہیں کیا۔ اُس کے چہرے پر ایسی قسم
کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اُسی موت کے خوف سے طاری ہو [illegible] سرہانے بستر مرگ کے
پاس بیٹھی ہوئی۔ موت و زندگی کی بے تکان جنگ وہ دل سے دیکھتے دیکھتے دل کی حالت
چیت ہے احساس ہو گئی۔ اُس وقت رات کے آخری [illegible] چراغ کی ٹمٹماتی ہوئی
روشنی میں سرنا وہی پرسکون تحمّل سے زرد چہرہ بار بار میری نظروں کے سامنے
آتا تھا دل میں معلوم کیسا جان کا درد ہوتا تھا اُس کی حرکت کسی جان گداز کی
اُف اسرنا کی وہی خاموشی اور بے حس و حرکت ہوتی ادا ستے کے سامنے میں وہی
ناقابل برداشت خموشی اور بے بسی کے درمیان رہ رہ کر جاں بلب مریض کا دل [illegible] لگا۔
بہت کس قدر ہیبتناک نظارہ تھے اکیلے خوفناک کمرے کی دیواروں پر روشنی اور

"تاریکی میں یہ جو سایہ رہ رہ کر چپ چاپ متحرک ہو کر گھوم رہا تھا اُس سے میرے دل کی [illegible]
اسی ہو گئی [illegible] کہ دیکھتے ہی میرا دل کانپنے لگا۔"

اُس وقت رات کے پانچ بجے تھے آسمان کے مشرقی حصے میں [illegible] صبح
کی سرخیاں جلوہ آرا ہو رہی تھیں

یک لخت مُراری بابو نے پلٹتے ہوئے کہا۔ "سو رہی ہو!"

جیسے کسی دور سے آواز آ رہی ہے مُراری بابو کی آواز سُن کر وہ [illegible] رہی [illegible]
اُن کے پاس جا کر بولا "کیا کہتے ہیں؟"

مُراری بابو روشنی سے خالی نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر بولے "جو انسان کا
فرض ہے وہ تم نے بخوبی ادا کیا — اب اور کچھ کرنا [illegible] نہیں رہا — میں سمجھ رہا
ہوں آخری وقت آ گیا اس لئے —"

"مُراری بابو! یہ ان باتوں کا خیال مت کیجئے"

انہوں نے کسی قدر مسکراتے ہوئے کہا [illegible] کہا، [illegible] میں اس وقت
اُترا جا رہا ہوں [illegible] فکر و افکار کا کام نہیں اُف ارتھی نکلے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible]

پانی پی کر بولے "شرما کے [illegible] تمہیں بڑا [illegible] تو [illegible] ہم سے جو [illegible] کرنا دیکھو
پہلے امبری شرما [illegible] ایسا کرنا [illegible] میں [illegible] رہے اگر بھول سے
وہ کبھی کوئی غلطی کرے تو اسے معاف کرنا نظر انداز کرنا [illegible] تم دور
[illegible] آنکھوں [illegible] دیکھوں [illegible] آرزو پوری ہو [illegible] دیکھ [illegible]
[illegible] ذرا دیکھ لو [illegible]"

شرما [illegible] چپ چاپ [illegible] مُراری بابو [illegible]
[illegible] نگاہوں سے [illegible] کی طرف دیکھتے رہے اُن کی آخری نگاہیں [illegible]
[illegible] کا دل جیسے [illegible]

کے اندر سے باہر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک گہرا سانس لے کر مراری بابو نے کہا
"بیٹی اٹھنے کوئی خوف نہیں۔ موہن مجھے دیکھنے آ گیا۔ آشیرباد دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر [illegible]
میری طرف دیکھ کر پھر کہا "بیٹا! ایک گیت تو سنا دو۔"

میں نے دھیمے سروں میں بھکتی بھاؤ میں ڈوبا ہوا گیت گایا۔

مراری بابو لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بول اٹھے "تم لوگوں کی دنیا میں آج صبح صادق کا ظہور ہوا ہے مگر میری زندگی کی شام ۔۔۔ بس ذرا سی دیر میں دیکھتے دیکھتے اندھیرا ہو جائے گا ۔۔۔ سویرا ہوا ہے کہ ظلمت چھا جائے گی تاریکی اموہن اندھیرا گاڑھا ہو جائے گا۔"

ساتھ ہی دل چلے بھگون کا اور پھولوں میں گھر سے
گود کا بچہ سے چل گھر کو سالا [illegible] پورے ہو گئے پھیرے

میں نے یہ گایا۔ مراری بابو نے آہستہ سے کہا "موہن! بیٹا! اب میرا سر کسی اونچا کر دو اور کھڑکی کھول دو۔ آنکھوں پہ جیسے پردہ پڑا جا رہا ہے ۔۔۔ جب تک تک سکوں، دنیا کا یہ اُجالا ۔۔۔ روشنی دل بھر کر دیکھ لوں۔"

* * * *

سب ختم ہوا۔ مراری بابو کا وہ بے حس چہرہ [illegible] سکے گا۔ ان کا ذہن، سر اور بے حس و حرکت جسم [illegible] آگ کی [illegible] لٹا دیا گیا [illegible] کسی چیز سے ڈھک دیے اور کچھ نہیں کہا۔
چپ چاپ چلا گئے اور دیکھا کہ [illegible] کنارے سر رکھا [illegible] حرکت بیٹھی ہوئی ہے ۔۔۔ اس کی خالی نگاہیں [illegible] اور [illegible] کر کے اس پار سے مڑ کر [illegible] چھوڑ کر یہ معلوم کہاں چلی گئی ہیں۔ کون جانے [illegible]
آہستہ آہستہ پاس جا کر پکارا "سرلا!"
سرلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جذبات سے خالی نگاہوں سے میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔

"سمیرا یہاں سے چلو!"

— ماسٹر جی کی پتلی کی طرح اُٹھ کھڑی ہوئی — پھر ایک بار شمسان کی طرف دیکھا — مزار کی لو کی کھٹے، الی چتا سے اُس وقت بھی کسے دھواں اُٹھ رہا تھا اور اُسی کے پاس ایک مٹی کے اُوپر سے ہوئے گنگرے پہ ہر پل چپ چاپ سر جھکائے بیٹھا اپنے دل ہی دل میں معلوم کیا سوچ رہا تھا

ہر پیر کے سامنے اور ایک شمع جل رہی تھی — اُس پر ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان کالا سا رکھا — مرنے کے بعد بار بار لوگوں کے ہاتھ لگانے سے وہ جو کچھ بھی اُس کے رنگ میں کوئی چمکیلا پن دکھ آیا تھا۔ نوجوان کا جسم دور سے کرتے ہوئے ایک نار میں [illegible] کے اوپر سر جھکائے [illegible] رکھی تھی۔

— کیسے ہیں لوگ جو سے دور لگا کر [illegible] جانتے تھے مگر کسی طرح بھی کوئی اُسے نس سے کس کر سکتا تھا۔ اُسے حسب دستور لوگ سمجھاتے تھے اُس قدر وہ [illegible] اور بھی بس لگا کر لی بھی [illegible] کر اُٹھی تھی۔ [illegible] مجھے بھی ان ہی کے ساتھ ساتھ ہی جلا کر خاک کر دو — یہاں سے پاؤں پڑتی ہوں [illegible] وہ چہرہ جلا کر خاک کر دو — اجی! جلا دو — جلا دو!"

اُف! یہ کیسا نظارہ! ہر ایک کی طرف دیکھا اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے میں نے کہا "سمیرا چلو یہاں سے چلو!"

کوئی بات کہے بغیر سمیرا آہستہ آہستہ میرے ساتھ آکر گاڑی میں اُتری اُس کی [illegible] دیکھ کر مجھے سخت فکر ہوئی۔

ٹھیک اُسی طرح پھر وہ میرے ساتھ گاڑی کے اندر داخل ہوئی۔

مگر جوں ہی میں نے زور سے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔ یوں ہی سمیرا چونک کر بولی "ہائے! بابو جی کہاں! وہ تو یہیں آئے — اس کا چہرہ دیکھ کر خیال آیا۔ جیسے وہ ابھی ابھی کسی خواب گراں سے بیدار ہوئی ہے۔

— سمیرا! یہ کیا کہہ رہی ہو! طبیعت سنبھالو!

"— کیوں موہن! تو اُسے کیا ہوا ہے؟" کہکر اُس نے ہا بنا ہی روکھی ہنسی ہنسی
"— اُس ہنسی سے جیسے میرا رہا سہا ضبط بھی چور چور ہو گیا۔ شرما ہنس رہی ہے؟
افسوس — ایسی حالت میں!

میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر ملتجیانہ انداز سے کہا۔ "شرما! شرما!!"

شرما ماتو... اسرار انداز سے میری جانب متحیر ہو کر دیکھتی رہی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ اُس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ رفتہ رفتہ اُس کی دونوں آنکھیں بھر آئیں۔ بالآخر ضبط کے بند کا بند ٹوٹ گیا۔ "باپو جی! باپو جی!" کہکر وہ بے ساختہ رو پڑی۔ دونوں ہاتھوں سے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر میری گود میں اپنا منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

۱۴
چودہ

شرما کی باتیں!

معلوم ہوتا ہے اِس دنیا میں کوئی ایک زبردست طوفان آ رہا ہے۔ [illegible] کو کبھی کسی طرح بند ہو گا یہ آسمان ہوا۔ رفتہ ہی سب کی سب آج یوں ہی سے اِس سے معلوم ہوتے ہیں۔ [illegible] تو سمجھتی ہے کہ یہاں [illegible] طریقے بھی دنیا میں ہو سکتا ہے مجھے کسی طرح بھی [illegible] رفتہ یہاں [illegible] [illegible] باتیں بھی [illegible] ہیں [illegible] اکیلی ہوں۔ اکیلی ہوں!
باپو جی — باپو جی!!"

کمرے کی دیوار کے سہارے باپو جی کا [illegible] رکھا ہوا تھا [illegible] دو دن [illegible] لٹکا ہوا تھا۔ مجھ ہی اُسی طرح [illegible] کتنے پیار [illegible] اُس [illegible] کرتے تھے [illegible] وہ اپنے دلی حالات و خیالات کا اظہار کرتے [illegible] اُن کے [illegible] گزشتہ [illegible] اُن کے تھا۔ [illegible] آپ سے باتوں کا [illegible] ہو گیا [illegible] آج بیکس ہیں — [illegible] مرتی ہے!

بابوجی کے نہایت پیار و محبت سے پلا ہوا کتا آج منہ خشک سے ادھر ادھر گھوم رہا تھا ـــــ ایک ایک کمرے میں اس کی تلاش کر رہا ہے۔ ان دو راتوں میں کس درد مند آواز سے وہ رو رہا تھا۔ بار بار میرے پاس آکر آبدیدہ نگاہوں سے میرا چہرہ دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا ہائے! اس بے زبان جانور! وہ تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ مگر اس کی یہ درد مند نگاہیں جیسے بولنا چاہتی تھیں "ہاں جی! وہ کہاں گئے ـــــ وہ؟ تو بابوجی کی کھاٹ کے نیچے ـــــ بستر پر ـــ صرف یہی کیوں؟ لحاف تک کے اندر گھس گھس کر بار بار تلاش کر رہا تھا ـــ مگر انہیں کہیں بھی نہ پا کر بالآخر کوں کوں کر کے رونے لگا۔ انسان کی طرح اس کی دونوں آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا دریا رواں ہو گیا۔ وہ کھانا نہیں چاہتا کھانا دیتے سے منہ پھیر کر بیٹھا رہتا ہے اور غمگین چہرہ بنا کر نہ معلوم کیا سوچتا رہتا ہے۔

گنساں بھی بلی بیٹھے بیٹھے آنسوؤں سے اپنا سینہ تر کر رہی تھی۔ موہن بابو اور ہری بابو بیچ بیچ میں آکر تسلی دے جاتے تھے۔

آفت و مصیبت میں پڑ کر میری شرم دور ہو گئی۔ ہری بابو مجھے ودی کہہ کر بلاتے تھے میں بھی انہیں دادا کہتی تھی ـــــ اتنے دنوں تک ان کے ساتھ بات چیت نہیں کرتی تھی۔ مگر اس قدر ربط ضبط اور میل و ملاپ کے بعد شرمانے سے کام نہیں چلتا میری بڑی خواہش تھی۔ کہ بابوجی کا آخری کام اچھی طرح سے کروں گی ـــ اس میں مجھے انہیں کا سہارا اور بھروسہ تھا۔

جو اس محلہ میں پروہت کا کام کرتے ہیں۔ وہ آئے ہے۔ اس شخص کو دیکھ کر میری طبیعت سخت مکدر ہو گئی۔ وہ مجھے "ماں" کہہ کر ضرور بلاتے تھے مگر اس کے چہرہ اور آنکھوں کے اندر کچھ ایسے حرف تھے۔ کہ جب تک میں نے گھونگھٹ نہ نکال لیا مجھے چین نہیں آیا۔ ایسے شخص سے اس قدر نیک کام کرانے کا مجھے حوصلہ نہیں ہوا۔ مگر کیا کرتی کوئی تدبیر نہیں تھی ـــــ جو چنڈال سے بھی زیادہ حقیر ہے سماج صرف اس کے گلے میں جنیو دیکھ کر ہی سب کے سر پہ پاؤں رکھ کر گھومتا ہے

پروہت ٹھاکر نے آکر کہا۔ "ماں! ایک بات کہنے آیا ہوں"

— "دیکھئے"

— "تمہارے باپ کی شرادھ کرنے کا حقدار تو کوئی نہیں؟"

— "نہیں"

— "تو پھر حسن کشتی کی رسم تو تمہیں کو ادا کرنی پڑیگی"

— "جی ہاں!"

— "یہ تو اچھا ہے تو پھر ابھی وقت سے تمام انتظام کر دوں۔ اس محلہ کا پروہت ہوں"

— "یہ تو مجھے نہیں معلوم تھا!"

— "تم نہیں جانتی ہو مگر تقریباً چار برس سے اس محلہ کا کون شخص نہیں جانتا تھا تمہارے باپ کے ساتھ بھی میرا بہت کچھ ربط ضبط رہا تھا۔ اُن کے جیسا نیک و پاک اور نیک دل شخص اس دنیا میں کہاں نظر آتے ہیں۔ اُف! ابھی جیہہ دل ہوئے۔ آنکھوں سے تقریباً چار برس پہلے، دو تقریباً چار برس پہلے، کیسی کیسی ہی باتیں کی تھیں۔ اور آج دیکھتا ہوں کہ وہ اس دنیا میں نہیں۔ دم کے دم میں کیا ہو جاتا ہے۔ یہ ہری اچھا کی لیلا اپار ہے اُسے کون سمجھ سکتا ہے۔ تم اپنے ماں باپ کی لائق لڑکی ہو، تو تمام کام کس طرح انجام دو گی!"

میں ہکّا بکّا رہ گئی تھی۔ وہ اتنے سب کچھ صاف صاف سادہ! اُنہوں نے اظہار مسرت کر کے کہا "ہاں! ایسی کو کہتے ہیں کہ ماں باپ کی طرح لڑکی ہے اور کیوں نہ ہوگی ماں ایسی تمہارے جیسا بات سن کر بہت خوش ہوا۔ اچھا اب انتظام ہونا چاہیئے!"

— "ٹھاکر! آج تو سب دوست کر رہا ہے وہ پھر سوہن بابو [illegible] کئے ہوئے ہیں کیا کہہ سکتی ہوں" [illegible] ان کی کیا ضرورت ہے؟"

— "ایک طرح وہ ہی صرف بگڑا [illegible] ان کی صلاح سے [illegible] میں تو کچھ نہیں کر سکتی"

[illegible] چاہتے [illegible] معلوم کیا [illegible] اس کے بعد ایک گہرا سانس لیکر بولے "اچھا اچھا [illegible] جاؤں [illegible] سے مل آؤں!"

[illegible]

مگر کسی قدر دیر بعد موہن بابو سے جب ملاقات ہوئی پر دہت ٹھاکر کے متعلق اُن
دونوں کئی ہی باتیں سنیں۔ ٹھاکر جی اچھے آدمی نہیں۔ یہ بات تو میں نے اُن کا منہ دیکھتے
ہی جان لی تھی مگر اُن کا مزاج بھی ایسا ہے یہ تو اسے میں بھی خیال نہیں کیا تھا۔

موہن بابو نے کہا "پھر بھٹا جا رہا ہے میری منت و خوشامد کرتے گئے تھے۔ مگر میری
خواہش نہیں کہ تم ان سے اس قسم کا کام لو۔"

میں نے کہا "وہ آئے! جب وہ اس قدر اُتنی کر کے آئے ہیں۔ تو ہنس کر بابو نے کہا
ہزار ہوا کہ بھی سر ہی تو ہے۔"

— تو پھر تمہاری مرضی اگر تم انہیں جانتی ہو۔ انکار کرنے میں کبھی بڑی رسوائی
ہوتی ہے انسان میں بھی بہت سے شیطان ہوتے ہیں

* * * *

بابو جی کا کام بھر دو دن ختم ہو گیا اس زندگی میں اُن کے نام کا اتنا پاک دل پھر
کب آ سکا — یہی سوچ کر میرا دل اندر ہی اندر دھک دھک کرنے لگا۔

چنانچہ کچھ ایسے دوسرے دن جب صبح اُٹھی تو ٹوم نظر نہ آیا۔ ازاں بعد ایک ایک
کر کے سات آٹھ دن گزر گئے۔ ٹوم واپس نہیں آیا — بہت تلاش کرنے پر بھی اُس کا
کوئی پتہ نہ چلا جس راستے سے بابو جی اُسے اُٹھا لائے تھے وہ راستہ کا کتا پھر اُسی
راستے میں کھو گیا کیا ٹوم بابو جی کو تلاش کرنے گیا؟ انسان کی ماما انسان بھول جاتا
ہے مگر جانور ہوتے ہوئے بھی ٹوم تو نہ بھول سکا — ماما کی پکار ہوتے وہ گھر چھوڑ کر سکھ
چھوڑ کر راستے میں دکھ اٹھانے نکل پڑا۔

بابو جی بھی کبھی ایک بات کہتے تھے میرے ہی ذہن میں وہ آ گئی کہ بعض اوقات
کتا انسان سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

بابو جی کی موت کے بعد دیکھتے دیکھتے ایک برس گزر گیا جس زندگی میں انسانی
ہوتی تھی [illegible]
[illegible]

اتنے میں اور بھی ایک واقعہ ہُوا۔
ایک دن دوپہر کو اکیلی بیٹھی ہُوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ یکایک موہن بابُو کی نوکرانی نے آکر کہا۔ آپ کو ماں جی بُلا رہی ہیں۔
سہم گئی۔ مجھے موہن جی کی بُوا نے بلایا ہے۔ کسقدر متحیّر ہو کر پُوچھا۔ "کیوں؟"
اُس نے کہا "یہ تو نہیں جانتی۔ کب آئی تھیں؟ کچھ بات چیت کرنی ہوگی"
میرے ساتھ بات چیت! کیا بات... کچھ سوچ کے کتاب بند کر کے بولی "چلو تمہارے ساتھ ہی چلتی ہوں"
نوکرانی کے ساتھ ہی باغیچہ کے راستہ سے موہن بابو کے گھر گئی۔
دردالان میں عورتوں کا ایک مجمع بیٹھا ہُوا۔ اُن میں لڑکیاں، نوجوان اور بوڑھی — ہر عمر کی عورتیں تھیں
مجھے دیکھتے ہی وہ سب باتیں بند ہو گئیں — سب کے چہرے پر ایک دبا ہوا جذبہ دوڑ گیا۔ یکساتھ ہی کتنی ہی تیز نگاہیں میرے مُنہ کے سامنے جیسے دھاردار چھُری کی طرح سیدھے پڑ گئیں۔ دل دھڑکنے لگا بیدل کی طرح ایک کنارے کھڑی ہوئی زمین کی طرف تاکتی رہی۔
نگاہوں سے جسقدر بھید کھلے جا سکتے ہیں۔ کئے گئے نہ معلوم کس نے کہا
ہاں جی موہن کی بُوا! کیا موہن اسی سے شادی کرنا چاہتا ہے؟
— "ہاں بیٹی! میری قسمت ابھی نصیب ہیں اور کیا کیا لکھا ہے یہ تو دیکھ ہی ہی جائیں"
ایک کونے میں چپ چاپ — اور مجھے سُنا سُنا کر نہ معلوم کہیں نے کیسی کہا "لعنت ہے۔ دیدگی کی طرح جلا ہُوا منہ لے کر یہاں آتے ہُوئے کمبخت کو شرم بھی نہ معلوم ہوئی۔ میرا عضو عضو شل ہو گیا۔ کسی طرح دبی ہوئی آواز سے بولی۔
"مجھے کیوں بلایا ہے؟"
موہن بابو کی بُوا جی نے کہا بیٹا! شوہر کو کھا کر اب میرا سر کھانے بیٹھی ہو کیوں"

بتاؤ تو سہی؟"

یہ کیسی سخت بات! میرے سر پر تو جیسے بجلی گر پڑی!

"دیس سے لڑکی ہو دیس جاؤ — بڑھوا بھوتنی ہو، مد ہوا کی طرح رہو۔ یہ تو نہیں ہوتا ہر طرح باپ کی بات ہو رہی ہے۔ انہیں کیوں بلایا ہے۔ جانتی ہو؟ جس طرح میرے بہت کا ستیا ناس ہو، اسی لیے، اس سے اُس کے محل پر بھی سیاہی لگے گی! تمہارے بھی کیوں ننو کی ماں!"

ننو کی ماں کو اب تک کچھ کہنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس وجہ سے اُس کا منہ پھول رہا تھا۔ کیونکہ موہن ماتو کی تو ذکی بات ختم ہونے سے پیشتر ہی وہ آنکھیں بچا کر بول اُٹھی "دادا وال! دھرم کیا برداشت کر سکے گا؟ جسمی تو بیٹھنے دیکھتے شدید ماتیہ مر گیا!"

اور ایک عورت — جیسے آگ بھڑکاتی ہے — اسی طرح سر اٹھا کر سر مار لہجہ میں تو لس کیوں نہ مرے! باپ باہر ہوئے بغیر نہیں رہتا!"

اور ایک بڑھیا دونوں کھوپڑی ہٹا کر کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولی "ماں! ماں! ماں!!! بدھوا! واہ! اس زمانے کی لڑکی ہے! ایسی لڑکی کے منہ میں آگ!"

"نکلے سر پیاسی او دیس سے مردوں کو تھکانے آئی تھی!"

"کون جانے وہ خاندان پر سیاہی لگا کر آئی ہے؟ اسے کون کہہ سکتا ہے!"

جس کے جو منہ میں آیا اُس نے وہی سنایا۔ ان چوٹ پر سانے والیوں کے درمیان میری حالت مسکین ہرنی کی طرح ہو گئی۔ اتنے انسان ہیں سے کیا کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو اس ابھاگی کو اُن کا نوالہ ہونے سے بچائے! دیوار کا سہارا لئے میں گونگی بنی ہوئی کھڑی رہی — دُکھ درد اور تکلیف سے میری دونوں آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا آنسوؤں سے تر ہو گیا۔

نہ معلوم کون عورت کرخت آواز سے بول اُٹھی "موہن کی تو! مالک نے کہا تھا کہ اگر لڑکی کے باپ کی شرادھ میں گئی تو اچھا نہ ہوگا۔"

یکایک کسی نے ڈانٹ کر کہا "ٹھہرو! بہت کی موہی! شرادھ میں مشورہ دینے

ہوئے فقیر بیٹا چارہ کی عقل کہاں گئی تھی کام کے وقت تو کام کا ہی - اور کام ہو جاتا
پر پا جی! واہ تمہارے مالک اچھے آدمی ہیں!

موہن لال کی بہو جھنجھلاہٹ آمیز لہجہ میں بولیں "مسالا نہ ہیں کی لڑکی ہو تو کیسی بھی سے
برا بھلا کہتی ہے؟"

—— "بوا جی! تم فقیر و ... ناراض نہ ہونا بڑھاپے میں تمہاری عقل پر پردہ پڑ گیا
ہے ایک تو بیچاری کا باپ مر گیا، دوسرے تم نے محلہ کی عورتوں کو بلا کر اس کے رحم ...
پر ایک انسانی کرم کیا ہو۔ شاید تم نے اسی لئے مجھے گھر سے بلایا ہے اور تم لوگوں سے
کہتی ہوں کہ تم میں سے کن کے دل میں دیا دھرم کا نام نہیں ایک گناہ ثابت ہی سے
کیا اس طرح دکھی دل کو دکھانا اچھا ہوتا ہے؟"

ایک عورت سے رہا نہ گیا بولی "اری تمہارا تو بڑی ... جو منہ
میں آتا ہے بے نقط سنا دیتی ہے!"

اور ایک عورت نے کہا "ابھی کل کی چھوکری ہے، دیا دھرم دیا دھرم چلاتی
چلاتی ہے"

—— "وہ سب باتیں جانے دو۔ جتنا آپ نے ساتھ دیا ... سے کام لیا اسی کا
دیا اور اس کا حال معلوم ہے —— اگر اپنی عزت، کچھ منظور ہے تو چپ چاپ بیٹھی رہو
ورنہ اپنا انجام سوچ لو"

کس نے آکر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ ... اس نے پوچھ کر اچھی طرح دیکھا ایک نہایت ...
عورت! کیا اسی کا نام ... ہے؟

انھوں نے ... ابھی ہی مجھ سے کہا "میری لکشمی ... نہیں اسی وجہ سے
سب جو منہ میں آتا ہے کہہ جا رہی ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ... سے الٹی ہو گی تو
میں تمہیں یہاں ہرگز ہرگز نہ آنے دیتی تم اپنے دل میں کوئی خیال نہ لاؤ۔ جاؤ گھر جاؤ!"

گھر آکر جب اپنے کمرے میں گھسی۔ اسوقت میرا دل سینے میں خوب خوب ...

تڑپ رہا تھا۔

زندگی میں بہت سے دُکھ اُٹھائے مگر اتنی ندامت اور بے عزتی مجھے کبھی بھی برداشت نہیں کرنی پڑی باؤجی کی محبت اور خاطر داریوں ہی سے دونوں وقت اِس پہاڑ کی آڑ میں تھی۔ باہر کا آدمی بھی مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکا۔ آج جوں ہی باؤجی کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھا یہ سمندر ہو گیا۔ اسی وقت ایسا [illegible] لے کر زہر آلود سانسوں سے مجھے جلا کر خاک کر دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے باؤجی ڈرتے تھے کہ اُن کی عدم موجودگی میں میرا کیا ہوگا؟ سمجھ گئی۔ سمجھ گئی!!

آج جو سُنا وہ کس قدر خوفناک بات ہے۔ ان لوگوں نے کیا سمجھا؟ [illegible] باؤ کو میں چھو تک سکی ہوں۔ ایسی بات بھی سُننی پڑی ——— اوماں!

اس کے اور سب قطع نظر اس محلہ میں مجھ سے رہا جائیگا۔ مگر باؤجی کہاں؟ جس کے ماں نہیں، باپ نہیں، شوہر نہیں۔ اکیلے پن کے لئے صرف تم دنیا میں ہو۔ ہاں! تم ——— تم ۔ ایسی عورت کا دُنیا سے اُٹھ جانا ہی اچھا ہے!

آج کی یہ [illegible] ختم ہو جائیگی [illegible] ہی رہے گی لوگ نہ معلوم کیا کہیں گے ہر طرف سے کانوں میں انگلی [illegible] ہو گی۔ [illegible] آج [illegible] ملا دیگی ——— [illegible] گی [illegible]

شوکت میری [illegible] اپنے آپ کو [illegible] باؤجی؟ ۔۔۔

ہاں اور آپ [illegible] مگر [illegible] لئے [illegible] کب [illegible] سماج سے دشمنی مول لینگے۔ اور مجھے [illegible] کا شکار بنینگے؟ اس میں بھی [illegible] ہوں گی وہ بھی [illegible] ۔ یہ تو اور بھی خوف کی بات ہے!

زندگی کے [illegible] نظر آئے [illegible] سے ٹکرا کر وہ نہ معلوم کس [illegible] ڈوب گئے۔ آج [illegible] ہوں۔ کہ [illegible] دکھ درد [illegible] اس میں حل [illegible] ۔ [illegible] اُس کی [illegible] ہوتے ۔

دونوں ہاتوں [illegible] دل تھام کر رہ گیا ہوئی [illegible] باؤجی! تم [illegible] اپنے پاس بلا لو۔

۱۵
پندرہ

حمنا کی باتیں!

بُوا جی کا خط پڑھ کر بڑی ہنسی آئی۔ بہت بگڑی تھیں کہ میرے دادا کو میر لقب سمجھ کر اُن کا دماغ خراب کرنے کی فکر ہے۔ بہت اچھا ذرا مجھے وہاں پہنچنے دو۔ پھر ایک کان نہ اُٹھا لوں تو میرا نام نہیں۔ میں شریف تھی تنہا ہوں۔ جس کا شوہر مجسٹریٹ ہے اُس کو کسی بات کی کیا فکر؟ میرے رہتے رہتے ایسی خرابی پیدا ہو۔ دادا یہ کبھی نہ ہونے دیں گا!

اور دادا بھی کیسے آدمی ہیں۔ لڑکی ہوتی تو اب تک اُس کے ہاتھ پیلے ہو جاتے۔ ایسی گھر میں بیٹھی ہو گئی اور وہ ہمیشہ یہی رٹ لگائے رہتے ہیں۔ کہ شادی نہ کروں گا۔ ابھی عمر گزر گئی۔ سالا خدا معلوم کہاں کی ایک ادھیڑ عمر کو دیکھ کر دل بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ دل بھی کیا دیوانی چیز ہے کہ جہاں تہاں بغیر سوچے سمجھے دے دیا اور پایا اُمید کو منہ کا!

میں اسی وقت میرے شوہر نکلتا ہوا اندر سے مکان میں داخل ہوئے۔ مجھے دیکھ کر بولے۔ "کس کا خط پڑھ رہی ہو؟"

— "تمہارا خط نہیں ہے!"

— "یہ تو سمجھ گیا۔ مگر کس نے لکھا ہے؟"

— "یہ ابھی نہیں معلوم ہو گا۔ اس مور کے پر لگا ہوا ہے کاگ[1] اپنی چال کر آرام سے بیٹھو! بعد ازاں رفتہ رفتہ سب معلوم ہو گا!"

— "حمنا! تم بھی عجیب ہو۔ شوہر کو کاگ کہتی ہو۔ ابن!"

— "بہروپیا کے لئے کیا سچ کہا بھی صحیح ہے؟"

— "مگر شوہر کے لئے کوّے کی تشبیہ تلاش کرنا کہاں تک مناسب ہے۔ اگر یہی بات تھی تو کوئل کا نام لے سکتی تھیں!"

— "ہو بہو لے سکتی تھی مگر کوئل کو کسی نے کبھی مور کے پر لگائے ہوئے دیکھا ہے"

---

[1] بمبئی کوا ۱۲

یہی وجہ ہے تم کالے ہو سفید کوئی نہیں ہو"

— ٹھیک ہے جیسا تم لوگ — عورتیں تھیٹر کے کسٹرڈ باتے کی طرح ہوتی ہیں۔ اگر وہ ناچا نہ ہو ۔ ہو تو مشکل۔ جمنا! تمہاری باتوں پر مجھے غصّہ آرہا ہے!

— یہ بہتیر! اگر تم ناراض ہونا چاہتے ہو۔ تو دل سوچ کر کسی اور دن ہونا۔ اگر تم آج ہی ناراض ہو گئے تو میرا کام کیونکر ہو گا؟ اس لئے مجبوراً میں آج تم سے معافی مانگتی ہوں کیوں کیا کہتے ہو۔ اچھا کپڑے تو اتار ڈالو۔

شوہر کو ناشتہ وغیرہ دیکر بیوی نے پنکھا جھلتے جھلتے کہا۔ کل میں کچھ دنوں کے لئے اپنے میکے جاؤں گی۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

شوہر کے ہاتھ کا رس گلہ ہاتھ ہی میں رہ گیا آنکھیں چڑھا کر بولے "اس ساون کے گھرا موسم سبت کے ان خوشگوار ایام میں تم باپ کے گھر جانا چاہتی ہو؟ عجب عقل!"

— معاف کیجئے گا۔ شریمان جی کی رکاوٹوں کو میں ویدوں کی بانی سمجھ کر سر و چشم قبول نہ کر سکی۔"

— جمنا! اگرچہ میں نہایت وسیع دل ہوں تاہم میں یہ برداشت نہیں کر سکتا!"

— پھر! یہ خط تو میری بانی پڑھ کر پڑھ سکو گے؟ — یہ کہکر میں نے تو امی کا خط ان کے ہاتھ میں دے دیا۔

خط پڑھتے ہی سوامی جی کرسی چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور میری پیٹھ پر زور سے ایک گھونسہ مار کر بول اُٹھے "شاباش ہو میں اتنا ناش! ارادہ تمہیں اس قدر حوصلہ ہوا — تم بدھوا لواہ کرنا چاہتے ہو؟"

میں نے چہرہ سنجیدہ کر کے کہا "میرے دادا بدھوا کرینگے اس سے حضور کی اسی قدر خوشی کا کیا سبب ہے؟"

— خوش نہ ہوں گا — کیا کہتی ہو؟ مرے سنسکاروں کی وجہ سے بدھوا کو کتنا دُکھ ہو جاتی ہو مو ہیں ان تمام مرد عادت میں نہیں پڑا۔ میرے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

اور جمنا! تم کیسی ہو؟ منہ سے تو یہ کہتی ہو کہ مدھوا کی شادی کر دینا مناسب ہے۔
مگر آج جب تمہارا بھائی شادی کے لئے تیار ہوا۔ تو تم پیچھے ہٹ رہی ہو!"

— "واہ ری عقل! پیچھے نہیں ہٹی۔ جس کے گھر سے بیاہ کرتے ہیں خاندان واقف
نہیں مزاج سے آگاہ نہیں اُس کی نسبت کچھ کیسے کہوں؟"

— "وہ سب جانے تعجب کیا موہن شادی کرنا چاہتا ہے؟"

— "مردوں پر اعتبار نہیں۔ عورتوں کو دیکھتے ہی اُن کے منہ میں پانی بھر آتا ہے
دماغ میں چکر آنے لگتے ہیں وہ اپنے آپ پر ضبط نہ کر سکیں یہ غیر ممکن ہے۔"

— جمنا! مردوں کی طرف سے میں تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا خیال غلط ہے"

— "تو پھر"

— "میں ایک ایک عورتوں کے مجمع کے درمیان حالت مجھ میں ہوئی کہ سر اُٹھاؤں
زبان جھجکنے لگی اور سر چکرانے لگا"

— "تو بیان کی طرح حسن و سلیقہ میں ممتاز ہونے کے سامنے ہیں؟ میں تم دوسرے
کی عورتوں کو ایسی ماں بہن کی طرح دیکھتے ہو یہ صرف میرے گُن کی وجہ سے کیوں
سکھایا! اب تمہاری سمجھ میں یہ بات آئی؟"

— "تمہارے گُن کی وجہ سے یا میرے گُن کی وجہ سے یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن
تمہاری طرح اپنی تعریف کر کے میں پاپ کا بھاگی بننا نہیں چاہتا۔ ہاں اتنا
اور کہے دیتا ہوں عورت جب نظر سے گر جاتی ہے تو وہ اُس کے ساتھ ہی دو پاپ کرتی
ہے — اوّل، کہ وہ تصورات کے ڈھیر کو بڑھاتی ہے اور دوسرے اپنی
خوبصورتی کی دلکشی کو جو ایشور نے عطا کی ہے — اس لئے اسے پرہیز احتراز احتراز؟
— تم اپنی تقریر کو ختم کرو۔ اگر میرے منہ پر قفلِ سکوت لگانا چاہتے ہو تو
اس وقت بہت سے سوالوں کے متعلق —؟"

— "ہاں ابھی تمہیں تمہارے سوالوں کی اجازت دے سکتا ہوں مگر ایک شرط پر۔"

— "وہ شرط کیا ہے ذرا میں بھی تو سنوں!"

— یعنے موہن کی شادی میں تم کسی قسم کی رُکاوٹ نہ پیدا کر سکو گے؟"

— اگر دادا کے قائل گھر اور بیوی دونوں ہو گئے تو میں کسی قسم کی رخنہ اندازی سے کام نہ لوں گا۔"

— ہاں تمہاری بات مجھے منظور ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تمہاری عرض منظور ہوئی یا نہیں کلکتے کب جاؤ گے؟"

* * * *

کلکتے آکر پتا چلا سب سے تمام باتیں سُنیں انہوں نے جن الفاظ میں لڑکی کا تذکرہ کیا اُس سے مجھ پر یہ ذہن نشین ہو گیا کہ وہ بہت بے حیا اور آزاد خیال عورت ہے اور گھر بستی ہو بُرے کے یا قائل ہے دادا پر جادو کر دیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ اُس سے لڑکی پر مجھے بہت سخت غصہ بھی آیا۔ کم ہوا۔ بڑی بی نے کہا کہ لڑکی کو ایک بار کسی طرح بلاؤ تا کہ میں اُس سے صاف صاف کہہ دوں کہ ایک ہندو سے شادی کرنا دادا کے لئے سر بسر غیر ممکن ہے۔

اُس دن دوپہر کو جب میرے گھر میں عورتوں کی سبھا اکٹھی ہوئی تو میں نے لڑکی کو بھی بلایا۔

دیکھا اور ہاں ایک کیا دیکھتی ہوں جو سوچا تھا وہ اُلٹا ہو یعنی تو سر کی پُتلی ہے لاجونتی کی بیل کی طرح ذرا سے لمس سے جھک جانے والی پھول کی طرح بہت خوبصورت ایک چھوٹی سی موم کی پُتلی ہے ایسا معلوم ہوا قدرت نے سانچے میں کسی نے تصویر کی مانند خوبصورت تصویر رکھ دی ہے۔ آنکھ کا رنگ ایسا لگتا اور عضو عضو اس قدر سڈول کہ بار بار دیکھنے کو جی چاہتا تھا بے ساختہ یہی طبیعت چاہتی تھی کہ سینے سے لپٹا کر پیار کیا جائے میں یا خود کوشش کی اپنی آنکھ نہیں سکتی تھی۔ حیرت سے لاجواب ہو کر اُس کی طرف دیکھتی رہی

اتنے میں تو ابھی اس لڑکی کو جو اُن کے منہ میں آیا گالی گلوچ سنانے لگیں۔ لڑکی کو دیکھ کر میں اس قدر مسحور ہو گئی تھی کہ مجھے کچھ پتہ نہ تھا کیا ہو رہا تھا

ازاں بعد جسوقت دیکھا کہ سادہ لوح اور شریف النسب لڑکی ان چند زنان دراز لڑاکیوں کے درمیان اس طرح ذلیل ہو رہی ہے۔ کہ مُنھ بات نہیں نکلتی۔ اسوقت میری نگاہیں آبدیدہ ہوگئیں!

میں نے اُس کی حمایت میں دو چار باتیں سُنا دیں ان عورتوں میں سے یہ بخوبی واضح تھا۔ کہ میں کسیکی طرفداری نہیں کروں گی اسیوجہ سے وہ سب چلی گئیں اور اس کے بعد میں لڑکی کو رخصت کر آئی

مگر دل کو اُسوقت بھی اچھی طرح نہ سمجھا سکی اس سادہ لوح شریف النسب اور یتیم مگر بدنصیب لڑکی کو محض میری وجہ سے اتنی لعنت و ملامت برداشت کرنی پڑی ہے یہ سوچتے سوچتے اُس کے لئے میرا دل اندر ہی اندر تڑپنے لگا۔ اگر دادا نے یہ تمام باتیں سُن لیں تو وہ اپنے دل میں کیا سوچینگے؟ یہ بھی سُنا کہ لڑکی کے گھر میں اسوقت کوئی مرد نہیں ہے دادا ہی اُس کے نگراں حال ہیں مجھ سے ا ب ضبط ہو سکا سا پیچھے سے اُن کے مکان میں گئی

جا کر کیا دیکھا۔

دیکھا لڑکی فرش زمین پر لیٹی ہوئی آنکھوں کے آنسوؤں سے سینہ سیراب کر رہی ہے۔ اور دھیمی ہوئی آواز سے موت کے استقبال کی تیاریاں کر رہی ہے

اُف! میں کیسقدر سنگدل اور بیرحم ہوں

اپنے آپ کو لعنت و ملامت کرتی ہوئی میں اُس کے پاس جا بیٹھی۔ وہ اپنے دُکھ سے اسقدر بے خود ہو رہی تھی کہ میری آہٹ بھی نہیں سُنائی دی اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی "دیکھی بہن اتفاقاً اس طرح بھی کوئی موت کو پکار رہا ہے"

وہ چونک کر اُٹھ بیٹھی پھر آب لگا ہوں سے میری طرف دیکھتی ہوئی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

اُسوقت بھی آنسوؤں کا دریا اُس کے گالوں سے بہتا ہُوا سینے کو سیراب کرتا تھا۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا "میری پیاری! روتی کیوں ہو؟ نہ رو تمہیں میری

قسم؟"

اس نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے کہا "آپ — آپ کون ہیں؟"

"میں موہن بابو کی بہن ہوں کیوں؟ اب تو مجھے پہچانا؟"

میرا یہ جواب سن کر پھر وہ خوف سے چونک اٹھی

میں نے ہنس کر کہا "پیاری بہن! خوف کی کوئی بات نہیں۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے نہیں آئی ہوں۔ بلکہ معافی مانگنے آئی ہوں۔"

وہ کچھ دیر تک چپ چاپ سر جھکائے رہی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ بولی "کیوں؟ آپ نے کیا قصور کیا ہے۔ جس کے لئے معذرت چاہتی ہیں بلکہ میں خود ہی آپ کے روبرو قصوروار ہوں۔"

"نہیں! ہم نے کیا قصور کیا۔"

وہ ایمان سے بچوں کی طرح سسکیاں لیتے ہوئے بولی "قصوروار نہیں؟ میرے تین کل میں بھی کوئی اپنا کہنے والا نہیں۔ ایک تو میں یوں ہی غریب کی لڑکی ہوں اس پر بدھوا۔ کیا میں آپ کے پاک صاف خاندان میں کلنک لگانا چاہتی ہوں۔ میری بات پر یقین کیجئے کہ میں آج رات کو ہی کہیں کسی نہ کسی طرح چلی جاؤں گی جہاں ٹھکانا ملے گا۔ وہیں جاؤں گی — آپ لوگ میرے متعلق کسی قسم کی فکر و تشویش سے کام نہ لیجئے گا۔"

ذرا ٹھہر کر بولی "نہیں! مجھے معاف کرو۔ یہ تو زمانہ قدیم کی بڑی بوڑھی عورتیں ہیں۔ جو منہ میں آتا ہے سنا دیتی ہیں اور محلے کے لوگوں نے تو دوسروں کا حال دیکھ اٹھانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ ان کی باتوں پر تم کان نہ دو۔ میں تمہیں کہیں بھی نہ جانے دوں گی — تم میری بہو ہو گی۔ تم سے میرا خاندان روشن ہو گا۔"

"جی نہیں! میں جسم کی دکھیاری ہوں۔ میری یہ دکھوں سے بھری ہوئی زندگی دنیا میں کسی کے کام نہیں آئے گی۔ محض میرے لئے آپ کیوں اپنا سر نیچا کرائیں گی — میں آپ کی کون ہوں۔

مجھ سے اور ضبط نہ ہو سکا روتے ہوئے دونوں بانہوں سے کھینچ کر بولی۔

تو میرا ہے۔ سہاگ کا بھینٹی میں ابرا بچھڑا

اگر آزادی ملی تو دور ہی اُڑ جائے گی۔ مگر بہن میں تمہیں نہ چھوڑوں گی۔ اسی طرح باندھ رکھوں گی۔

اُس نے میرے سینہ پر اپنا سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا۔ "نہیں بہن! ایسا نہ کہو۔"

میں نے اپنی گود میں اُن کا سر رکھ کر پوچھا۔ "بہن! تیرا نام کیا ہے؟"

— "سرلا!"

— "اور میرا نام ممتا ہے۔ نہیں! میں تیرے ان لبِ لعلیں کا بوسہ لینا چاہتی ہوں۔ بڑی خواہش ہو رہی ہے کہ ان جاں بخش ہونٹوں کا رس چوس کر اپنی زندگی سپھل کروں۔ — کیا تم نے ان ہونٹوں کا جمع شدہ رس آج تک کسی سے نہیں چوسا۔ میں تیرا ممنون رہوں گی۔ اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ نہیں اس مجسٹریٹ کی بیٹی ہوں ایسی دھرم والوں کی پیروی کر کے سب کام کرتی ہوں۔"

انہیں نیم آبدار نگاہوں سے سرلا نے میری طرف دیکھ کر دلکش ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

واہ! اُس کی ہنسی دیکھ کر میں سمجھ گئی کہ میری ہی جیت ہوئی۔ میں نے پیار سے اُس کا منہ چوم لیا

— "مجھے آپ کہہ کر اب نہ پکارنا۔ میں تجھ سے تھوڑی ہی بڑی ہوں۔ اس کے علاوہ بہت جلد تیری نند ہوں گی۔"

— "آپ بڑی ہیں۔"

— "پھر آپ! اگر تم میری بات نہ مانو گی تو میں ابھی سے نند بھاوج کا رشتہ شروع کر دوں گی۔"

— "تم بڑی دُشٹ ہو۔ مجھ سے اس طرح دل لگی کرتی ہو!"

— "ہم سب تمہارے بلیدان کے لئے آگئے ہیں۔ اس [illegible] ہماری ہو چکی دنیا بھر میں [illegible]"

"بس! تم میں نہ معلوم ایسا کونسا جادو ہے۔ کہ اتنی سی دیر میں ہی مجھے اپنا بنا لیا"

"تیرا حسن دلپذیر دیکھ کر دنیا بھول جاتی ہے — میری کیا حقیقت ہے؟ جو تجھ کو دیکھ کر بھی اپنا بنانے کی کوشش نہ کرے گا۔ میں اسے انسان نہیں سمجھتی"

"دیدی تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔ مجھے اب اور زیادہ شرمندہ نہ کرو!"

"سرلا! میں تو اپنے دادا کی تعریف کرتی ہوں کہ انہوں نے کیسا عمدہ انتخاب کیا ہے۔ حیرانی تو اسی بات کی ہے کہ جو شخص شادی کے نام سے اس قدر بھاگتا تھا۔ وہ آج شادی کے لئے اتنا پریشان کیوں ہے؟ اب سمجھ میں آگیا۔ دادا تو خیر مرد ہیں تجھ کو دیکھ کر میں از خود رفتہ ہو گئی ہوں!"

"جاؤ بھی!"

"اچھا! اب وہ بات نہ کہوں گی مگر ایک اور بات دریافت کروں گی!"

"کیا؟"

"چھپاؤ گی تو نہیں۔ ٹھیک ٹھیک جواب دو گی نا!"

"پہلے بات تو سنوں"

"سرلا! تو دادا کو پیار کرتی ہے؟"

سرلا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

"میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتی۔ بتاتی کیوں نہیں شرماتی کیوں ہے؟"

"دیدی! او دیدی —"

"ٹھہر ٹھہر! اب کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں تیری نگاہیں دیکھ کر ہی میں سب کچھ سمجھ گئی"

سولہ ۱۶

وہ پیار کی باتیں!

ہزاری باغ کی [illegible] کئی دن گزر گئے سرلا باپ کو ابھی تک نہیں بھولی تھی

درد و غم کے پہلے دھکے کو اُس نے کسی نہ کسی طرح سنبھال ہی لیا۔

اس اثنا میں جمنا اپنی سسرال سے یہاں آ کر کتنے دنوں تک رہی۔ بوا جی کی زبانی سُنا تھا کہ میری شادی فسخ کرنے کے لئے انھوں نے جمنا کو لکھا تھا۔ میں اپنی اس چھوٹی سی بہن کو جس قدر پیار کرتا ہوں اُس کی دُرشت زبان سے اسی قدر ڈرتا ہوں اگرچہ میں اُس کے خوف سے شرم کو نہیں چھوڑتا تاہم اُس کی زبان سے کس قدر خوف ضرور کھاتا تھا اسی وجہ سے وہ جس دن سے یہاں آئی تھی میں بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ بھُول کر کبھی اُس کا سامنا نہیں کرتا تھا۔

مگر دوسرے دن جب میں کھانا کھانے بیٹھا۔ جمنا نے آ کر مجھے گرفتار کر لیا۔ بولی "دادا! ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی گھر میں بہو بھی نہیں آئی مگر تم اپنی جمنا کی یہ ابتدا ہی بیڈی بے حد سُنکر میں تھوڑی سہم گیا کہ وہ میری خبر لئے بغیر مجھے نہ چھوڑے گی اسوقت یہ اسم ہونا ٹھیک نہیں۔ اسی وجہ سے مزاح لگا کر ذرا تیز لہجہ میں بولا۔ "کیوں؟ کیا ہوا؟"

جمنا نے شرارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا "نہیں۔ اب اور کیا ہوگا؟ کل سے تم تمہاری شکل ہی نہیں دیکھنے میں آئی۔ اسی وجہ سے کہا تھا کہ کل کہاں تھے؟"

"جہاں میں نہیں رہتا وہاں مجھے تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"او ماں! میں دیکھ رہی ہوں کہ تم شروع سے ہی لڑائی جھگڑا کرنے پر کمر بستہ ہو۔ اتنے دنوں بعد تو میں سسرال سے آئی۔ اس پر بھی یہ نہ پوچھا کہ کیسی ہو؟"

میں نے لجاجت آمیز لہجہ میں کہا "کچھ خیال نہ کرنا آج میری طبیعت کچھ غمگین ہے"

"غمگین ہے! دادا! سچ بتاؤ۔ کیا ہوا؟"

"نہیں۔ نہیں۔ چنداں فکر نہیں۔ سر میں سخت درد ہے"

"سر میں درد ہے چلو۔ کھانا کھا کر لیٹ رہو۔ میں تمہارا سر دبا دونگی"

"نہیں نہیں۔ تجھے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ جا۔ اچھا کام کر"

"ابھی تو کہا تھا۔ کہ سخت درد ہے اور اب کہتے ہو کہ درد نہیں۔ دادا! تمہیں کیا

وہ دن گذرتی جا رہی ہے اگر یہ جھگڑا اور بھی بڑھ گیا تو شاید وہ تم سے شادی بھی نہ کرے دادا انہیں کسی قسم کا خوف نہیں۔ اِن لوگوں کی تم غلطی پر پرواہ نہ کرو۔ وہ لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

حمنا میری مدد کرے گی۔ میں نے خواب میں بھی خیال نہ کیا تھا میں نے سوچا تھا اُس کا دل بھی عام لڑکیوں کی طرح تنگ ہے۔ ولایت سے وہ کہیں آ... کے بعد تو ہر [illegible] مگر جا کر اُس کے مزاج میں اس قدر تبدیلی آگئی ہے یہ میں نہیں جانتا تھا۔

میں نے کہا۔ نہیں! میں محلّے کے ایک شخص سے بھی نہیں ڈرتا!"

— مگر سماج میں تو تمہارا حوصلہ ٹوٹ جائے گا تمہاری بھلائی کی خاطر سرلا [illegible] سے شادی کرنے میں بھی عذر کرتی ہیں [illegible] آج باتوں باتوں میں سرلا کے خیالات اچھی طرح جان لئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ بات کہتی ہوں دادا اب تم اس شادی میں کسی قسم کے تامل سے کام نہ لو۔ سرلا جیسی لڑکی تمہیں اور کہیں نہ ملیگی

* * * *

حمنا کچھ دن میرے گھر رہ کر سسرال چلی گئی۔ اِن چند دنوں میں ہی اُس نے [illegible] اس کی شگفتہ مزاجی اور دل خوش کن [illegible] دل [illegible] اُس کے چہرے پر ایک خاص دلکشی اور دلربائی [illegible] حمنا کے اصرار پر سرلا کو [illegible] جاتا تھا کبھی کبھی دل اُس کے ہاتھ سے [illegible] گنگنانا پڑتا تھا [illegible] زندگی [illegible] ساتھی پا کر سرلا بہت خوش ہوئی۔

[illegible]

اور شرمائی ہوئی ... جھجکنے والی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی سُرما سُندری بُت بنا پیا کھڑی تھی
میرے پاؤں کی آہٹ اُس کے کانوں میں پہنچی۔ وہ گھوم کر کھڑی ہو گئی
میں نے کہا "سُرما! یہاں اکیلی کھڑی ہو؟"
سُرما کے ہونٹوں پر پھیکی ہنسی دکھائی دی۔ بولی "آپ کی بہن نے دونوں کے لئے
آکر میرے دل کو اس طرح فریفتہ کر لیا کہ اپنے ساتھ ہی لے گئی۔ اُس کے لئے نہ معلوم میرا
دل کیسا ہو رہا ہے"
—— اس طرح اکیلے رہنے سے تو اور بھی طبیعت خراب ہو گی۔
—— موہن بابو! جو یہاں اکیلا ہی آیا ہے اُسے دوسرا کہاں سے ملیگا۔ یہ کہکر سُرما نے
مانوس انداز سے سر جھکا لیا۔
موسم بہار کے ابتدائی طرب خیز جھونکوں میں سے کسی ایک جھونکے نے آکر سُرما کے
خیالی سرمایہ میں گھونگھروالے بالوں کو عجیب انداز سے رقص کناں کر کے اُس کے سر سے ساڑی
کا پلّہ ہٹا دیا۔
سُرما نے ساڑھی اوپر سرکائی میں نے مخل ہو کر کہا "ٹھہرو! قدرتی ماحول میں کسی قسم کی
روکاوٹ پیدا نہ کرو۔ آج کی یہ ستارہ ادا ... [illegible] ... بکھری رہینگی۔ ... [illegible]
تم ایسی ہی کوشش کیوں کر رہی ہو ... [illegible] ... اور سر تم مجھ سے ایسی ...
... [illegible] کیوں ہو"
—— ... [illegible] ... آگیا ہے تو تمہاری قسم کا
کیا قصور ہے"
—— سُرما ... [illegible] ... اور ساتھ ... [illegible]
پیدا کرتا ہے تو حیا ... [illegible] ... اختیار کر لی ہے ... [illegible] ... متضاد کام کرتی
ہیں ... [illegible] ... اگر اُس میں ... [illegible] ...
ہو ... [illegible] ... اس پر کوئی ... [illegible] ...
ہوتا ہے۔ اور ... [illegible] ... آسکتا ہے ... [illegible]

[illegible]

کا کیا مطلب نہیں ہوگا۔"

— "ہاں اگر دو دن کو تو ٹھیک ہے [illegible] کا [illegible] [illegible] سے [illegible]
ہو جائیگا"

مرزا صاحب [illegible] نے کہا "آپ [illegible] لگ گئی ہیں [illegible]"

[illegible] آج [illegible] آپ [illegible] [illegible] آ گیا ہے
یہاں [illegible] کر دیا ہے [illegible]

[illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] ہو گا [illegible] [illegible]
اٹھا سکوں گی [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

— "[illegible] [illegible] ہو گا [illegible] [illegible] تم [illegible]
[illegible] [illegible] زیادہ [illegible] [illegible]"

"[illegible] [illegible] دل [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] ہاتھوں [illegible]"

"مرزا [illegible] [illegible] [illegible]"

"[illegible] [illegible]؟"

"مرزا [illegible] [illegible] تم [illegible] [illegible]؟"

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] آج [illegible] [illegible]"

"تو کیا میں [illegible] کا [illegible] کر دوں؟"

مرزا [illegible] [illegible]

"[illegible] [illegible]"

"[illegible] [illegible]"

"نہیں اب بولو! دن مقرر کروں؟ کہا"

"نہ کہیے!"

"میرا جان ہیں جان آگئی! تم نے مجھے موت کے منہ سے بچا لیا اب اس طرح کب تک منہ بند کیے رہو گی — کھولو آنکھ لو! منہ کھولو" یہ کہہ کر میں نے اس کے دونوں کانپتے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے دبا لیا۔

سمیرا کا ایک ایک عضو سرخ ہو اٹھا — جیسے سرخ گلاب کا پھول! اس کی پیشانی پر وہ لٹکتے ہوئے گھونگھر والے بال قطرات عرق سے تر ہو گئے ٹھوڑی اور رخساروں پر بھی ہلکی ہلکی بوندیں نظر آنے لگیں۔

سمیرا چپ چاپ وہیں بیٹھ گئی

میں جیسے ازخود رفتہ ہو گیا سمیرا مجھے یہاں دکھائی دی — میں آہستہ آہستہ — اپنی مرضی کے خلاف اس کے اوپر جھک پڑا — ارادہ تھا اس کا وہ گورا گورا شگفتہ گال تیرے جسم اور گل گلاب کو شرمانے والے گالوں کا بوسہ لینے کے لئے جس کا — کشش — اسی وقت سمیرا نے اپنا منہ پھیر لیا۔ میں بھی متحیر ہو کر اپنے آپ کو سنبھال لیا اور آگے پیچھے ہٹ گیا — خیال آیا — ابھی تک ہم دونوں شادی کے رشتہ سے بندھ نہیں گئے

* * * *

شادی کا سب کچھ ٹھیک ہو گیا — اب صرف دس دن باقی ہیں اس کے بعد سمیرا میری ہو گی

آج صبح نانی جی ہماری امّاں کو ڈانٹ ڈالی ہو تم ابھی سسرال کے کسی ایک رشتہ دار کے گھر چلی گئیں وہاں سے وہ آتی جائیگی — اب اس گھر میں قدم کبھی نہیں رکھیں گی ہم لوگوں کا منہ بھی یہ نہیں دیکھیں گی!"

مگر رشتہ داروں میں سے کسی نے ہمارا ساتھ قبول نہیں کیا ہم نے بھی محض اسی وجہ سے کسی کی خوشامد درآمد نہیں کی — جن لوگوں سے یہ سوچا تھا کہ ہم ان کے سامنے اپنا سر جھکا سکیں وہ لوگ ہماری یہ حالت دیکھ کر دل ہی دل میں بہت متحیر ہوئے ہمارے اپنے گاؤں [illegible] صرف [illegible] آئی تھی وہ اکیلی ہی سو آدمیوں کی حیثیت رکھتی ہے اس کے [illegible]

اور قہقہے سے تمام مکان گونج اٹھا

میرے بہنوئی نے بھی جو خط مجھے لکھا تھا۔ اُس میں ہمت و حوصلہ پر آفرین و مرحبا کے انبار لگا دیئے تھے۔ اُنہوں نے اپنے خط میں اس بات کی بڑی آرزو ظاہر کی تھی کہ شادی ہو جانے کے بعد موقع سے وہ بھی یورپ دیکھنے آئیں گے۔

مگر مستقبل کی جو میں نے سنہری خواب دیکھے کہ میں جس وقت اس کائنات کو جنت ارضی کا بارگاہ سمجھ رہا تھا۔ ناگہاں بدقسمتی نے آکر عین اُسی وقت میری زندگی کے خواب حسین کے جالوں کو تار تار کر کے گلستان سے بھی بدتر بنا دیا — یہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اُف! یہ کیسی زبردست چوٹ لگی — قسمت کا کیسا مضحکہ ہے اس سے تو موت ہزار درجہ بہتر تھی — موت کے ساتھ ساتھ ہی ان تمام کا خاتمہ ہو جاتا — اس طرح گھڑی گھڑی اور پل پل تو مجھے لقمۂ اجل نہ بننا پڑتا۔ اُسی دن سے سمجھ گیا ہوں کہ ایک کمر درد حسرت میں تنہا دل جیسے پتھر کی طرح میری انسانی زندگی کی آرزوئیں اور امنگیں جھول رہی ہیں پھر یہ بس کیسے ... نہ تاگا ٹوٹ جائے — دم کے دم میں انسانی زندگی اس قدر انقلاب پذیر ہو سکتی ہے اُس کی تمام آرزوؤں اور اُمنگوں پر اس قدر جلد اوس پڑ سکتی ہے۔

جانے دو ! [illegible] واقعات کس طرح ظہور پذیر ہوئے اس [illegible] کا اعادہ ضروری ہے

باغیچہ کے اُس حصہ میں جہاں سنگ مرمر کے حوض کے پاس ہزاروں فوارے [illegible] تھیں صبح کے وقت آفتاب کی شعاعیں جھوم جھوم کر اُس پانی میں جگمگاہٹ پیدا کر رہی تھیں اُسی جگہ سیتا اور جمنا۔ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے کھڑی تھیں

میں دوسری منزل میں کھڑکی کے پاس میز کے سامنے بیٹھا ہوا ڈائری لکھ رہا تھا اُنہیں دیکھتے ہی لکھنا بند کر دیا وہ دونوں اپنی باتوں میں محو تھیں اُنہوں نے مجھے نہیں دیکھا ناگہاں جمنا کو کیا خیال آیا — وہ سیتا کو وہیں چھوڑ کر باغیچے کے دوسری جانب چلی گئی سیتا میں تنہا فوارہ کے پاس بیٹھی ہوئی — شاید سرخ مچھلیوں کا کھیل دیکھ رہی تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible] پھول [illegible] کی

[illegible] پھولوں کی [illegible]

[illegible] کہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا

[illegible] دیکھنے لگا [illegible]
[illegible]

پچاس روپیہ کا انعام!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہمیشہ کے لئے!

باغیچے سے سرلا اور جمنا دونوں کے دبی ہنسی کی آواز آئی ـــ میرا عضو عضو جیسے ہنس اٹھا۔ اری جمنا! تو نے سرلا کو پھولوں کے زیورات سے آراستہ کر دیا ہے۔ یہ لپ سٹک پاؤڈر کیس کی ہے؟ یہ تو دوسرے کی ہے اسے بھولنا ہوگا!

بھولنا ہوگا! بھولنا ہوگا! سرلا اب میری نہیں؟ کیا یہ ممکن ہے نہیں نہیں ـــ نہیں ہو سکتا یہ کبھی نہ ہونے دوں گا۔ میں اس طرح خودکشی نہیں کر سکوں گا۔ سماج سنسار۔ باپ بیٹا دھرم۔ ادھرم ـــ سب چولھے میں جائیں یہ سب جھوٹ ہیں یہ صرف انسان کی آزادی میں رخنہ انداز ہونے کے لئے ہیں۔ میں اس جھوٹ کو ہرگز نہ مانوں گا ـــ ان رکاوٹوں کو توڑ کر میں باہر آ جاؤں گا ـــ دیکھوں گا پھر کوئی کیا کر سکتا ہے؟

شادی میں اب دیر نہیں۔ سرلا کے شوہر نے جب اپنے دنوں تک پتہ نہیں پایا۔ تو اب بھی نہ پائے گا ـــ میں بھی سرلا سے کچھ نہیں کہوں گا ـــ نہیں ـــ ایک لفظ بھی نہیں ـــ پہلے شادی ہو جائے ـــ اس کے بعد جو ہونا ہوگا۔ ہوگا۔ سرلا کے شوہر کو اگر پتہ بھی لگ گیا تو بھی کوئی خوف نہیں اس وقت پھر وہ سرلا کو میرے گھر بیوی کی حیثیت میں دیکھ کر تو چھین نہ لے جا سکے گا!

اور جانے ہی کیوں دوں گا شادی کے بعد سرلا کو لے کر میں وطن چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ دور۔ بہت دور۔ شہر چھوڑ کر جنگلوں میں ٹیڑھی ترچھی اور دشوار گذار ندی کے کنارے سایہ دار پہاڑوں کی اوٹ میں بیلوں سے گھری ہوئی کٹیا میں ـــ کون دیکھے گا کوئی نہ جانے گا پھر ہم دونوں ہی اس سنسان جنگل اور عجیب و غریب نظارہ کے درمیان بہاروں کا آزاد لطف اٹھانے کی کبھی نہ تھکنے والی تان پر شیشے جیسے چکوا اور چکوری کی طرح آمنے سامنے بیٹھ کر مدہوش ہو کر اپنے دل کا ٹھکانے سے ہوتا کے بعد ازل ـــ دل کے اندر دل! سر پر پتنگوں آسمان کا شامیانہ اور پاؤں کے نیچے روشنی اور تاریکی سے بھرپور دنیا درخت درخت اور پھول پھول میں ہوا کی سرسراہٹ کا نغمہ ـــ اف اوہ کیسی زندگی!

مگر اُف! یہ سب کیا سوچ رہا ہوں؟ نہیں- نہیں یہ کیا! یہ دیوی دیوتا کی طرح پاک صاف سَرما کو کیا میں اپنے پاپ کے لمس سے کلنک کا ٹیکا لگا سکوں گا؟ جہاں چھل کپٹ ہے- وہاں شانتی کہاں! دل میں اشانتی! منہ میں پریم؟ یہ تو اور بھی ناقابل برداشت ہے نہیں ـــ یہ سب فضول ہے ـــ سراسر فضول ہے ـــ چاہے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو- سچائی کو ہمیشہ ہی اپنے سر پر لینا پڑیگا-

سترہ

سَرما کی باتیں!

اب تو جمنا ودی کے ساتھ بڑی مشکل ہوگی۔ ہائے بابا! ایسی ڈھیٹ لڑکی تو میں نے نہیں دیکھی-

آج بہت دیر تک وہ مجھے پھولوں کے زیورات سے مرصّع کرتی رہی۔ صرف آرائش ہی نہیں کیا- میرے دل میں نہ معلوم کیسے کیسے خیالات بھی بھر دیئے۔ مالا آرائش کے بعد بھی کہا "پگلی چھوکری! مجھے تیرے بر کے پاس سے حلوں بخشیش لے آؤں!"

میری نگاہیں جہاں کی تہاں رہ گئیں اور بول اُٹھی- او ماں! او ری! یہ کیا پاپ؟ کیا میں اب زندہ رہوں گی؟

میرے گالوں کو تھپتھپا کر جمنا ودی نے کہا "دُلہن تو کیا کہتی ہے- جس کے ذکر ہی سے تیرے چہرے پہ سُرخی کی جھلک دوڑ جاتی ہے کیا تو اُس کے پاس جا کر مر جانے کی سمجھ گئی تو میری آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتی ہے!"

ـــ "ودی! تمہاری ان بڑی بڑی آنکھوں میں تو میں دھول ڈالنے سے رہی!"

ـــ "سرما! اگر تو مرد ہوتی؟ ـــ"

ـــ "تو پھر تمہارے دادا میرے ساتھ شادی کرنے میں بڑی رکاوٹیں ڈالتے!"

ـــ "اگر میں مرد ہوتی اور تمہاری شادی نہ ہوئی ہوتی ـــ تو!"

ـــ "تو میں تیرے پریم ساگر میں پڑ کر خوب خوب غوطے کھاتی رہتی!"

— یہ تو ناکام ناول ہے پھر تمہارے دادا کی کیا حالت ہوتی … کام میں تو ان کی حالت کا اندازہ نہیں کیا۔

— جب ناول ابھی ختم ہی نہیں ہوا … تو دادا نے … کام کی سزا کو ابھی کیا ضرور … میں … نہیں ہوئی اس وقت … مجھے … ہوم سکتی۔ یہ … والی تو رہی اسی وقت … [illegible] … اور … اپنا … میرے گالوں پر … پیار … کردی … [illegible] … یاد نہیں آتی

میرے کوئی … [illegible] … کا … [illegible]

کبھی پایا ہے … [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

… آنسو … [illegible]

… [illegible]

… کہا … ہو گیا … [illegible]

… اگر … [illegible] … نکل گئی

۳

میں بھی آہستہ آہستہ … [illegible]

گھر … داخل ہوتے ہی … [illegible]

… [illegible] … طرح کا … [illegible]

… [illegible] … شادی … [illegible]

… [illegible]

… دوسری شادی ہوئی تھی … یاد آتی … [illegible]

کیا … اور … کا کوئی … نہیں … [illegible]

آہستے آہستے زندگی کے دوست [illegible] دست بردار کر کے [illegible] عہد ماضی کی یاد
کہ [illegible] اور [illegible] کی وجود [illegible] اطمینان [illegible]
[illegible] حمیل [illegible] میں [illegible] دل [illegible] میں [illegible] کی
حالت میں [illegible] آج [illegible] میں [illegible]
دور کر [illegible] تمام درد [illegible] دور کر دوں۔ [illegible]
صبح [illegible] کی [illegible]
سلسلہ [illegible]

[illegible]

سامان لے کر میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا ہوں۔ نہیں سمترا یہ بات نہیں ہے ۔۔۔ تمہارا شوہر زندہ ہے مگر آج سے میں مُردہ ہوں۔ مجھے دیکھو۔۔۔" کہہ کر انہوں نے ہی تھر تھر کانپتے ہوئے میرے ہاتھ میں اخبار کا ایک حصہ دیا۔

اخبار پڑھتے پڑھتے میرے دل کا خون برف کی طرح جم کر سرد ہو گیا۔ منہ اٹھا کر دیکھا گھر میں جو ہیں وہ تو نہیں ہیں

آئینے میں نظر پڑی، اس میں میرا وہ پھولوں سے مرتب جسم نظر آیا مگر میرا چہرہ ۔۔۔ میرا چہرہ! جسے میں خود بھی نہیں پہچان سکی۔ آئینے میں میرا وہ چہرہ مُردے کی طرح سفید تھا۔ کیا میں مر رہی ہوں؟

پاگلوں کی طرح میں نے تمام پھولوں کے زیورات نوچ کر توڑ اور مل دل کر پھینک دیئے۔

اٹھارہ

ہیمیندر کی باتیں!

گاؤں میں ایک دوست کے یہاں ہو [illegible] سا تھا

کلکتہ میں واپس آکر دیکھا مجھے میرے نام آیا ہے خط [illegible]

خط یوں تھا۔

"دو بھائی [illegible]!"

خط پا کر جس قدر جلد ممکن ہو میرے پاس آ جاؤ [illegible] میں بڑا ہوں تمہارا ساتھ بہت سے [illegible] باتیں [illegible]

[illegible]

[illegible] کیا [illegible] ایک ہفتہ تک کلکتہ میں نہیں رہا [illegible]

[illegible] "[illegible]" [illegible]

[illegible] میں [illegible] کھل

چل رہے ہیں۔ عورت اس کا اصل الاصول چاہتی ہے۔ مگر مرد صرف مرد کا خواہش مند ہے۔ اس مرد میں متوالا ہو کر انسان اس قدر اپنے آپ کو ذلیل سا دیتا ہے۔ یہ نہیں معلوم تھا!

جو ہو کھانا وغیرہ کھانے کے بعد موہن کے گھر گیا۔ موہن اپنے کمرے کے کونے میں بستر پر لیٹا تکیہ میں منہ چھپائے پڑا تھا۔

میں نے کہا "کیوں موہن اندن دیوتا کے ساتھ ساتھ یار و نے بھی تمہارے اوپر نظر عنایت کی ہے؟"

موہن آہستہ آہستہ منہ اٹھا کر میری جانب لایا۔ مگر درد آلود نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

یہ کیا! اس کی آنکھوں میں آنسو — روتے روتے اس کا منہ پھول اٹھا ہے۔ اور اس کا چہرہ — ان کئی دنوں میں یہ کیسی تبدیلی! موہن کی آنکھیں دھنس گئی ہیں۔ اور گریہ وزاری سے سرخ چہرہ جیسے اندر کو بیٹھ گیا ہے — اس کی آنکھیں اور نگاہیں کیسی ڈراؤنی — بکھرے بال بکھرے اور پریشان لباس بار بار دیکھ کر ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ برسوں سے بیمار ہے۔

میں نے بھی یہی سوچ کر جلدی پوچھا "ہاں موہن! کیا تمہاری طبیعت کچھ خراب ہے؟"

موہن نے پراگندہ ہنسی ہنس کر کہا "بیماری؟ ہاں ۔ بیماری!"

"موہن! کیا ہوا؟ بتاؤ بھائی!"

اس نے منہ سے کچھ کہے بغیر ہی ایک کاغذ میرے سامنے رکھ دیا۔ اسے دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی انگریزی اخبار کا ٹکڑا ہے۔ میں بغیر کچھ سوچے سمجھے اخبار پر نظر دوڑانے لگا۔ پڑھتے پڑھتے سمجھ میں آ گیا کہ کیوں موہن کی ایسی حالت ہوئی ہے۔

کچھ دیر تک حیرت سے چپ چاپ کھڑا رہا۔ کہا، "جی ٹھیک ہے۔ مرا ہوا انسان

[illegible]

کو اپنے پاس رکھوں۔ امید واثق ہے کہ آپ اسے ناگوار خاطر نہ سمجھیں گے۔ میں پرسوں دورہ کے لئے
پر جا رہا ہوں گا خصوصیت کا تمام انتظام کر گئے گا۔

امید ہے کہ آپ سب اچھے ہوں گے میرا بار بار پیام قبول فرمائیے فقط

خادم [illegible]

حسن جب خط ختم کر چکا تو مونس نے کہا ابھی کوئی بات باقی ہے
مونس نے [illegible] ہو رہا تھا۔ ہم کیسی باتیں کر رہے [illegible] انسان بندہ
ہو سکتا ہے اور قدرت میں اس قدر انقلاب ممکن ہے یہ تو [illegible]
کی بات ہے کیا کسی طرح کوئی امید ہو سکتی ہے [illegible]
سکے گا۔

کسی طرح اپنے آپ کو سنبھال کر [illegible] چاہئے"
[illegible] کیا [illegible]
پاؤں اٹھا دیئے ہیں اس میں ڈوب کے کسی طرح چھٹکارا [illegible]
"مونس [illegible] کیا [illegible] کوئی خط وغیرہ بھیجا [illegible]"
"نہیں!"
"ہاں اچھا تو [illegible] وہ [illegible]
[illegible] کس طرح بھیجا؟"
"جس وقت [illegible] تبدیل کر کے [illegible]
[illegible] کو کوئی خط وغیرہ نہیں لکھا۔ اگر [illegible] تو کیا وہ ایسی
حرکت کر سکتا تھا اس کے علاوہ [illegible] دن بعد جب وہ واپس آیا [illegible] اور [illegible]
[illegible] تو بھی [illegible] کسی خاص کوشش سے کام نہیں لیا کوئی اور ہوتا تو
ضرور اپنی بیوی سے ملتا مگر [illegible] بھی نہ ہوا خط [illegible] لکھا [illegible] کیوں
[illegible] کو جو خط لکھا ہے اس میں [illegible] کا کوئی ذکر نہیں [illegible] کو
پیار نہیں کرتا۔ [illegible] کوئی اور ہی بات ہے!

ش: کیا بات ہے؟ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ؟"

ن: جہاں تک میرا سوال ہے سر سید کو یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ مراری بانو کی موت ہو چکی
ہے اور مراری بانو کے نام [illegible] میرا سکے [illegible] اس وہ اسی فکر میں ہے۔"

ش: تار کے نام میں دیکھتے کہ اس نے مراری بانو کے نام سے ہی خط لکھا ہے؟"

ن: وہ [illegible] ہے اگر مراری بانو زندہ ہوتے تو وہ انہیں خط لکھنے کا حوصلہ
کبھی بھی نہ کر سکتا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ میرا اُس کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ سے
مراری بانو سخت ناراض ہیں۔ ایسی حالت میں وہ کیونکر اُسے اپنی لڑکی سونپ دیتے؟
مرید تو اتنا تک بھی [illegible] سوچ کو چاہے نہیں کر سکا [illegible] میرا یہ خیال ہے۔"

ش: اگر لیلیٰ مراری بانو کی موت کی خبر مل جاتی تو اُسے خط لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟"

ن: شاید میرا سکے [illegible] کہ وہ [illegible] ہی [illegible] سمجھا جاتا؟ تو میرے
اُس سے ساتھ [illegible] کی [illegible] تمام ناس پریشانی پیدا کر دی؟"

ش: تو میں پھر میرا کے لئے کیا تدبیر ہوگی؟"

ن: لا علاج [illegible] کسی طرح بھی [illegible] کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ
نکال [illegible] گا میرا تو وہی اس کی فکر ہوگی۔ [illegible]
[illegible] اچھا [illegible]
[illegible]

[illegible] کبھی کچھ معلوم نہیں کیا ہوگا تو معلوم
[illegible]"

ش: [illegible] اطمینان رکھو [illegible] کام [illegible] وش رہتے ہو [illegible]
[illegible] میں اٹھایا
[illegible] کیا [illegible] شادی [illegible] ساتھ [illegible] سر سید [illegible]
[illegible]؟"

ش: [illegible] کیوں [illegible] مگر

... یہ کہہ کر موہن نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ڈھانپ لیا اور پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولا: "مگر بھائی! ہمارا کیا ہوا۔ وہ دست ہر پر قم اُس وقت کی بات سوچ رہے ہو گیا اس وقت جو قسمتیں پھوٹ نکلی ہیں۔ اُس پر بھول کر بھی توجہ نہیں دیتے۔ ایسی خوفناک حالت کا اندازہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں لگایا تھا۔ جو اندھا ہے اُس کے لئے رات اور دن دونوں یکساں ہیں۔ میرا تمام مستقبل تمام زندگی اور تمام آرزوؤں اور امیدوں کا دارو مدار جس پر تھا وہ قسمتی کی ایک چوٹ سے ٹکرا کر چور چور ہو گئی ہے۔ ٹوٹا ہوا دل اور یہ درد زندگی لے کر کیا میں دنیا کے راستہ میں کھڑا ہو سکوں گا کیا میں —— کیا میں —— نہیں —— نہیں۔ یہ ناقابل برداشت ہے۔ یہ چوٹ مجھے پاگل بنا دیگی۔ میری انسانی زندگی کو حیوانی زندگی بنا دیگی۔ مجھے . جانے دو۔ جو ہونا تھا ہو گیا —— میں کیوں بے فائدہ سوچ سوچ کر مرا جا رہا ہوں —— جانے دو —— جانے دو" کہتے کہتے یکایک موہن اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد میری طرف سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا: "نہیں یا دوا! کچھ کہہ سکتے ہو کہ میرا خودکشی کرنا مناسب ہے یا نہیں؟"

اتنی دیر تک میں دکھ کے بوجھ سے گراں بار ہو کر چپ چاپ اُس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ موہن کی عادات و خصلت سے میں کوئی واقف تھا اس جیسا شخص ذرا سی دیر میں گھبرا اٹھتا ہے۔ کبھی مجھ سے پوشیدہ نہ تھا دنیا کے بہت سے انسان آفات و مصائب کی بارش برداشت کرتا ہے۔ عمر کو بدلتی ہے قدم قدم پر شکست کھاتا ہے —— اور اسی وجہ سے اُس میں پختہ کاری آتی ہے مگر نفاست پسند اُسے دنیا دار نہیں کہا جا سکتا۔ موہن کی حالت دیکھ کر مجھے بہت خوف ہوا میں زبردستی اُس کا لے گیا۔ اور اُسے چارپائی پر لٹاتے ہوئے کہا: "کیا مردوں کے دل کی ساخت پھر سے کچی ہے؟ انسان جب دنیا میں خودسر ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ تو اُسے بہت بڑے حوصلہ اور ہمت کی ضرورت ہے انہیں سب کچھ برداشت کرنا ہو گا۔ کرنا ہو گا!"

"بھائی مجھ میں تو اب طاقت برداشت نہیں رہی۔ جو اپنا سب کچھ کھو چکا ہے مسرت کی تعلیم یقیناً اُس کے ساتھ زہر کا کام کرے گی۔"

سنیئے کہتے ہیں وہ دو دو روز روتے رہے اور ... سر اگلا پکڑ کر بچوں کی طرح زار زار رونے لگا
محبت کی ... اور ... اس وقت اللہ کا ... تھا ... اُس
وقت ان کا گھر بھی ... اچھا ... موہن کی بھی اسوقت یہی حالت تھی
— وہ اس وقت ... [illegible] ... تھا

موہن کی والدہ ... بول ... خیال آ گیا ... [illegible]
... [illegible] ... اسوقت ... پتہ

* * * * * *

... [illegible] ... کر ... دہرا کر رہ گئے
وہیں تو کسی طرح ... [illegible] ... تھا — اس ... کہ ... سے
... جائے گی ... [illegible] ... تھا

میں نے اُس سے ... [illegible] ... جو ... گئے
... ؟"

... [illegible] ... "ادھر ... سر ... لاتا ... [illegible]
ہوئی ... ہاں ... آ ... [illegible] ... تھا کہ وہ موہن کے پاس جانا ہی ... !"

"ہاں ... [illegible] ... کیا ... [illegible] ... اُس کا ... رہا
معلوم ہوتا ہے!"

"مگر اس کی یہ حالت کیوں ... اُس کا سر بھی ... پیار ... کر لیا
... کی ... شوہر کے پاس جا رہی ہے — اور اُس کا شوہر اُسے قبول کرتا ہے
... [illegible] ... پہلی ... ہو گی ...
... حالت ... قابل غور و فکر ہے ... [illegible] ... کا
... [illegible] ... اس طرح ... کر سکے گی؟"

میں اُسی وقت ایک گاڑی ... دروازہ پر آ کھڑی ہوئی میں جلدی جلدی
... آیا ... [illegible] ... بیٹھا ... اُسی طرح ... [illegible] ...

گاڑی کے اندر سے جو شخص باہر آیا اُس کی عمر تقریباً ۵۰-۳۵ سال کی تھی بال [illegible]
شدہ ہو گئے تھے۔ آنکھوں پر سنہرے چشمہ ہاتھ میں چھڑی - اور لباس بہت عمدہ
تھا۔ رنگ کالا ہونے پر بھی چہرہ میں خاص طور سے دلکشی تھی۔

مجھے دیکھتے ہی اُس نے پوچھا "کیا یہی مرادی بانو کا مکان ہے؟"

"— جی ہاں، آپ کس کو تلاش کر رہے ہیں؟"

"— مرادی بانو کو"

"— اُن کا تو انتقال ہو چکا ہے"

"مرادی بانو کا انتقال" [illegible]
[illegible]

"— [illegible] کا نام [illegible] ہے؟"

وہ [illegible] ہو کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا "واہ آپ کو میرا نام [illegible] معلوم ہے؟"

"— اندازہ"

"— آپ کا اندازہ صحیح ہے [illegible] آپ کا کیا نام ہے؟"

میں نے نام بتا دیا

"— میری بیوی مرادی بانو کے گھر میں اس وقت کون رہتے ہیں؟"

"— اُن کی لڑکی"

"— اکیلی؟"

"— ہاں اکیلی تو ہے مگر ہم لوگ اُس کے نگراں حال ہیں"

"— آپ لوگ!"

"— جی ہاں، ہم لوگ!! — [illegible] اور مراد [illegible] ہیں!"

"— کون؟ جس کے ساتھ میری بیوی کی شادی کی —" کہتے کہتے [illegible] یکایک [illegible]
تھم گیا۔

"— مسٹر [illegible] آپ کو تمام باتیں معلوم ہیں!!"

سرمد نے اٹک اٹک کر کہا "ہاں! شاید آپ پوچھنا چاہتے ہیں واقف ہیں اُنہیں کی بابت میں نے یہ بات کسی سے کہا!

"تو میں اکبر شاہ پور کے زمیندار روبین بانو جن کے ساتھ میری ۔۔۔"

"ہاں انہی کے ساتھ آپ کا کچھ قول قرار تھا۔"

"آپ نے انہیں کیونکر پہچانا؟"

"میرا اشتہار دیکھ کر انہوں نے مجھ پر بڑی نوازش کی۔ ہماری بانو کا پتہ بتا دیا۔"

"سرمین بانو تعجب ہے۔ جب آپ کو اتنی خبریں مل رہیں تو مرادی بابو سے وفات کی خبر کیسے پوشیدہ رہی!"

سرمین نے غصہ میں آ کر کہا "چاہتے ہیں آپ کے ساتھ سوال و جواب کرنے کی غرض سے یہاں نہیں آیا ہوں، اپنی بیوی کو لینے کے لئے آیا ہوں۔"

"چلئے۔ آپ کو مکان کے اندر لے چلوں۔"

"معاف کیجئے گا جناب! مجھے آپ کی امداد کی ضرورت نہیں ۔۔۔ یہ کہہ کر سرمین تیزی سے مکان کی طرف بڑھا"

"فرمائیے۔ معاف کیجئے گا۔ آپ ہی سرمین بانو ہیں۔ جب تک اس کا پورا ثبوت نہ مل جائے گا میں آپ کو مکان میں قدم نہ رکھنے دوں گا ۔۔۔ یہ کہہ کر میں اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔"

"کیا آپ مجھے روکنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟"

"آپ بلاوجہ غصہ نہ کیجئے گا۔ جب ہماری بانو اپنی لڑکی کا بار میرے اوپر چھوڑ گئی ہیں۔ تو ایسی حالت میں آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ میرا کیا فرض ہے؟"

"نہیں آپ ہٹ جائیے۔ راستہ چھوڑ دیجئے"

میں نے نہایت نرمی کے لہجہ میں کہا "مجھے دھکا دینے کا بھی آپ کو کوئی حق نہیں۔"

سرمین نے غضبناک ہو کر مجھے گھونسا دکھایا مگر چھونے سے پیشتر ہی میں نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔

سُریش نے ہاتھ چھڑانے کے لئے کئی ہی کوشش کی مگر با آخر ناکامیاب ہو کر جھنجھلاتے ہوئے بولا۔ چھوڑ دو ... چھوڑ دو ... ورنہ ..."

"ورنہ کیا سُریش بابو؟ روئیں گے یا کسی کو مدد کے لئے بلائیں گے آپ؟ ... تو دیکھ ہی لیا کہ ہماری بانو نے اپنی لڑکی کا ہاتھ کسی کمزور کے ہاتھ میں نہیں دیا ہے، ہاں رو رو کر دکھانے سے ... یہ کہہ کر میں نے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"تو کیا آپ مجھے اس گھر میں ... رہنے دیں گے کیوں؟"

"سُریش بابو! آپ بچوں کی طرح کیوں باتیں کرتے ہیں۔ آپ اپنی بیوی کے پاس جا بیٹھئے۔ اس میں مجھے کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ میں صرف آپ کے دل کی مشکل میں شک و شبہ رفع کرنا چاہتا ہوں۔"

"مگر میرے رہتے رہتے غیر شخص کے ساتھ میری بیوی ..."

"چپ۔ جب اسی بات پر ... آپ کی بیوی ... کی بہن کی طرح ہے۔ ابھی ابھی سُرما کی نوکرانی اندر سے باہر آتی ہوئی بولی ... دولہا بابو کو اندر بلایا ہے۔"

یکایک اوپر کی جانب میری نظر گئی۔ دیکھا ... کھڑکی ... دیکھ رہی ہے۔

میں نے اسی وقت سُریش کا راستہ چھوڑ دیا ... ہوئے ... اور مجھے دکھا کر دروازہ بند کر لیا۔

سُریش سمجھ گیا تھا کہ میں نے اُس کی ... مگر ... اسی ... وہ مجھے اندر نہیں جانے دیتا تھا ... حال ... کہ اُس کی ... سُریش کی ... کرنے کی ... کے بعد بھی ... کو ایک خوف تھا۔

مگر سُرما کا مستقبل سوچ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا ... کی ساری کی

بات بھی شیریں کو جان چکی تھی غریب ثریا کس حالت میں اس شادی پر آمادہ ہوئی تھی یہ
وہ نہیں سمجھ سکی تھی [illegible] نظر رکھتے ہوئے ثریا کو تکلیف برداشت کرنی ہی ہوگی
بھگوان جانے اس کی قسمت میں کتنے دکھ لکھے ہیں۔ ان دکھوں کو کون رفع کر سکے گا
یہ کیسی تقدیر ہے؟ [illegible] ان دو ہستیوں کی خوشی میں یہ دکھ کا پہاڑ کہاں سے
پھوٹ پڑا [illegible] کا یہ کیسا ہمدرد مصنف اور ستمگر ہے! اس زندگی میں کیا ثریا
کبھی سکھ کا منہ دیکھ سکے گی؟

[illegible] مغموم و متفکر ہو کر [illegible] کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا یہی سب باتیں سوچ رہا تھا
موہن کھڑکی کے پاس [illegible] کی طرح بیٹھا تھا۔ اس وقت بھی وہ [illegible] بیٹھا تھا
کیا سوچ رہا تھا یہ اوپر والا ہی جانے

[illegible] گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ سنائی دی موہن [illegible] چونک
کر [illegible] کی طرف [illegible] اٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا

ثریا کی گاڑی [illegible] موہن کا کلیجہ دہل رہا تھا [illegible] سمجھ گیا [illegible]
[illegible] آنکھوں کا تارا [illegible] وقت جیسا نظر آتا وہ [illegible] کبھی [illegible]
ثریا گاڑی کی طرف [illegible] پاس پہنچی تھی۔

[illegible] اس نے [illegible] کا پردہ ہٹا دیا۔ اس کے بعد پھر دونوں ایک
دوسرے کی طرف دیکھنے لگے [illegible] جھکنے والی نگاہوں سے [illegible] کیسا
اور چپ چاپ [illegible] ان کے دلوں کا ایسا ایک [illegible] آنکھوں کے راستے باہر آنا
چاہتا تھا

گاڑی [illegible] دور ہوتی جا رہی تھی۔
موہن [illegible] کھڑا ہوا۔ اس کے بعد سامنے کی طرف جھک پڑا
گاڑی [illegible] موٹر کے پاس ہی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔
وہیں خالی [illegible] نگاہوں سے [illegible] ہوا بہت دیر تک کھڑا رہا
اس کے بعد ایک گہرا سانس لے کر [illegible] پر گر پڑا۔ فوراً اس کے پاس جا کر دیکھا وہ بے ہوش ہو گیا۔

۱۵
اپیل

سُمریہ کی ماں!

مجھے دیکھ کر بتا خوش نہ ہوئی۔ یہ میں جانتا تھا۔ پہلے کبھی ایسا نہیں [illegible]
تھی [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] اس فکر میں گُم تھی [illegible]
کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] کی طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible]
سلام [illegible] [illegible] [illegible] کھڑی تھی [illegible] [illegible] میری [illegible]
دیکھتی رہی [illegible] چہرہ تصویر کی طرح بالکل [illegible] [illegible]
[illegible] کی [illegible] [illegible] حیرانی اور [illegible] کوئی آثار نہیں تھے
اس کی یہ حالت دیکھ کر میں [illegible] رہ گیا [illegible] [illegible] کی [illegible]
کوئی لفظ نہیں نکلا

سَرما نے بھی کچھ نہیں کہا
اتنی خاموش اور پُرسکون کمرہ میں گھڑی [illegible] [illegible] ہوئی [illegible]
رہی تھی۔

میں اس خاموشی کو [illegible] نہ کر سکا [illegible] [illegible] [illegible]
— اور پھر ایسی خاموشی [illegible] ناگوار معلوم ہوتی ہے [illegible] [illegible]
ہی زبان کھولی بولا "سَرما! میں آ گیا ہوں!"

سَرما جیسے چونک اٹھی۔ [illegible] اُس نے [illegible] [illegible] "بیٹھو!"

میں ایک کرسی پر چپ چاپ بیٹھ گیا پھر وہی سناٹا اور خاموشی! [illegible]

مجھے غصّہ آنے لگا۔ میں اُس کا شوہر ہوں۔ تم کے گھر سے واپس آیا ہوں، آج اتنے دنوں
کی ملاقات کے بعد اُسے یہ دریافت کرنا مناسب تھا کہ میں کیسا ہوں؟ غصّہ سے میرے
عضو عضو سے چنگاریاں نکلنے لگیں ۔ مگر نہیں۔ اس وقت دلی غصّہ کے اظہار کا موقع
نہیں ۔ ورنہ سب مٹی میں مل جائے گا ۔ ہر چیز کے لئے خاص جا ہے ۔ سو میں نے
اپنے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار دکھا کر پوچھا " تم اچھی تو ہو؟"
جیسے خواب سے بیدار ہو کر سرلا نے کہا " جی "
" اچھی تو ہو؟"
" جی ہاں!"
" اتنی دور کیوں کھڑی ہو؟ پاس آؤ۔ اتنے دنوں میں ملاقات ہوئی ہے!"
تصویر کی طرح میرے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔
اُس کا ایک ہاتھ میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ " اُف! کیسا سرد ہاتھ تھا! اُس
کے مُنہ کی طرف دیکھ کر میں نے کہا " سرلا! بہت دنوں سے تمہیں نہیں دیکھا ۔ اف تم
کیسی خوبصورت نظر آتی ہو ۔ اب وہ اگلی سی سرلا نہیں ہو! "
سرلا نے کوئی جواب نہیں دیا
میں نے آہستہ آہستہ اُس کو اپنی طرف کھینچا اگرچہ اُس نے کسی قسم کی رکاوٹ
نہیں کی ۔ مگر اُس کی آنکھ اور دونوں آنکھیں جیسے مُردے کی طرح مصنوعی شیشے
کی آنکھ کی طرح بالکل بے حس و حرکت اور ساکن ایسی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں
اور نگاہیں ایسی عجیب ہو گئی ہیں کہ دیکھتے خیال نہیں آ سکتا۔ دل کی بات دل میں
ہی دبا کر جھک کر میں نے اُس کا مُنہ چوم لیا میرا یہ بوسہ جیسے کسی پتھر کی مورتی کے
سرد ہونٹوں پر جا پڑا۔
ذرا دیر بعد کہا " قسمت سے میں اس وقت پر آ موجود ہوا۔ ورنہ تمہارا کیا ہوتا ذرا
بتاؤ تو سہی؟ تمہارے ساتھ غیر کی شادی ہے۔"
میری بات ختم ہوتے ہی یکایک سرلا کے چہرے میں تبدیلی آ گئی۔ اتنی دیر تک

جبکہ وہ [illegible] بیچاری میں بھی سوتی ہی تھی ---- میری باتوں سے اُس کی نیند کھل گئی میری طرف دیکھ کر اُس نے میری گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔

میں نے اب اس کی رکاوٹ ڈالنے کی کوئی کوشش نہیں کی ---- کیونکہ ہم آغوشی ایسا پیار محبت کی جانب میری قطعی توجہ نہیں تھی۔ تاہم جسقدر ضروری تھا۔ وہ مجھے کرنا پڑا۔

عورتوں کی عقل کی طرف میری ذرا بھی عقیدت نہیں۔ بنگالی لڑکیاں پرندوں کی طرح عقل سے خالی ہوتی ہیں۔ دو چار دانے چھوٹے سے ہی سپیشل کروہ دام میں آجاتی ہیں۔ اور اسکے گیت گانے لگجاتی ہیں۔ چند چکنی چپڑی باتیں حسن کی بری عورت از خود رفتہ ہو کر روشنی سے تاریکی کے غار میں شوق سے قدم رکھدیتی ہے۔ اور شوہر کے قدموں میں اپنے آپ کو نثار کر دیتی ہے۔ حقیر زیورات۔ ہار۔ تاگا۔ مالا پاکر وہ پھولی نہیں سماتی ---- وہ ایک بار بھی نہیں سوچتی کہ یہ ہار اُسکے گلے کا ہار بن جائیگا اور چوڑیاں و بالیاں ہتھکڑی کا کام دینگی اور پازیب پاؤں کی بیڑیاں ثابت ہوں گی اگر بنگالی عورتیں ان سب باتوں کو سمجھیں تو ہماری عورتوں میں ایک زبردست تبدیلی آجاتی۔ فرانس کی طرح یہاں بھی زنانہ محل کا نام ونشان تک نہ رہتا۔

سرما بھی تو بنگالی لڑکی ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، اور طوطے کی طرح خوب بولنا چالنا سیکھ لے ---- مگر میں ہرگز نہ بھولوں گا کہ آخر وہ بنگالی لڑکی ہے میرے دلی خیالات کا اندازہ لگا سکے یہ طاقت اُس میں کہاں؟ اب وہ مجھے پیار کرے یا نہ کرے اگر میں ذرا بھی سب خوشامد سے کام لوں۔ تو وہ ابھی میری غلام ہو سکتی ہے اور اپنا سب کچھ سونپ دیگی۔

میں نے اپنی تقریر کی تمہید کو برقرار رکھنے کے لئے کہا "سرما! پردیس سے واپس آکر میں نے تم لوگوں کی کتنی ہی تلاش کی۔ اس کا تمہیں کیونکر یقین دلاؤں اخبارات میں کیسے ہی اشتہارات دئیے ---- مگر اُسوقت مجھے نہیں معلوم تھا۔ کہ تمہارے ماموں جی کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے اُنہیں بڑی تکلیف پہنچائی ---- ارادہ تھا۔ کہ ملاقات ہونے پر اُن سے معافی مانگوں گا۔ مگر ایشور نے مجھے وہ موقع بھی نہ دیا ---- "

یہ سب سُن کر میں نے ایک گہرا سانس لیا۔
مگر صبا نے کچھ نہیں کہا

”صبا! میں تم سے بھی معافی مانگ رہا ہوں۔ غلطی سے میں نے تمہیں بھی بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ اس لئے آج مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے۔ کیا تم مجھے معاف کر دو گی؟“

مگر صبا نے پھر بھی زبان نہ کھولی

میں نے نہایت افسوس کے لہجہ میں کہا ”صبا میں معافی مانگنے کے بھی قابل نہیں ہوں؟ سوال نہیں ہوتا۔ اسی دن میں تم سے … معافی مانگنے کے قابل ہو سکوں گا“

صبا کے چہرے کی طرف دیکھا۔ … آنسو … اُس کے دل پر بھی کوئی اثر ڈالا ہے یا نہیں اس کے … کوئی اشارہ پا سکا۔

… بہت دیر تک ٹہلتا رہا … صبا … بولا … ہاتھ … وحشت کی … وہ تمہیں یاد ہے؟

صبا میری طرف … لگی۔

”میں یہاں … تمہیں میری … ہوگا!“

صبا نے یکایک کھڑے ہو کر کہا ”چلو“

… اس قدر … مطلب … ہو جاتی … دیکھ … دل … ڈول … ذرا سی چالاکی سے … وہ چار … کی چھیڑ … باتوں سے … فتح ہو گیا … لڑکی تھی تاہم … جلد … جائے گی اس کا … کہا … دل ہی دل میں … یہ … کرتے ہوئے بولا ”چلو … نہیں ہوگا … ہوگا!“

دوسری طرف … ہوئے صبا نے … کہا ”… وہ میں نے … ہے!“

”… کب؟“

"تمہارے آنے سے بہت پہلے ہی!"

اسے سمجھ میں آیا کہ میری میٹھی میٹھی باتوں سے ثریا کا دل نرم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ میرے آنے سے بہت پہلے ہی وہ جانے کے لئے تیار تھی۔ ایسا حال نے میرے دل پر سخت چوٹ لگائی۔

[illegible] ثریا کا حسن و رعنائی اور [illegible] تھا۔ وہ اسے نہیں سمجھ [illegible] کرنے کے لئے اور کبھی [illegible] فیصلے کریں گی [illegible] — [illegible] کوئی بات نہیں

ثریا [illegible] کیسی ہی چالاک [illegible] ہو [illegible] کہ میں عام مردوں میں نہیں ہوں۔ بلکہ خاص شخص ہوں — جو عورتوں کے حکمراں ہیں

* * * *

[illegible] اور [illegible] کو [illegible] دیکھ کر [illegible] آگیا۔ پہلے دن آتے ہی اس نے [illegible] مکان کو [illegible] اچھی طرح [illegible] اور [illegible] آراستہ کیا [illegible] طرح [illegible] نہیں کرتی تھی۔ مگر مجھے [illegible] ہوتی تھی [illegible] وہ اُس وقت اُسے پیار کی تھی [illegible] کام [illegible] معمول تھا [illegible] ہر وقت کام کاج میں مصروف [illegible] کوئی کام کاج نہ ہوتا تھا۔ اُس وقت وہ جیسے کسی خیالی اُدھیڑ بن میں مشغول رہتی تھی۔

مگر پھر کبھی وہ [illegible] نہیں کر سکی [illegible] کا خاموش اور [illegible] خالی چہرہ — اُس [illegible] میں [illegible] کرتا ہوں جانتا تھا کہ وہ مجھے پیار نہیں کرتی — [illegible] کیوں؟ بات چیت میں بھی وہ کسی قسم کی پیار و محبت کا اظہار نہیں کرتی — [illegible] اور سادہ [illegible] میرے لئے ناقابل برداشت ہو گئی!

میں بھی کبھی اُسے پیار کرتا تھا [illegible] کرتا ہوں [illegible] بات بھی نہیں تھی۔ فی الحقیقت وہ حسن و جمال میں لاثانی تھی مگر میں اُس [illegible] کو [illegible] دیا کرتا تھا [illegible]

بیوی ہونے پر بھی میری اپنی نہیں۔ وہ غیر مرد کو پیار کرتی ہے ـــ شاید بعد میں اُسکے عشق کی بہار بھی لوٹنے ... پہلے اُسے پیار نہیں کرتا تھا۔ اور اب اُسے پاپی سمجھ کر نفرت کرتا ہوں۔

محبت کی وجہ سے تو میں اُسے اپنے گھر نہیں لایا۔ مجھے روپیہ چاہیئے سرما کا باپ جو روپیہ چھوڑ گیا ہے۔ جب تک وہ روپیہ مجھے نہیں ملتا۔ تب تک مجھے چین نہ آئیگا

ابتک بھی اُس کے سامنے روپے کا تذکرہ نہیں کیا وہ کیسی لڑکی ہے۔ یہ مجھ سے پوشیدہ نہیں تھا۔ میں مرد ہوں۔ سرما جیسی عورت کو میں خوب سمجھتا ہوں بیوی تو اُسے صرف روپے کے لئے لایا ہوں ـــ بیوی کہکر قبول نہیں کرتا۔ اگر کسی طرح اُس پر یہ بات ظاہر ہو گئی تب وہ بگڑ کھڑی ہو گی اور ایک بار بگڑ گئی تو پھر اُس کا سیدھا کرنا مشکل ہو جائیگا۔

مگر اب مجھ سے چپ چاپ بھی نہیں رہا گیا۔ میرے پاس جو تھوڑے سے روپے تھے ـــ وہ تقریباً خرچ ہو چکے تھے۔ اب اگر سرما سے روپیہ نہ ملا۔ تو مصیبت کا شکار ہونا پڑے گا۔ کس طرح سرما سے روپے کا تذکرہ کروں میں اسی غور و خوض میں پڑا رہا۔

اُس دن سرما کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی پان بنا رہی تھی۔ مجھے اسوقت پان کی ضرورت نہیں تھی۔ تاہم اُس کے پاس جا کر بولا " سرما مجھے پان دو "

سرما نے فوراً ہی مجھے پان دیا۔

میں نے کہا " اچھا سرما! تمہارے اُس مکان میں جو سب اسباب پڑا ہے اُسے کب منگاؤ گی۔ وہ دوسرے کے مکان میں اس طرح پڑا رہنا ٹھیک نہیں "

سرما نے آہستہ سے کہا۔ " ہاں! میں بھی یہی سوچ رہی ہوں "

" تمہارے والد جی تو اسی مکان میں رہتے تھے؟ "

" ہاں! "

" اُن کی کتنی عمر تھی؟ "

" ساٹھ "

— تمہارے اس والے مکان میں اس وقت کون ہے؟"

— کوئی نہیں"

— میں نے سنا تھا کہ تمہارے یہاں زمین بھی تھی۔ اس کی مالگذاری وغیرہ ادا کرنے کی کوئی تدبیر ہے؟"

— نہیں"

— نہیں کیسی عجیب بات ہے۔ اتنے دنوں تک مجھ سے کیوں نہیں کہا۔ سُنا تھا تمہارے یہاں نقد روپیہ بھی تھا۔"

— ہاں اب تک بھی ہے — سترا نے یکایک نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حقارت کی لہریں موجزن ہو رہی تھیں۔ کیا اس نے میرے دل کی بات جان لی ہے؟ — ارے رام! عورتوں میں اگر اتنی عقل ہوتی تو پھر فکر ہی کیا تھی۔ جانے دو۔ اسے آج اور زیادہ چھیڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی چڑیا اچھی طرح دام میں نہیں پھنسی۔ اگر ذرا سا خوف معلوم ہوا تو اڑ جائے گی

* * * *

مگر دل ہی دل میں بہت سی باتیں بڑھ گئیں۔ سترا کا اب کیسے گزر ہوگا؟ [illegible] چھوڑ گیا ہے اور دانہ پانی [illegible] ہے؟ یہ تمام باتیں جاننے کے لئے دل میں کھلبلی مچ گئی۔ اگر چہ ان کا پوچھنا ہر طرح بے جا ہوگا میری سوچی۔ میں مرد وہ عورت — اس پر میرا یہ طور [illegible] ہے۔ تاہم معلوم نہیں کیوں؟ یہ سب باتیں ان سے متعلق دریافت کرنے کا مجھے حوصلہ نہیں ہوا —

اس دن رات کو صرف بستر پر پڑا رہا — نیند نہیں آئی!

جب بہت رات گذر گئی — تو آہستہ آہستہ اٹھا۔ میرے [illegible] تھا۔ اس کی [illegible] روشنی کی لو خواب کی طرح ساکن تھی۔ اسی روشنی میں دیکھا۔ سترا سو گئی ہوگی — اس کی آنکھیں بند ہیں!

اچھی طرح [illegible] کر کے [illegible] اس نے [illegible] رکھی۔ اس وقت بڑی احتیاط سے چابیوں کا گچھا کھول لیا۔

میرے پاس ہی سرما کا ایک سٹیل ٹرنک تھا۔ سرما کا کیش بکس اسی میں تھا مزید
اس کے کاغذات بھی یقیناً اسی میں ہوں گے۔ اس ... میرا مطلب پوری
ہو گیا۔

میں نے چپ چاپ ٹرنک کھولا کیش بکس نکالا۔

[illegible] آئی ٹھہرو ... بکس کھولو"
[illegible] ... سیٹ پر ... رکھ دیا۔ [illegible]
[illegible] ... حالت ... [illegible] ... اور ... ہو کر ...
پاس بیٹھا گیا۔

سرما ... آئی۔ اس کے بعد میری شرم کو اور بھی بڑھا ... کی خاطر
... اور ... کی ... سے ... ڈالا

[illegible]
[illegible]

[illegible] بکس ... ڈالا ... کا ... باہر سے
... نکال کر ... دے

[illegible] ... کیا ہیں؟"

[illegible] ... کر ... ہی ہیں
[illegible] ... اس ... کا ... اگر
[illegible] ... تو ... ضرورت تھی
تو ... سکیں گے"

[illegible] ... سے ... اچھا
... بھی ... دیتی گا۔

✱ ✱ ✱ ✱

[illegible] ... کر لی

اسی کے خوف سے اپنے دربار کے شرابی [illegible] وہ ایسا ماہر تھا نہایت عقیدت سے لال پیالہ کو
اپنا غم گسار، ہم جلیس بنا لیا کیا وہ اس کی صحبت سے کبھی محروم رہ سکتا ہے؟ اسی وقت سے جہانگیر
کیلئے ہر دن جام لنڈھانے شروع کئے۔ سرما سے خوف کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے
اُس سے ڈرتا تھا اُس کو وہ روپیہ [illegible] بات میں ہے [illegible] میرے پاس شاید اگر ذرا
اسوقت [illegible] چلی جائے، جائے [illegible] مجھے کس بات کا فکر ہے!

[illegible] کرے میں [illegible] شراب [illegible] تو [illegible] وہ رنگ پیش کیا [illegible]
میں شرخی دوڑ گئی [illegible] ایک شخص گھر میں آیا [illegible] اس کی طرف
دیکھ [illegible] جہاں [illegible] تھا تو اسی [illegible] کیا

[illegible] کرکے [illegible] اس [illegible] ایک [illegible] بولا [illegible] یہاں [illegible]
[illegible] ایک [illegible] کی [illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"— معاف کیجئیگا میں آپ کو اسے سامنے ہونے کا اعزاز نہیں دے سکتا میری بیوی کے ساتھ آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی"

یہ کہا کی موڑ بول میں بل پڑ گئے سمجھ گیا وہ پھر ناراض ہو گیا مگر دلی غصہ کو دل ہی دل میں دبا کر اُس نے پھر ہنستے ہوئے کہا "سری بابو! چونکہ میں نے آپ کو اپنے بھائی کا مرتبہ دیا ہے اس لئے آپ جو چاہیں کہہ لیجئے۔ اچھا اب یہ بتائیے سرلا کیسی ہے؟"

"— اچھی ہے"

"— اور ایک بات ہے آپ مہربانی فرما کر یہ دریافت کرا دیجئے کہ موہن کے مکان میں جو سب سامان ہے — اُس کا کیا ہو گا؟"

"— آپ بیٹھئے میں ابھی دریافت کئے دیتا ہوں" یہ کہہ کر میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

گھر میں داخل ہو گئے دیکھا بیٹھک کے پردے کے پاس سرلا چپ چاپ کھڑی ہے۔ اس کا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا ہم لوگوں کی سب باتیں اس نے سن لی ہیں۔

جھنجھلا کر کہا "یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟"

اس بات کا کوئی جواب دیئے بغیر ہی سرلا نے کہا "بھیا! دادا کو یہاں بلا لاؤ"

غصہ کے لہجہ میں بولا "نہیں"

سرلا نے [illegible] کہا "انہوں نے میرا کتنا اپکار کیا ہے۔ [illegible] معلوم نہیں [illegible] اور [illegible] ملاقات [illegible] اور وہ لوگوں کی [illegible] گئے [illegible] سال [illegible] تم [illegible] [illegible] آؤ!"

بیٹھک سے پھر وہی [illegible] کہا ہوا [illegible] نہ ملیں [illegible] ناراض ہو کر [illegible] سے کہا "چلو [illegible]"

سرلا نے سر جھکا کر [illegible] "میں [illegible] دادا کو [illegible] واپس جانے دوں گی — [illegible] پڑتی ہوں!"

میرے غصے کی انتہا نہ رہی [illegible] شدید [illegible] کہہ کر میں نے سرلا کو [illegible] دھکیل دیا۔

مہرما گر پڑی اور "ہائے!" کہکر چلا اٹھی۔
— اس کے بعد کیا ہوا، کچھ خیال نہیں صرف اسقدر یاد ہے کہ پیچھے نہ معلوم کس طرح شیر کی طرح مجھ پر ٹوٹ کر مجھے اپنے فولادی ہاتوں سے چاروں شانے چت زمین پر گرا دیا — میرے منھ سے چیخ نکل گئی اور میں بیہوش ہو گیا۔

بیس

مہرما کی باتیں!!

ہے بھگوان! او دیا ساگر! میری اس حقیر عورت کی زندگی کو لے کر تم کیسا بیدردی کھیل کھیلنا چاہتے ہو؟ بتا دو مجھے بتا دو قسمت کے ساتھ یہ کھیل اور کتنے دنوں تک چلے گا؟ میری آنکھوں پر سے پردہ ہٹا کر کیوں نہیں صاف صاف سب کچھ دکھا دیتا!!

جیسے سخت ایکھ کو زور سے دبا کر رس نکال لیا جاتا ہے اور اسے پھینک دیتے ہیں اسی طرح سے میری زندگی کا رس نکال کر دنیا کے جابر دار راستہ میں مجھے کس نے پھینک دیا — بچپن اور اسٹیمر کی سنہری یادداشت نے میرے دل میں عہد گذشتہ کی یاد کی حسرت اور بے بسی کی دھوم مچا دی ہے۔

بدھوا کا شوہر واپس آیا جو فقط کہانیوں میں بھی غیر ممکن نظر آتا ہے میری قسمت میں آج وہی ممکن — اف! یہ کیسی خوش نصیبی ہے!

تم سب کہو گے کہ بدھوا کے پچھلے جنم کی تپسیا کا پھل ہے مگر آج سے دو ہی دن پہلے ہی پچھلے مہر دا ہم نے دیکھ کر تمہارے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کا سب اٹھ گئے اور تمہارے سماج کے لیڈر ہندوستانی ورق گردانی کر رہے ہیں لیے خوفناک اور عجیب سزاؤں کی تجویز کر رہے ہیں۔ ہاے! اگر پھر بھی اس بدنصیب کی آنکھوں کے آنسو کسی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتے!!

میں شوہر کو کبھی پیار نہ کر سکی اتنی کر سکوں گی یہ بھی امید نہیں ملے تو میں اس جنم کی طرح چوٹ کھائی تھی مگر اب وہ ڈر نہیں رہا زہر کے مار و محبت سے میرا خوف دور کر دیا

یہ بات نہیں کیونکہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ مجھے قطعی پیار نہیں کرتے ۔ ... ڈوب کر مر جانے کے خوف سے جو پانی سے ڈرتے ہیں۔ اُن کی زندگی میں بھی ایسا دن آ سکتا ہے کہ وہ تیرنا جانتے ہوئے بھی پانی کی تھاہ لے آتے ہیں جو میرے لئے ایک دن نہایت خوفناک تھی۔ آخر مجھے اپنے آپ کو اُسی کے رُوبرو نثار کرنا پڑا ہیں اب خود کسی الجھن میں ہوں کہ موت سے نہیں ڈرتی وہ دیکھئے معمولی موت کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔

شوہر مجھ سے آج کل خوب پیار و محبت کرتے ہیں وہ اب دن مجھے نئی دولہن سمجھتے ہیں ابھی اپنے زبانی پیار و محبت کا اظہار کرتے میری آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جنگل کے جو معمولی سے معمولی جانور ہوتے ہیں۔ وہ بھی شکاری کی جھوٹی محبت کو تاڑ جاتے ہیں مصنوعی پیار و محبت۔ کیا کبھی پوشیدہ رکھا جا سکتا ہے آخر یہ شوہر کیا چاہتے ہیں؟ اور اُن کے دماغ کس چیز پر ہیں میں وہ جانتی ہوں۔ ہاں میں اچھی ہوں!!

اس کے بعد اُس رات کو جب وہ مجھے حسب معمول خواب گاہ میں چھوڑ کر اپنی طرف کے بستر پر لیٹ گئے تھے اُس وقت میرے تمام سکون نے ایک ہی صورت اختیار کر لی اور ان کی زبانی پیار و محبت کے تماشوں سے میری طبیعت متنفر ہو گئی تھی — ان کے ... پر بیہودہ پوشی کرنے کے لئے — میرے شوہر جس ... میں ...
... پھر ان کے رُوبرو پیش کر دی رُوپے کی مجھے قطعی ضرورت نہیں ...
۴۹ ان کے ... آپ کریں صرف مجھے ... دیں ... !

* * * *

اُس دن بادرچی خانہ سے نکل کر ہی ایک جانی پہچانی آواز سنی ...
وہی ... — ... دادا کی آواز ہے جس ... آواز ...
وہ ... نہیں بھول سکتا

... دادا نے ... ہو کہ ...
... اُن کا استقبال کر رہا تھا ...
... کو استقبال کیا۔

اس کے بعد ہی میں نے سنا کہ میرے شوہر خوفناک لہجہ میں کہہ رہے تھے "میں ایسی بیوی کے ساتھ ... کی ملاقات نہ ہونے دوں گا"

تھوڑی دیر بعد ہی میرے شوہر اندر آئے۔ مجھے وہاں کھڑی ہوئی دیکھ کر ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ میں سہم گئی۔ پھر میں دادا کو اندر بلایا۔ وہ ناراض ہونے میں سے پہلے تو ... سے کام لیا مگر انھوں نے زور سے ایک دھکا مارا۔ میرا پاؤں پھسل گیا دھڑام سے فرش پر جا گری۔

میں اٹھ رہی تھی کہ دیکھا پھر وہی دادا آندھی کی طرح دوڑتے ہوئے میرے شوہر پر ... انھیں زمین سے اٹھا کر پوری طاقت سے دوسری طرف پھینک دیا۔ انھیں اٹھ کر ... اور روکنے ٹوکنے کا موقع نہ ملا۔

اس کے بعد پھر پیا دادا نے مجھ سے کہا "میں باہر کے کمرے سے سب کچھ دیکھ رہا تھا کمبخت نے تمہارے جسم پر ہاتھ اٹھایا۔ بیٹا! تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟"

میں نے کہا "پیارے پیا دادا! آپ نے یہ کیا کیا؟"

"کیوں؟ میں نے بُرا کیا کیا؟"

"بُرا نہیں کیا ہم دونوں کے درمیان تمہارا اس طرح آنا مناسب نہ تھا"

پھر پیا دادا نے اسوقت شاید پہلی بار غصہ میں کہا "بیٹی! میرا مجھ کو ہی ... گی" وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے مگر پھر اپنی بات ... کا سمجھ کر ... سر جھکا کر افسوس کرتے ہوئے بولے "بیٹا! مجھے معاف کرنا۔ غصہ کی وجہ سے میں نے اس کا انجام کچھ نہ سوچا"

میں نے کہا "اچھا! جو ہو گیا وہ ہو گیا۔ اب تم جاؤ ــــ وہ بہت ناراض ہو گئے ہیں۔"

میں شوہر کے پاس ... ان کے سر پر پانی کے چھینٹے دینے لگی ... ...

ذرا دیر بعد منہ اٹھا کر دیکھا پھر پیا دادا اس وقت بھی ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھ رہے تھے ــــ اور ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے لدی ہوئی تھیں۔

دل ہی دل میں ... کر بولی "چلے جاؤ ــــ تاکہ اٹھنے کے بعد پھر وہ تمہیں نہ دیکھیں"

ہرن دادا کا چہرہ دیکھ کر میں نے سمجھا کہ جانے کے لئے اُن کے پاؤں نہیں اُٹھتے۔ تاہم تکلیف سے وہ دروازہ کی طرف قدم بڑھا چکے تھے۔ نہایت ہی افسردہ خاطر لہجہ میں بولے "بہن! تو خوش رہ! ۔۔ میں کچھ اور نہیں چاہتا!"

ایک بات مجھے یاد آئی ہرن دادا کے پیار و محبت کی وجہ سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ کسی طرح آنسو روک کر بولی ۔۔ "ہرن دادا! ذرا ٹھہرو!"

"تب مڑ کر کیا کہتی ہو؟"

میں نے کہا "دیکھو تم یہاں آئے تھے اس کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا!"

* * * *

ان دنوں کے اس سلوک کے بعد سے ہی میری طبیعت شوہر کی طرف سے ہٹ گئی میرا رویہ ان سے بدل گیا ان کو احساس ہو گیا اسی دن سے ان کے مزاج میں زیادہ تبدیلی ہو گئی۔ میرے ساتھ وہ دل کھول کر بات تک نہ کرتے تھے۔ ان کے مزاج سے واقف تھی اس وجہ سے ان سے کبھی کچھ نہ کہتی۔ مگر اس دن کے واقعہ کے بعد سے انہوں نے مجھ پر اتنی طرح سے ظلم کرنا شروع کیا۔ جب تب وہ مجھ پر ناحق بے قصور ہی بد نام کر جلایا کرتے تھے۔ اسی بات پر پوچھتے کہ اگر کوئی پاگل بھی سنتا تو اسے غصہ آ جاتا ۔۔۔۔ مگر تمام تکلیف برداشت کر لیتی۔ دل کی تکلیف کو حتی المقدور روک کر چپ چاپ رہ جاتی تھی۔ اس کے علاوہ میرے لئے اور تھا ہی کیا؟ میرے ماں باپ نہیں۔ ماں باپ کہاں کہاں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ۔۔۔ دنیا میں کہاں جاؤں گی، کہاں؟

اسی طرح میرے دن کٹتے گئے۔ شوہر کی خدمت کرنے پر بھی جہاں تک ہو سکتا تھا دریغ نہیں کرتی تھی۔ مگر میری ان خدمتوں سے بھی اُن کے دل کو کسی طرح نرم نہیں کیا جا سکا۔ کچھ دنوں بعد ہی اور ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

جاڑے کے موسم میں سورج ڈھل چکا تھا شام ہو گئی تھی کوئی خاص کام نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر گولاؤں جالا بنتے ہوئے او... میں مصروف تھی ایسے میں میرے شوہر نشہ میں جھومتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ اُن کی نہ کہ دانی

دیکھ کر بس ہو گیا۔ سمجھ گئی کہ آج ضرور بات ہے

وہ گھر سے میں لڑکھڑاتے ہوئے آئے اور کھڑے ہی دیر تک اسی طرح سے میری طرف دیکھتے رہے۔ اس کے بعد یکا یک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگے آج ہمارے ہاں آیا کھانا کیا رکھا ہے؟

میں اس کی طرف دیکھنے لگی

سُنتے ہی تمہاری اماں آ گئیں میں نے اُسے نکال دیا!

میں نے آہستہ سے پوچھا کس کا ذکر ہے"

وہ کہنے لگے اب انہیں معلوم ہو ہی جانا چاہیے کہ شوہر دوسرے کی بیوی سے شادی کی جا سکتی ہے

میرے سامنے جیسے کسی نے آگ کا انگارہ رکھ دیا کہاں میرے [illegible] ملازمت چاہیے۔ اس لئے میں نے سر جھکا لیا

شوہر نے کہا ہاں انہیں تو کہہ دیا تھا کہ اُسے لایا تھا"

[illegible] بچہ پیدا ہونا تھا [illegible] ہر وقت [illegible] کر رہی ہوں

شوہر نے پھر [illegible] اور رستے کہا میرے گھر [illegible] تمام لوگ جہاں ہم [illegible] اس دن بھی لوگ [illegible] مکان میں اُس سے بہتر حالت باقی [illegible] اور آج پھر [illegible] سر پر چڑھ گئی ہے۔

میں تو اس سے [illegible] پانی پانی ہو کر بیٹھ گئی۔

"تم کچھ کہتی کیوں نہیں۔ خاموش کیوں ہو؟ کیا اب تم ایسا کام کرو گی؟"

میں پھر بھی خاموش رہی

شوہر نے اور میرے [illegible] آ کر کہا" [illegible] جواب دے [illegible] ورنہ [illegible] مجبور کر دوں گا"

ایسے دن کب [illegible] باتوں کی ہوئیں برداشت کرنا پڑی تھیں اور آج [illegible]

وہ تم رہتے ہیں مجھ سے چھپ کر جاگتا ہوا پاس کو بڑی ہو کر بولا کہ تم مجھے مار دو گے؟
تیرا اس کی بوتل ہاتھ میں لئے وہ ڈٹ کر بولے — سالا مار دوں گا اتنا تو سب جانا کرتا
تھا یا ہم ہی لا

"میں ہوں ٹوٹ کر نفرت آمیز لہجہ میں بولی "تم نہیں!"

"تو ٹوٹ سکتی ہے"

"جھوٹ کہنے والے تم لوگ ہو خود بدل رہے ہیں مولا [illegible] بیوی کے پیچھے چلا سکے
یا بھی یہاں چھپ کے — بجرد پیسے لالچ سے شادی کا بہانہ کر کے عورتوں کی زندگی کا
ستیاناس کرتے ہیں اور جو عورتوں کو [illegible] سمجھتے ہیں — جتنے دنوں کی
عزت اور غصہ سے بھری یاد [illegible] الفاظ [illegible] نکل گئے

میرے خود پہلے تو ان باتوں کو [illegible] کسی وہ [illegible] ایران [illegible]
میرے سامنے ہی [illegible] آئی [illegible] اور [illegible]
جو [illegible] لات مار کر مجھے گھر سے باہر نکال دیا [illegible]
[illegible] — [illegible] جاری [illegible]

[illegible] کتنی دیر [illegible] — مجھے ہوش آیا تو احساس ہوا [illegible]
کوئی پانی کے چھینٹے دے رہا ہے

بہت تکلیف سے [illegible] آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھی تو دیکھا — آسمان [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] تاریکی کے پردوں کو چاک کر کے [illegible]
[illegible] پردہ ڈال دیا [illegible] کی [illegible] چوٹ [illegible]
اور بھی [illegible] شروع کیا — [illegible] کا [illegible]
شاید میرے جسم میں [illegible] — [illegible] میں [illegible]
[illegible] اس قدر تکلیف ہوئی کہ پھر [illegible] ہو گیا

میں اُسی وقت کمرے کے اندر سے میرے لوک سر لوک کا سنسنا کچھ عورتوں کی زندگی
کا یہ سماں قابل تھا لیکن سوامی دل تو ناستک شرابیوں کے لئے میں کہا "تو اتنا سنگ کیوں ہے
[illegible] سے نکل جا دُور ہو جا"
لے کر پتھر سے بھی کہاں سخت تو سنگدل وہ "تا امن تمہارا حکم سر آنکھوں پر لیجئے جو لی
جو کہئے وہی کروں گی۔
[illegible] اس وقت باہر کا ماس کے پودوں کو خاک کرنیوالی ہوا سنسناتی تھی
بھی۔ اس وقت راستہ کھولی ہوئی۔ وہ سے روکے [illegible] آندھی کے تال [illegible]
دل بھی حرکت پذیر ہو کر اندر ہی اندر پھوٹنے لگا!

اکتیس ۳۱

مومن کی باتیں!

ہماری " سراب زندگی کی [illegible] جا رہی ہے [illegible] کی طرح آ رہا ہے
دنیا کے اُوپر [illegible] راستہ اندھا پڑا ہوا ہے اس اطراف [illegible] تمراتے ہیں
[illegible] کر [illegible] اور کا [illegible] ہیں ۔۔۔ ہم کیوں اُسی
کی طرف [illegible] دیکھتے رہتے ہیں ۔۔۔ کیوں ہماری [illegible]
آتی ہے [illegible] سی [illegible] ہے ۔۔۔ اس کا نام [illegible]
ہیں۔ ہم [illegible] [illegible] ہی یہاں ۔۔۔ [illegible]
ہم میں [illegible] کی [illegible] ہماری [illegible] زندگی اندرونی [illegible] اور [illegible]
لباس زندگی کا پردہ بنی ہوئی ہے۔
معلوم نہیں [illegible] زندگی کیا ہے کہ ایک طرف تو اس [illegible]
معلوم ہوتے ہیں [illegible] [illegible] زندگی کا سامان بکثرت نظر آتا ہے اور دوسری
جانب آفات و مصائب [illegible] بیقراری اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] ان سب کے درمیان انسانی زندگی کیسی کیسی [illegible] کی حالت میں محصور ہے

اس کا کیا مقصد ہے؟ وہ انسان اسے بنا رہا ہے اور بگاڑ رہا ہے ملا وجدان تمام لا حاصل کھیل
تماشوں سے اپنی وابستگی کرا رہا ہے۔ اس میں اس ذات پاک کا کیا مقصد پنہاں ہے جو
ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

اس دنیاوی کھیل کے جو یہ رنگ پھیلا رہی ہیں۔ ان کے نظر آنے والے باب زندگی کے
[illegible] احساس کے اندر اٹھایا، اور [illegible] کے بعد دکھ کے [illegible] ہیں۔ کسی کو ایک
پتہ بھی نہیں لگتا — وہ پوشیدہ دشمن کی طرح چپ چاپ اگر نہایت راستے تمام سارے
سامان کو خاک کر کے ہوا کا منظر پیش کر دیتے ہیں — دنیا کا مالک یہ کر چھپا چاہے
ہو، کہ وہ سب لوگ دیکھتا ہے، وہ ایسے دکھ پر آنسو نہیں بہاتا — اس کی آنکھ
تو آنکھوں میں ہو ہیں اپنے [illegible] کرتا ہے اچھا کرتا ہے یہ بات کسی عقل سے خالی گھر
سے کہی ہے؟ [illegible] کی ایک [illegible] کیا کرے گا اور بے بس انسان کو اس طرح
مایوسی سے [illegible] میں خود دکھ اس کا تماشا کر دیا ہے۔ ہم اس کا شکریہ ادا کریں گے
اک ایک [illegible] — بالکل ہے اس تاریک اور [illegible] اکیلا تھا
اور [illegible] — کبھی ہوا سے [illegible] تھا اور کبھی بیدار ہو کر حالات سے
ادھر [illegible] معروف رہتا تھا۔ [illegible] ہر قدم [illegible] کا حوصلہ بھی نہ ہوتا تھا [illegible]
کے لوگوں کا شور، [illegible] کی، [illegible] اور [illegible] کی آوازیں کیا تمام سر سے دل
کے اندر [illegible] کو [illegible] عالم سی طاری کر دیتی تھیں۔

سحر کی [illegible] آتی ہے۔ اس [illegible] سویرا کو پایا — مگر وہ شوہر [illegible] یا بیکار ہوا
— اس کے [illegible] سب [illegible] کر رہا ہوں تو [illegible] لگتا ہے سحرا
[illegible] دل کی حالت [illegible] واقف ہوں [illegible] ہے

(۳) [illegible] مدہ کر [illegible] سے خالی آوارہ [illegible]
شوہر کے گھر میں [illegible] آئیں کترل پڑتی ہیں۔ [illegible] کی تنہائی میں بیٹھ
کے اندر [illegible] پھول کی طرح مرجھا [illegible] ہوئی پڑی ہے۔ سحرا سحرا [illegible]
[illegible] کر ہے۔ کیونکہ ہم کیوں میرے [illegible] آ گھری ہوں۔ شاید تمہارے [illegible]

بدنصیبی اور حیرانی کی علّتِ غائی میں ہوں۔ میں ہی ہوں!!

تمارا کے پاس سُرما کا ایک خط پڑا تھا۔ جو اُس نے جاتے وقت لکھا تھا۔

آج شام کو وہ خط باہر نکال کر پڑھا۔ سُرما کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ان چند سطروں کے علاوہ اور کوئی نشانی تو میرے پاس نہیں! لکھتے لکھتے سُرما کی آنکھوں کے آنسوؤں نے جو اُس کا سینہ تر بتر کیا تھا۔ اس خط کی ایک ایک سطر میں صاف نظر آ رہے تھے حروفوں میں اُسی کے جذبات نہاں تھے۔۔ اُس کے آنسوؤں سے تر بتر الفاظ نے آج میرے دل میں جیسے اُس کو پھر لا موجود کیا

سُرما نے لکھا تھا۔

دسموہن بانو!

اس گستاخی کو معاف کیجئے میری حقیر زندگی آپ کے قابل نہیں — اسی وجہ سے افسوس ہے مجھے آپ کے پاس سے دُور ہٹنا پڑا ہے۔ اچھے دنوں تک آپ کے ہمراہ رہی اس احسان سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکوں گی۔ آپ میری تمام غلطیوں کو نظر انداز کیجئے گا۔

آپ ہر بات دل سے بھولئے۔ سو میں کیسے کہہ کر آپ کو بھول سکوں۔ اب اس وقت اس سے زیادہ آپ سے میری دعا ہے میرے لئے اور کچھ نہیں۔

سُرما مجھے بھولنا چاہتی ہے اگر میں اسے کبھی بھول سکوں گا؟ دعا تو یہ ہے کہ اُن کی یاد جو جا کسی میرے لئے باعث ہے کر یہ تمام جماعت کی پرواہ نہ کرکے میری زندگی کے ایک ایک حصے پر پردہ ڈال دیتا! یہ بھی میرا سب کچھ رہ گیا ہے۔

سُرما شاید ان دنوں میں مجھے بھول گئی ہو ورنہ آج تک اس کی کوئی خبر مجھے کیوں نہیں ملی؟

اچھا وہ اچھی تو ہوگی۔ جاتے وقت مکان میں جو تالا اس حالت میں لگا گئی تھی اب تک وہ اُسی حالت میں ہے اس کا تمام اسباب مکان میں بدستور مقفّل ہے—

ایسے کوئی پہلے ہی تو نہیں آیا کہیں سُرما بیمار تو نہیں پڑ گئی؟

اُس دن سُرما کے لئے میرا دل بہت بے چین ہونے لگا۔ میرے دل میں بار بار صرف یہی خیال آنے لگا۔ سُرما بیمار ہے۔ بیمار ہے۔ یا وہ بیمار ہے اور یا شوہر کے ساتھ کلکتہ چھوڑ کر کہیں اور جگہ چلی گئی۔ اتفاقاً میں اُس کا پتہ تو جانتا ہوں۔ اگر ایک دفعہ خبر لے آؤں۔ سوائے میں ہر جگہ ہی کہا ہے۔ میری صرف اُس نے نہیں لی۔ اسی وجہ سے تو میں اُسے قصور وار ٹھہرا رہا ہوں۔ مگر وہ تو عورت ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے کے بس میں ہے۔ بلکہ یہ میری غلطی تھی۔ کہ میں نے اُس کی کوئی خبر نہیں لی۔

اُسی وقت کپڑے پہنے اُٹھ بیٹھا۔ میں گھر سے باہر نکلا۔ اور آہستہ آہستہ شیام بازار کی طرف چلا۔

تلاش کرتے کرتے شیام بازار [illegible] کے سامنے جا کر کھڑا ہوا، اُس وقت شام ہو چکی تھی۔

مکان چھوٹا سا تھا۔ دو منزلہ دروازہ بند تھا۔

میں سوچ رہا تھا۔ کہ میں اُس کے شوہر کا نام لے کر آواز دوں یا نہیں۔ اتنے میں پیچھے سے کسی نے مجھ سے پوچھا "شام کے وقت مکان کے سامنے کس چیز کی ضرورت ہے؟"

پیچھے پھر کر دیکھا ایک شخص [illegible] کھڑا ہوا [illegible] رہا ہے۔ یقیناً کوئی سرائی ہوگا۔ اُس نے میرے [illegible] سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا "تم کون ہو؟ اور باہر [illegible] آ رہے ہو بول بھی نہیں سکتے"

میں [illegible] کون [illegible] کر کہا "جاؤ جاؤ"

"ہاں! تم کہیں [illegible] جواب دے رہے ہو میرے مکان کے سامنے ہی مجھ سے بڑی [illegible] ہو۔ تمہارا مزاج تو [illegible] ہے"

میں نے چونک کر کہا "آپ ہی اس مکان کے مالک ہیں؟"

"ہاں ہاں! [illegible] راستہ پر آ گئے میں نے سرائے [illegible] مگر اتنا سستا

یہیں ہوں کہ اسے مکان کا پتہ بھول جاؤں گا۔"

— "جہاں پناہ معاف کیجئے گا میں نے سمجھا تھا کہ یہ مسز ص بانو کا مکان ہے۔"

— "حضرت آداب عرض۔ مکان کا پتہ تو لگا لیا۔ مگر صاحب خانہ کو نہیں جانا۔ ان باتوں سے میرا قصہ دور ہوتا جا رہا ہے۔"

— "اچھا آپ ہی مسز ص بانو ہیں۔"

— "نام سنتے ہی چونک اٹھے یقین نہیں آتا — مجھے تو ماشاءاللہ کہہ کے بٹھا لیا اور لوگوں کو بلانے کی ضرورت ہوگی؟"

جھجک کر چپ چاپ گھبرا اٹھا [illegible] سنا کا سویرا؟

— "چپ چاپ کیوں رہ گئے؟ میرا نام تو پوچھ لیا اپنا نام بتاؤ۔"

اسی وقت وہاں سے چلا آیا [illegible] [illegible] [illegible] تر اپنے سے کیا باتیں کروں مگر وہ [illegible] [illegible] جب یہاں تک آیا ہی ہوں تو میرا کیا [illegible] [illegible] [illegible] سوال کر کہا "میرا نام [illegible] [illegible] ہے"

میرا نام سنتے ہی وہ چونک اٹھا اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس نام سے تو میں واقف ہوں لیکن آپ کو کیا کام ہے؟

— "آپ کی [illegible] صاحبہ کیسی ہیں؟ [illegible] لیے آیا ہوں"

— "کیا؟ شمر کے گھر میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر میری [illegible] [illegible] کر دیا گیا تھا۔ اب پھر آنا چاہتے ہو تو یہاں سے [illegible] جاؤ"

— "جہاں سے آئے ہو۔"

— "[illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] کر کری کر دوں گا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تیراندازی کی ایک گولی نکالی۔

[illegible] کہ [illegible] کر دوں [illegible] [illegible] [illegible] کہ [illegible] مگر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کیا [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آ

یہ کیسا خوفناک کیسا خوفناک آہ!! اپنے شوہر کے ہاتھ پڑکر کیا سرما زندہ بچ گئی؟ اس سے تو مر گئی اچھی تھی۔ اتنے دنوں تک تو اپنے دکھ سے ہی چور چور ہو رہا تھا۔ مگر آج سرما کے دکھ کی بات سوچ کر میرا خون پانی ہو گیا۔ اُف! وہی گل نوشگفتہ کی طرح طراوت بار۔ بچے کی مانند لطیف و سادہ لوح! دیوی کی طرح حسین مہ جبین سرما!! اس کے نصیب میں کیا تھا؟

باہر کوئلہ سے بھی سیاہ گھنے بادلوں کے سینہ کو چاک کرتے ہوئے بجلی کی تیر بریں آگ کا شرارہ اڑا رہی تھیں۔ زور شور سے بجلی چمک رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کے سینہ سے ایک زبردست لٹو والا گولا پھٹتے ہوئے ادھر ادھر آ جا رہا ہے۔

اس خوفناک رات میں سرما کیا کر رہی ہے؟ گھر میں اس کا شرابی شوہر ہو گا۔ دل بڑا آگ کے شعلے۔۔۔ کیا وہ گھر میں بیٹھی ہوئی رو رہی ہے؟ مرض کی جو حالت میں نے دیکھی ہے اس سے تو یہ امید نہیں ہے کہ وہ سرما کو نہیں سونے دیگا۔

کھلی ہوئی کھڑکی کے راستہ سے نکال کر میری نگاہ سرما کے مکان پر جا پڑی۔ وہاں اندھیرا گھپ نہیں رہی تھی۔ میری لالٹین کی روشنی اس کمرے میں پڑ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ سرما کے کمرے کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے۔ میرے کمرے کے سامنے آ گئی ہے۔ اس وقت تک کھڑکی ہمیشہ بند رہتی تھی۔ مگر آج کیا ہو گیا؟ کہاں گئی؟ کیا کھڑکی کا دروازہ آندھی کے جھونکے سے کھل گیا؟

سمجھ ہوا سب اسی طرح ہو رہا تھا۔ اتنے میں دو بار بجلی چمک اٹھی۔ سرما کے تاریک کمرے میں صرف ایک ہی طرف سے بجلی کی روشنی جا رہی تھی۔ بلکہ دونوں طرف سے!! پھر تو شاید سامنے کا دروازہ بھی کھلا ہو گا۔

یقیناً پھر آیا ہو گا کہ سرما کا شوہر ایسا ہے۔ چھپا تا اور لالٹین لے کر میں باغیچہ کے راستہ سے مکان میں داخل ہوا۔

کہیں کوئی نہیں۔ مگر۔۔۔ میں زینہ پر چڑھنے لگا تو دیکھا کہ اندر سے دروازہ بند ہے۔ اب کوئی شک بھی باقی نہیں رہا۔۔۔ خالی کمرہ۔ کہ ضرور بدمعاش کسی بری غرض سے آیا ہوگا۔ پر چیا دہ سے باہر کہیں کوئی نہیں ہو گا۔ تھا سرما جس کمرے میں رہتی تھی اسی کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

میں نہایت احتیاط سے کمرے میں داخل ہوا لالٹین کی روشنی سے وہ کمرہ روشن ہو گیا تھا لیکن اس کے اندر سے کمرے کے اندر نظر ڈالتے ہی دیکھا زمین پر کوئی عورت پیٹ کے بل پڑی ہوئی ہے اُسے پہچاننے میں مجھے دیر نہ لگی — سَرما! سَرما!! — وہ سَرما سَرما! اس پُرسکون رات میں! اس آندھی پانی میں! اس سُنسان اور تاریک مکان میں، سَرما! میری حیرت کی انتہا نہیں رہی — ابھی آنکھوں پر یقین نہ آیا وہ یہاں کیوں آئی — اس طرح وہ وہاں کیوں پڑی ہے سَرما کو کیا ہوا ہے؟

اچھی طرح دیکھنے کے لئے ذرا لالٹین اوپر اٹھائی — اف! — وہ کیا! سَرما کے کپڑوں میں بہت سارے داغ لگے ہیں [illegible] — اف! خون! خون!! اُس کے ہاتھ اور سینے میں بھی خون لگا ہوا ہے — تو کیا سَرما

خوف سے میرا دل دھڑکنے لگا — سانس بند ہو گئی — چلّا اُٹھا سَرما! سَرما!"

سَرما آہستہ آہستہ دونوں ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھ بیٹھی، میری طرف دیکھ کر ہلکی سی آواز میں بولی "ڈری نہیں [illegible] جس کے سینے میں آگ لگی ہے تم بھی اُسے پاؤں سے ٹھکرا رہے ہو!"

آہ! جان میں جان آ گئی — سَرما زندہ ہے — دیکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا

[illegible] اور سَرما کیا سوچ رہی تھی [illegible]

پھر اُسی طرف [illegible] دل سے کیا [illegible] آ رہی تھی تاکہ [illegible] ہوائی [illegible] کہیں اوپر کا [illegible] آ رہا تھا [illegible] بیماری خون سے لت پت پڑی ہے [illegible] دل کے اندرونی حصّوں میں [illegible]

ناگہاں مجھے [illegible] [illegible]

جلدی جلدی قدم بڑھا کر بولا "سَرلا! تمہیں کیا ہو گیا؟ تمہارے جسم میں اتنا جوش!"

سَرلا کے منہ پر بالوں کی لٹیں پڑی تھیں — دونوں ہاتھوں سے اُنھیں ہٹا کر پیشانی [illegible] اُس نے میرے چہرے پر از خود رفتہ نگاہیں ڈالیں۔ ان کئی مہینوں میں اُس کا چہرہ [illegible] ہو گیا تھا۔ یہ تو جیسے مُردہ کا چہرہ ہے۔ اُسی طرح سادہ — اور جذبات سے خالی [illegible] جسم اور ہاتھ پاؤں [illegible] سوکھ کر [illegible] ہوئے تھے۔

سَرلا نے کہا "[illegible] کیوں؟ [illegible] میری قسمت کا [illegible] میرے شوہر [illegible] کا انعام [illegible]" سَرلا [illegible] وہ [illegible] سَرلا کی [illegible] شرما گیا تھا۔

دونوں ہاتھ [illegible] کر بولا "[illegible] تمہاری [illegible] اُس سے تم [illegible] میں اُس [illegible] نکالوں گا۔"

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ـــــ اس جسمانی ایکسیڈنٹ کی نسبت روحانی نقصان بہت زیادہ ہے۔ موہنی بانو! اب کیا ہوگا!
میں کیا کروں گی؟"

"کیوں سمیرا! جس طرح تم یہاں پہلے تھیں۔ اسی طرح رہو گی!"

"یہ نہیں ہوتا۔ جو دن جاتا ہے۔ وہ پھر نہیں آتا۔"

"کیوں پھر نہ آئیگا؟ وہی تم ہو۔ وہی میں ہوں اور سب کچھ تو جوں کا توں ہے!"

"نہیں موہنی بانو! میری زندگی اب وہ پہلے کی سی زندگی نہیں ـــ میں اب دوسری بالکل ہی ہو چکی ہوں۔"

"مگر میری نگاہوں میں تو تم وہی ہو۔ تم تو میری وہی پرانی سمیرا ہو۔"

"وہ مر چکی ہے۔ موہنی بانو! غلطی نہ کہئے گا۔ اسی غلطی سے میں سب سے زیادہ ذلیل ہوئی۔ اسی غلطی کے خوف سے یہاں ٹھہرا رہنا غیر ممکن ہے۔"

"تو تم کہاں جاؤ گی؟"

"نہیں جانتی۔ شاید پھر شوہر کے پاس واپس جاؤں گی۔ شاید دنیا کے باہر کوئی جگہ تلاش کر لوں گی۔ اگر ایسا حوصلہ نہ ہوا۔ پھر اور بھی کوئی تدبیر ہے یا نہیں۔ دیکھوں گی۔"

"سمیرا! یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"ہاں! دل پر اختیار نہیں کرلی!"

"تمہارا دل پر قابو نہیں ہوگا ـــ سمیرا! میں سمجھ رہا ہوں۔"

"مگر سماج اعتبار نہیں کریگا۔ سماج کی سخت گیریاں میں کبھی برداشت نہ کر سکوں گی۔ اس بات کا بھروسہ تھا وہ آج کہاں گیا۔ دل کے ساتھ اب میں جنگ و جدل نہ کر سکوں گی۔"

"پھر کیوں آئیں؟ اگر آ کر جانا ہی تھا۔ تو ـــ"

"چھپیے ستیے۔ موہنی بانو! یہ اظہار کا موقع نہیں ہے۔ اب مجھے اب اسے میں نہ سمجھا سکیے۔ اگر آپ دکھی ہوں گے۔ تو میرا بستہ تیار ہوگا۔ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"کہو۔"

"موہن بابو! میں نے اپنا فرض پورا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ واضح رہے کہ اسی بات پر میرے مستقبل کا دار و مدار ہے ——"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سریتا آہستہ آہستہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کے چہرے کا رنگ ایسا غیر معمولی ہو گیا کہ میں نے اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔

میری آنکھوں سے اپنی گہری نگاہیں چار کر کے سریتا نے مستقل لہجہ میں کہا۔

"موہن بابو! کہئے آپ مجھے بھول لیں گے۔ آپ شادی کریں گے؟"

"شادی کروں گا۔ شادی!"

"ہاں! شادی!!"

"سریتا! سریتا!!"

"اگر آپ شادی کر لیں۔ تو میں یہاں رہ سکتی ہوں۔ میرے لئے آپ اپنی زندگی کیوں خراب کر رہے ہیں۔ آپ کے پریم سے اور ایک شخص کی زندگی سپھل ہو گی۔ اُس کی محبت کو آپ کا تمام درد و غم غلط ہو جائے گا!"

"سریتا مجھے معاف کرو۔"

"موہن بابو! میری بات رکھ لیجئے!"

سریتا کی یہ ساری تقریر سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ درد آلود لہجہ میں بولا: "تم میری بات پر غور کرو۔ میرے دل کو دیکھو۔ تم پر دیا کرو!"

سریتا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ وہ بھرائی آواز سے بولی: "یہ دیا کر رہی ہے۔ آپ کے اوپر دیا کرنے کی اُمید باندھنا [illegible] مجھے یہ حق حاصل ہے۔ اب سمجھی ہوں۔ میں یہاں آنے سے [illegible] سے کام لیا [illegible] لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ آپ کا مکان مجھے اسی طرح کھینچتا ہے۔ میں اپنی مرضی کے خلاف ہی یہاں آئی ہوں۔ کسی طرح اپنے دل کو نہیں سمجھا سکتی۔ آپ کو بھی نہیں [illegible] [illegible] میں [illegible] رہ [illegible] گی [illegible] [illegible] اسی طرح [illegible] سمجھ گیا ہوں [illegible] موہن بابو آپ [illegible] مجھے [illegible]

تو میرا یہاں رہنا کیا مناسب ہے؟ بتائیے۔ آپ ہی بتائیے!"

"نیرما! ——"

"موہن بابو! میری بات رکھ لیجئے۔ مجھے بچا لیجئے!"

"نیرما! اس سے بہتر تو یہ ہے کہ تم مجھے جان سے مار دو۔ یہ بھی میرے لئے سکھ

کی بات ہوگی۔ مگر اب اس دل کے رہتے ہوئے شادی کر بار بار درگو رہنا ہے؟ ایسا!

نیرما! یہ نہیں ہوگا۔ نہیں ہوگا!"

نیرما نے میری طرف قدم بڑھا کر حسب عادت کہا۔ "تو کیا آپ میری بات نہ رکھیں گے؟"

"تمہاری سب باتیں میں رکھ سکتا ہوں۔ مگر وہ بات میرے لئے غیر ممکن ہے!"

"غیر ممکن!"

"ہاں! غیر ممکن —— غیر ممکن!" —— یہ کہکر میں نے دونوں ہاتھ سے اپنا منہ

ڈھانپ لیا۔ نیرما کی ان بے بس نگاہوں کے سامنے میں اپنا منہ کبھی نہ اٹھا سکا۔

نیرما کہاں گئی۔ غائب ہوگئی!

اسی طرح کچھ دیر تک بت کی طرح ایک ناقابل برداشت خاموشی کے درمیان

میں بیٹھا رہا۔ ایکاایک وہ بولا۔ "نیرما تم مجھ سے ناراض نہ ہو۔ شادی کرنے کو کہتی ہو

—— مگر شادی کرنے سے ... میں بھول سکوں گا؟ جب ایسا کرسکونگا۔ تو صرف

میری جان کو اپنی آنکھوں میں ڈال لینے سے کیا فائدہ؟ ذرا بتاؤ تو سہی!"

نیرما نے کوئی جواب نہیں دیا۔

آہستہ آہستہ سر اٹھا کر دیکھا۔ کمرے میں نیرما نہیں ہے۔

باہر آسمان میں آتش ... اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بجلی اس وقت کبھی چمک رہی

تھی۔ اور بادل زور شور سے گرج رہے تھے۔ اور بوندیں پڑ رہی تھیں۔

نیرما کہاں ہے؟ جلدی جلدی لالٹین اٹھا کر کمرہ سے باہر نکل کر برآمدے میں

آکھڑا ہوا۔ بے تابانہ نگاہوں سے دیکھا۔ صدر دروازہ کھلا ہے۔

کیا نیرما مجھ سے ناراض ہو کر پھر شوہر کے پاس چلی گئی؟ جیسے میرا دل اندر ہی اندر

کہہ اُٹھا ہاں ہاں ہاں نہیں!

۔۔ تو کیا؟

۔ اب ان میں آتے ہی میں [illegible] کی طرح اوپر سے نیچے ہوتا ہوا راستہ میں آگیا!
راستہ میں زور شور سے پانی بہہ رہا تھا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ کوئی نظر
آتا تھا۔

پھر کیا کروں؟ ۔۔۔ کہاں جاؤں۔ سمرا کدھر گئی؟ ابھی ہی تو یہاں [illegible] بجلی کی طرح
کہاں غائب ہو گئی [illegible] لقمہ بننے کے خوف سے تا مدد [illegible] تمام زور لگا کر بھاگ گئی
۔ راستے [illegible] گنگا جی کی طرف گیا ہے۔ پاگلوں کی طرح اس طرف دوڑنے
لگا۔ مگر [illegible] دوڑتے اور دور جاتے ہوئے بھی سمرا نظر نہ آئی۔ پھر بھی دوڑا اور دوڑتا
ہی [illegible] کہاں؟ سمرا کہاں ہے؟ [illegible]
[illegible] گنگا کے سیاہ پانی میں جیسے [illegible] تھیں۔ گنگا [illegible]
کی طرح [illegible] اٹھاتے [illegible] جا رہی تھی ۔۔۔ یہ پانی کا شور ہے۔ یا موت
کا شور؟

[illegible] لہجہ میں بولا "سمرا! سمرا!! سمرا!!!"

اس پار سے وہی آواز بازگشت بن کر [illegible] آتی ہوئی معلوم ہوئی۔
گنگا کے کنارے کنارے [illegible] پاگلوں کی طرح دوڑنے لگا ۔۔۔ کان کے پاس ہی
[illegible] رفتہ رفتہ آہیں بھرتی ہوئی معلوم ہوئی ۔۔۔
گنگا کے پاس [illegible] ۔۔۔ مگر پھر بھی اس دل بیقرار کو تسکین کہاں؟
[illegible] تاریکی کو پھیلا کر اطراف و جوانب کو اور
[illegible] ۔۔۔ اسی تاریکی میں شاید آج سمرا ہمیشہ کے لئے کھو گئی!
ایسا ہوگا [illegible] اگر معلوم ہوتا۔ تو اسی وقت کہتا۔ سمرا! میں شادی
کروں گا ۔۔۔ تم نہ جاؤ ۔۔۔ نہ جاؤ!

[illegible] دیکھا [illegible] آس پاس چھپی ہوئی ہے؟ گنگا کی [illegible] کا لقمہ [illegible]

کا شور و شر۔ طوفانی آندھی کی کبھی نہ تھمنے والی سرسراہٹ، جیسے وارفتہ ہو کر کہہ اُٹھی "سرما
سرما!! واپس آؤ ۔۔۔ میں شادی کروں گا۔ تم لوٹ آؤ۔ لوٹ آؤ!"

مگر اس مسافر خیز رات میں سرما کہاں؟ شمالی حصے سے گنگا کی کڑک، میں
جیسے مجھے معلوم ہوا کہ قسمت میرا مضحکہ اُڑا رہی ہے۔ میری سرما کو چُرا کر رات
کی تاریکی۔ گنگا کے سرد نالے کف اور چوٹ کھاتے ہوئے سمندر پر آہستہ آہستہ
بہتی جا رہی ہے۔ آسمان کی گہری تاریکی کو چھپاتی ہوئی دھیرے دھیرے سواد
شام کی تاریکی نے پورا جسم کا جامہ پہن لیا۔

دُور ۔۔۔ سمندر کے شمشان میں یکایک ایک سی چتا جل اُٹھی ۔۔۔ روشنی
اور تاریکی میں اُس کی لپلپاتی ہوئی زبان جیسے میرے سینے کے خون کو رنگ کر
کانپتے کانپتے رفتہ رفتہ اوپر کی طرف اُٹھنے لگی۔ اسی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے
دیکھنے ۔۔۔ گھٹنے گھٹنے پانی میں ۔۔۔ سب کچھ بھول کر میں کنگال ہو گیا۔ سر پر
ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہا!

* * *

یکایک جی میں آیا۔ سرما شاید اپنے شوہر کے پاس ہی واپس گئی ہے۔ اسی وقت
تلاش میں روانہ ہوا۔ چلتے چلتے صبح ہو گئی۔

میں لاپروائی سے یکبارگی سرن کے گھر میں داخل ہوا۔ سرن ایک کمرے میں بیٹھا
ہوا تھا۔ میرا پانی اور کیچڑ سے لت پت چہرہ دیکھ کر تحیر آمیز انداز سے بولا! "تم کون ہو؟"
"میں موہن لال! سرما یہاں آئی ہے؟" ۔۔۔ "کیا تو موہن لال ہے؟ پھر میرے گھر ۔۔۔
۔۔۔ "جلدی وہ پاس نہ جاؤ۔ جاؤ، سرما کہاں ہے؟" ۔۔۔ "میں بتاؤں گا۔ یہاں سے باہر نکلو۔"
تیر کی طرح اُس پر جھپٹ پڑا۔ دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا پکڑ کر بولا "اب بتا کہاں ہے؟"
"چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ مجھے نہیں معلوم! وہ یہاں نہیں ہے" ۔۔۔ "تُو نے کُشت و خون سے ہاتھ
دھو لیے میری سرما کا خون کیا ہے، بتا ورنہ میں بھی تیرا خون کر دوں گا!" ۔۔۔ "اُف مر گیا، مر گیا
چھوڑ دو ۔۔۔ مر گیا" ۔۔۔ "ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔" "مجھے معلوم نہیں۔ وہ چلی گئی ۔۔۔ کل ۔۔۔
کل رات کو!" "پھر نہیں آئی" ۔۔۔ "ٹھیک ہے!!"

سے نہیں ۔ یہاں آئی ۔ یہیں آئی تھی تنہا ۔ میرا حوصلہ سکروں!

اُس [illegible] دیواں کو کمرے کے ایک کونے میں پھینک کر وہاں سے چلا آیا . . .

سرما! ۔ کیا تم زندہ ہو ۔ زندہ نہیں پر تم اوائیس آؤ ۔ واپس آؤ ۔ تمہارا انتظار دیکھ کر میں شادی کروں گا ۔ میں لا نہیں ۔

* * * *

ڈھونڈھ رہا ہوں ۔ پھر ڈھونڈھ رہا ہوں ۔ مگر سرما کا کوئی پتہ نہ لگا ۔ اُمید سرا کے رفتار ۔ دیکھ کر میں اُسے شعاع اُمید سمجھا ۔ دوڑا ۔ مگر وہاں پہنچتے پہنچتے وہ روشنی بجھ گئی ۔ بجھ آئی ایمان جی اُٹھ گئی ۔ دل میں اگر کوئی چیز بیداری کی حالت میں ہے تو وہ صرف اُس کی آنسوؤں سے بھری ہوئی یاد ہے!

لوگ کہتے ہیں میرا دماغ بگڑ گیا ہے [illegible] کا درد دل ہی دل میں پوشیدہ رکھ کر میں ان لوگوں سے کہ [illegible] میں سر بات نہیں [illegible] کیا اسی وجہ سے ایسا کہتے ہیں ۔ مگر اس دھوئیں کی بھری ہوئی مستشار جیسی فضائیں دیس تول سکتے ہیں اور رنگ رنگ کے حظ اُٹھا سکتے ہیں ۔ کیا وہ بالکل نہیں ہیں ۹ ہم میں آکر ناچا کانا بیسا [illegible] بیٹھ کر [illegible] کہار [illegible] آنسوؤں سے بھلی ہوئی چتا سرد ہو جائے! . . . .

گھنگھور بادلوں سے بھری ہوئی رات میں جب کھلی آسمان پر کھیلی ہے سب تو دروازے رہیں تر ہو جاتی ہے ہوا کھڑکیوں سے ٹکراتی ہوئی ۔ جب سرسراتی ہے [illegible] آتا ہے ۔ جیسے میں سچ مچ پاگل ہو گیا ہوں!

کسی کو دل میں [illegible] مکان کے [illegible] دروازہ پہلا [illegible] بہت دور تاہ اقبہ [illegible] اور تنکال سے چور ہو کر پاؤں سے واپس آرہا ہے ۔ کون چپکے چپکے [illegible] کر رہا ہے ۔ [illegible]

"کھولو! دروازہ کھولو! ارے ہاں جی! دروازہ کھولو!!"

کبھی دن اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہی دیکھ پاتا ہوں سرما کے خالی مکان کا دروازہ اور کھڑکیاں، یکایک کھل گئیں۔ اور بھیگے ہوئے بالوں کی لٹیں پھڑپھڑا گئے۔ سرخ حسب رنگ کے کپڑوں سے ملبوس وہ معصوم کوں آکر دہیں پہ پچھاڑ کر گر پڑا ۔۔۔ اور ان تمام بجلی بادل اور بارش کے درمیان تاریکی کو مشرق وشتہ تاکہ پھول پھول اور سیاہ سسک کر رو دینے لگا!

اُف! یہ تو بہت ناقابل برداشت ہے! انہیں دور کر دو! دروازے بند کر دو ۔۔۔ ایسے بجلی کی جیسی تیز دھار والے بادلوں سے کہ پورے آسمان کے جیسے دو ٹکڑے ہو جاتے ۔۔۔ اور اسی حکم سے اپنے لوک سے اس لوک میں دونوں ہاتھ بڑھا کر مرا ری ماں چیخ چلا کر کہہ اٹھے۔ ارے میری لڑکی دے ۔۔۔ میری لڑکی دے ۔۔۔ مر رہے ہو تو دے دو بھاگ! نہ معلوم کہاں کھو گئی ۔۔۔ دے دے دے! میری لڑکی کو لا دے! ... .

یہ کیسی زندگی!"

* * * *

بہت لوگ مجھے اپدیش دینے آئے ۔۔۔ یا نئے ری تعمیر کسی نے کہا شادی کر لو کسی نے کہا پھر دیس میں گھوم پھر آؤ کسی کسی نے کہا۔ کام کاج میں جی لگاؤ ۔۔۔

صرف ہرن نے کوئی اپدیش نہیں دیا۔ سرما کی بات ہوتے ہی وہ میری طرف درد بھری نگاہوں سے دیکھتا رہتا ۔۔۔ جیسے وہ میرا دلی ہمدرد ہو!

اُس کی گود میں سر رکھ کر میں کہتا "دوست!"

مجھے اپنے آغوش میں لپٹا کر اس نے بھی کہا "دوست!"

"بھائی میری سرما کہاں گئی؟"

"جہاں رنج و غم نہیں۔ اس لوک نے جسے کھو دیا ہے، تمہارے پر لوک میں تلاش کرنے جاؤں گا!"

اسی امید میں بیٹھا ہوں۔ کتنے دنوں ۔۔۔ اور کتنے دنوں؟

کیدار ناتھ (۱) اظہر

ظرافت کے ناولوں کا دلچسپ رسالہ

تفریح

ہنسی ہنسی میں ہنسی ہو ہنسی میں ہو سد   ہنسی ہنسی میں تعلیم کا دلچسپ ذریعہ

ہنسی دل کی کلی ہے۔ اور شاخ ظرافت کا کھلتا پھول۔ جس سے دل لگی کا قیمتی سامان خوش طبعی کا متین
بہار رعنا اں سلطنت ادب کا مجموعہ ہے۔ زندہ دلی کی باتیں پڑھتے چلیے اور ہونٹوں سے قہقہے
نکلے پڑتے ہیں جیتے جائیے۔ آج تک اردو زبان میں کسی نے بھی اس قسم کی کتابیں بہت
کم لکھی ہیں۔ ہنسی ہنسی میں مسائل اور ادب کی تعلیم دینا آسان کام نہیں بلکہ سخت مشکل ہے۔
یہ بیڑا تفریح ہی نے اٹھایا ہے۔ کتابیں کیا ہیں۔ ہر طرح سے لاجواب نادر و نایاب۔ اگر
کوئی شخص ایک بھی کتاب اس قسم کی اردو ہندی مرہٹی۔ اور تامل وغیرہ ہندوستان
کی مروجہ زبانوں میں دکھا دے تو زیادہ نہیں ہم تفریح کی پانچ کتابیں اسکی نذر کر دیں گے۔

تفریح کے سلسلے کی تین کتابیں چھپ گئی ہیں۔ ایک کا نام ہے **ہماری پڑھی لکھی بیویاں**۔ دوسری کا ہمارے **پڑھے لکھے مرد**۔ اور تیسری کا ہے **بھنگ کی ترنگ**۔ [illegible] آراستہ [illegible] پیراستہ۔
جو اصحاب تفریح کی مستقل خریداری منظور فرمائیں گے۔ اُن کو ۲/۳ قیمت پر وی پی کی جائیں گی
اور دوسروں کو پوری قیمت لی جائے گی۔ ان کے مصنف منشی گورکھی **شنکر لال** صاحب
اسرار ہیں۔ جن کی زبان تسلسل طبیعت کا نمونہ **واہ واہ** لیسے [illegible] نامی کتاب میں موجود
ہے۔ اور جن کی خداداد قابلیت کا قائل ایک زمانہ ہے۔ درخواست جلد بھیجئے
دیر نہ کیجئے۔ کیونکہ پہلے [illegible] ہاتھوں ہاتھ نکل
رہی ہیں۔ [illegible] کتاب تیار اور
نامکمل ہوگی۔ پانچویں [illegible] کا جھگڑا ہ

ملنے کا پتہ مینیجر تفریح۔ سادھو سٹریٹ۔ لاہور

محبان ملک و قوم کے جیون چرتر

مہاتما جی کی درخواست پر ہم نے محبان ملک و قوم کے جیون چرتر اردو زبان میں شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس سلسلہ میں بھارت ورش کے تمام برگزیدہ ملکی لیڈروں اور قوم کے مکمل جیون چرتر ہدیہ ناظرین کئے جائیں۔ فی الحال اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل جیون چرتر چھپ کے تیار ہیں۔ ہر ایک اہل وطن کو ان مہاپرشوں کے جیون کا ضرور مطالعہ کرنا اور ان سے لابھ اٹھانا چاہئے۔

گاندھی جیون چرتر۔ مسٹر [illegible] لوک مانیہ پوری پروفیسر [illegible] مہاتما موہن داس کرم چند گاندھی جی کا مکمل جیون چرتر ہے اس میں مہاتما جی کے مکمل زندگی کے حالات درج کرنے کے علاوہ ان کے کام [illegible] پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مہاتما جی نے جو [illegible] جنوبی افریقہ ہندوستان اور پنجاب میں کئے ہیں بخوبی آگاہ کیا ہے اس کی تشریح۔ مہاتما جی کے قائم کردہ ستیاگرہ آشرم کے [illegible] وغیرہ۔ مہاتما جی کی روحانی [illegible] پر مہاتما جی کے خیالات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۱ر

مالوی جی چرتر۔ یہ محب قوم و ملک آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی جی کا مکمل جیون چرتر ہے اس میں پنڈت صاحب موصوف کی مکمل زندگی کے حالات درج کرنے کے علاوہ ان کاموں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو آپ نے [illegible] کے لئے کئے ہیں قیمت فی جلد ۱ر

نوٹ۔ لوک مانیہ تلک مہاراج۔ پنجاب [illegible] لالہ لاجپت رائے [illegible] وغیرہ وغیرہ کے جیون چرتر ترتیب میں جو کہ یکے بعد دیگرے ہدیہ ناظرین کئے جاویں گے۔

علاوہ ازیں ہر قسم [illegible] مذہبی [illegible] اخلاقی اور [illegible] کتب مالک [illegible] سنسکرت کی عمدہ عمدہ کتب اردو۔ ہندی۔ انگریزی میں ہم سے [illegible] فہرست کتب طلب کرنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

ہمارا پتہ

[illegible] لاہور

[illegible] لاہور [illegible]